اسلامی تصوف

اسلامی تصوف کی تاریخ اور اس کے متعلق شرعی احکام کا مجموعہ

تالیف:
کامران اعظم سوہدروی (ایم اے)

Marfat.com

Marfat.com

اسلامی تصوف کی تاریخ اور اس کے متعلق شرعی احکام کا مجموعہ

اسلامی تصوف

تالیف

کامران عظیم سوہدروی (ایم اے)

نگارشات

Marfat.com

٢٧٤٧٧
ک 15/ ا
١١٦٥٣٢
ک را

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: اسلامی تصوف

تالیف: کامران اعظم سوہدروی (ایم اے)

ناشر: آصف جاوید

برائے: نگارشات پبلشرز، 24۔مزنگ روڈ، لاہور
PH:0092-42-37322892 FAX:37354205

مطبع: حاجی حنیف پرنٹر، لاہور

سال اشاعت: 2013ء

قیمت: -/280 روپے

Marfat.com

فہرست

لفظی تحقیق	1
صوفیانہ تعریفیں	8
شرعی حیثیت	11
تاریخ تصوف	12
برصغیر پاک وہند میں تصوف کا ارتقاء	44
اسلامی تصوف وکتاب وسنت	50
اسلامی تصوف اور فقر	52
اسلامی تصوف اور کشف وکرامات	63
اسلامی تصوف اور معرفت	73
اسلامی تصوف اور نفس	76
اسلامی تصوف اور باطن	92
اسلامی تصوف اور اذکار	95
اسلامی تصوف اور بیعت	106
اسلامی تصوف اور فنا فی اللہ	112
اسلامی تصوف اور روحانیت	121
اسلامی تصوف اور قرب الٰہی	132
اسلامی تصوف اور ابتلاوآزمائش	133
اسلامی تصوف اور مجاہدہ	138
اسلامی تصوف اور رہبانیت	137
اسلامی تصوف اور جادو	144
اسلامی تصوف اور احکام دم ودرود	156
اسلامی تصوف اور خانقاہی نظام	157
اسلامی تصوف اور شرک وبدعت	162
اسلامی تصوف اور وحدت الوجود	166
اسلامی تصوف اور وحدت الشہود	169
اسلامی تصوف اور نظریہ حلول	169
اسلامی تصوف اور مسئلہ جبر وقدر	172
اسلامی تصوف اور مسئلہ خیر شر	177
اسلامی تصوف اور شریعت وطریقت	179

Marfat.com

لفظی تحقیق

نحوی ترکیب

تصوف اسم صوف کا فعل مصدر ہے۔

لفظ تصوف کی صرفی ترکیب

ثلاثی مجرد مزید فیہ کے باب خاصیت تفعل کے وزن پر ( ) ہے۔ جس میں تکلف کا مادہ پایا جاتا ہے۔

ا۔ تکلف

یعنی ماخذ کے حاصل کرنے میں تکلف و بناوٹ کرنا۔ (علم الصرف) اصطلاحاً اسلامی تصوف سختی کے ساتھ اسلام پر عمل کرنے کا نام ہے۔ نفس کو بتکلف بھوکا رکھنا۔

اردو میں

1۔ صوف کا لباس پہننا 2۔ پشمینہ پہننا 3۔ اون کا لبادہ اوڑھنا

4۔ باطن کو صاف کرنا۔ (حسن اللغات فارسی اردو+اردو فیروز اللغات)

5۔ کتمان 6۔ اخفا (اردو تھیسارس)

انگریزی میں

1: Mysticism

2:The theology of the mystics of the East.

3:Contemplation

4:Mystery (اردو انگلش ڈکشنری)

5:Hidden or inexplicable matler

6:Religious trouth dvvinely revealed.

(آکسفورڈ ڈکشنری) 7:Secret ancient religious rites.

انگریزی اردو لغت میں

Mystery جو چیز خفیہ رکھی گئی ہو۔ ہر راز

تشریح طلب یا نا معلوم ہو۔ نا قابل وضاحت یا پریشان کن واقعہ یا معاملہ۔ کوئی چیز جس کی پوری طرح وضاحت نہ کی گئی ہو۔ اور اس وجہ سے تجسس یا تذبذب کا باعث ہو پراسرار معاملے چیز یا شخص کی کہانی یا ڈرامائی پیشکش، رمز یا ابہام۔ جیسے کسی ایسی چیز کا جو معما ہو یا وضاحت طلب ہو۔ مبہم گجلک یا پراسرار کیفیت یا خصوصیت۔ (عیسائیت) مذہبی رسم۔ خصوصاً عشائے ربانی۔ (جمع) عشائے ربانی کے عناصر۔ (واحد) عیسیٰ روح اللہ کی حیات کے سلسلہ میں کوئی واقعہ یا منظر جو خاص اہمیت کا حامل سمجھا جائے۔ معجزاتی ڈراما۔ جو بعض اوقات انجیل کے کسی ایک موضوع تک محدود رکھا جاتا ہے۔ (الٰہیات) وہ صداقت جو خدائی الہام کے بغیر

Marfat.com

معلوم نہ ہو سکے (جمع) قدیم کافرانہ مذاہب میں، بعض رسوم جن میں صرف عارفوں ہی کی شرکت ہوتی ہے۔ بعض ایسی رسوم یا راز جو صرف خصوصی طور پر شریک ہونے والوں محرموں\عارفوں کو معلوم ہوں۔ (The mysteries of the fraternity) بھید، چیستان، پردہ راز، سر حقیقت، سرِ معرفت، باطنی، عارفانہ، متصوفانہ۔

Mystic

انسانی علم یا ادراک سے پوشیدہ یا مخفی معانی عموماً مذہب پر مشتمل۔ نہانی۔ پر اسرار باطنیت۔ علم باطن۔ عرفان۔ یہ نظریہ یا عقیدہ کہ انسان۔ (n) mysticism وجدانی طور پر بصیرت کے ذریعے، جو کہ عام فہم یا حسی شعور کی نسبت زیادہ فوری اور براہ راست طریقہ ہے۔ خُدا یا مذہبی صداقت کو جان سکتا ہے۔ دل کی روشنی یا خاص انکشاف کے ذریعے اسرار وجود کے حل کی تلاش۔ انسانی تجربات سے کارج نظریات پر خواب ناروپائی، غور اور ظن و تخمین۔ (قومی انگریزی اردو لغت صفحہ 1291,92)

عربی میں

یصوف صوفاً، الکبس: مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔ صفت (اصوف)

صوفہ: صوفی بنانا

صاف یصوف صوفاً عن کذا. مائل ہونا، اعراض کرنا۔

تصوف: صوفی ہونا۔ صوفیوں جیسے اخلاق اختیار کرنا۔

الصواف: اون کا بیچنے والا۔

الصوفیۃ: عبادت گزاروں کی جماعت، واحد (الصوفی)

مسلمانوں کے نزدیک صوفی وہ ہے۔ جو خود کو فنا کر کے اللہ عزوجل سے متعلق رہے۔ جس میں اعلیٰ درجہ کا خلوص اور حقائق کے ادراک کی استعداد ہو۔

الصُّوفَانُ: ایک نرم خشک چیز جو لکڑی کے اندر ہوتی ہے۔ اور جلد آگ پکڑتی ہے۔

الصوفان: بہت اون والا۔ مونث صوفانۃ۔

الصوف والصوفانی: بہت اون والا۔ (المنجد عربی اردو)

ھندی میں: نروان حاصل کرنے کا گن۔

قرآن میں لفظ "صوف" کا استعمال

پورے قرآن میں صرف ایک بار لفظ "صوف" مستعمل ہے وہ بھی جمع اصوافھا میں۔ واللہ جعل لکم من بیوتکم سکناً وجعل لکم من جلود الانعام بیوتاً تستخفونھا یوم ظعنکم ویوم اقامتکم ومن اصوافھا واوبارھا واشعارھا اثاثاً ومتاعاً الیٰ حین (سورۃ النحل آیت)

ترجمہ: اور اللہ عزوجل نے تمہارے لیے گھروں میں سکونت کی جگہ بنادی ہے اور اسی نے تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں کے گھر بنا دیئے، جنہیں تم ہلکا پھلکا پاتے ہو۔ اپنے کوچ کے دن اور اپنے ٹھہرنے کے دن بھی اور ان کی اون اور روؤں اور بالوں سے بھی اس نے بہت سے سامان اور ایک مقرر وقت تک کے لیے فائدہ کی چیزیں بنادیں۔

صوف کی تفسیر میں حافظ عمادالدین ابوالفدا ابن کثیر لکھتے ہیں۔ سوتی، اونی اور بالوں کے کپڑے

Marfat.com

اس نے تمہیں دے رکھے ہیں کہ پہن کر سردی گرمی کے بچاؤ کے ساتھ ہی اپنا سر چھپاؤ اور زیب و زینت حاصل کرو اس طرح تمہاری ضرورت کی
پوری پوری نعمتیں دیئے چلا جاتا ہے۔ کہ تم راحت و آرام پاؤ اور اطمینان سے اپنے منعم حقیقی کی عبادت میں لگے رہو۔ (سورۃ النحل آیت 80 مع تفسیر ابن کثیر)

احادیث میں ''صوف'' کا استعمال

۱) جاء ناس من الاعراب الی رسول اللہ ﷺ علیهم الصوف.
کچھ اہل عرب رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے جبکہ انہوں نے صوف (کا لباس) اوڑھا تھا۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الزکاۃ)

۲) ان ریحنا ریح العنان انما لباسنا الصوف.
تحقیق گمان ہوا ہم (صحابہ) کو ہوا کا۔ تحقیق ہم صوف کے لباس میں تھے۔
(مسند احمد بن حنبل)

۳) ومر و طهن يومئذ الصوف.
اور گزر گئے اس دن لتاڑے ہوئے صوف میں۔ (مسند احمد بن حنبل)

۴) كان علی موسی ... كسا صوف وجبة صوف وكمه صوف وسراويل صوف.
جس دن کلام کیا اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے ان پر تھی ایک چادر صوف کی اور ایک جبہ اور ایک ٹوپی اور ایک سراویل صوف کی۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الباس عن ابن مسعود)
ترمذی کی ایک حدیث میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر موٹی صوف کی نکالی اور ایک تہبند موٹی اور کہا کہ وفات پائی رسول اللہ ﷺ نے انہی دو کپڑوں میں۔۔۔ مگر اس حدیث میں لفظ کساء ملبدا استعمال ہوا ہے)

۵) فاتی النبی ﷺ قوم من قبل المغرب علیهم ثیاب الصوف. پس کچھ لوگ مغرب کی طرف سے آئے جو اُون کے لباس پہنے تھے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفتن، مسند احمد بن حنبل)

۶) علیه جبه صوف. جبه من صوف
ان پر صوف کا جبہ تھا۔ جبہ جو خالص اون سے بنا تھا۔
(صحیح بخاری کتاب الاباس + ابن ماجہ کتاب الطہارۃ)

۷) وجد ريح الصوف فقذفها.
پائی ہوا کی مثل صوف پس (پہاڑ) مٹ گئے۔ (سنن ابوداؤد کتاب اللباس)
ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز صبح کے وقت باہر نکلے تو آپ پر چادر تھی۔ سیاہ اون کی جس میں پالان کی صورتیں بنی تھیں۔ دوسری حدیث میں ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا بیٹا اگر تم ہم کو دیکھتے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور پانی برستا تو تم سمجھتے کہ ہم میں سے بکریوں اور بھیڑوں کی بو

Marfat.com

آتی ہے، کیوں کہ ہمارالباس اون کا ہوتا۔

۸) قال وعلی شملة من صوف.

کہااور پہنے ہوئے صوف اوپر کسی پہاڑ کے۔ (مسند احمد بن حنبل)

۹) یلبسون الصوف.

پہنے ہوئے صوف کالباس۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ)

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں۔ کہ نبی ﷺ نے بیشتر اون کالباس استعمال کیا۔

(زادالمعاد ص ۵۲ جلد اول)

۱۰) لبسوا غیر الصوف.

پہنومگر صوف کے ماسوا۔ (سنن ابوداؤد۔ کتاب الطہارۃ)

۱۱) باب ما جاء فی لبس الصوف.

لبس آؤصوف کے علاوہ۔ (ترمذی۔ کتاب اللباس)

۱۲) انہی رسول اللہ ﷺ عن لبس صوف النمور۔

رسول اللہ ﷺ نے صوف پہننے سے منع فرمایا۔ (مسند احمد بن حنبل)

۱۳) عرق الناس فی ذالك الصوف حتی.

لوگ بھیگے تھے اس صوف کے ساتھ حتی کہ۔ (ابوداؤد۔ کتاب الطہارۃ)

۱۴) بردۃ سوداء من صوف ؟ بردۃ ، حلقه من صوف سوداء.

سردی صوف سیاہ میں تھی، سردی تھی صوف سیاہ کے گرد۔ (مسند احمد بن حنبل)

۱۵) صلی و علیه مرط من صوف.

نماز پڑھی اوراس پر کم بالوں والے اون کے لباس سے۔ (مسند احمد بن حنبل)

۱۶) اذ جائه قوم فی ثیب من الصوف.

جب آپ پر (صحابہ کی) جماعت آئی صوف کے کپڑے پہنے ہوئے۔

(ترمذی۔ کتاب التفسیر)

۱۷) البعث الیٰ غلمانا ینفشون صوفا.

ہمارے لڑکوں کی طرف مویشیوں کے اون کے لباس میں آئے۔

(صحیح بخاری کتاب الدیات)

۱۸) انه کان ثیا بهیم الصوف.

تحقیق انہوں (صحابہ) نے صوف کے کپڑے اوڑھے تھے۔

(ترمذی کتاب القیامۃ)

۱۹) لبس رسول اللہ ﷺ الصوف.

رسول اللہ ﷺ نے صوف کالباس پہنا۔ (ابن ماجہ کتاب لاطعمۃ)

عبداللہ بن رضی اللہ عنہ مسعود فرماتے ہیں۔ کہ حضرات انبیاء کرام علیہ السلام صوف کالباس پسند فرماتے تھے۔

Marfat.com

(رغیب جلد۳ صفحہ 109)

۞ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ صوف کا لباس کبر سے بچاتا ہے۔ چونکہ اس سے فقر اور غربت اور مسکنت نمایاں ہوتی ہے۔

(ترغیب جلد۳ ص110)

۞ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صوف یعنی اون کی چادر تھی جو چھ یا سات درھم کی تھی۔ یعنی بہت ارزاں تھی۔ اس وقت سب سے ارزاں صوف کا لباس تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک اون کی چادر تھی۔ جو سیاہ اور سفید تھی اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنی گئی تھی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفات تک تھی۔ (ترغیب جلد 3 صفحہ 109)

۞ **فقال کانی انظر الیٰ یونس علیہ السلام علیٰ ناقة خمراآء علیه جبة صوف حطام ناقته لیف خلبة مارآ بهذا الوادی ملبیا.**

(صحیح مسلم کتاب لایمان, حدیث 265)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے اون ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کی چھال کی سی ہے۔ اس وادی میر لبیک کہتے ہوئے جار ہے ہیں۔

۞ لفظ صوف اور بائبل۔ بھیڑ اور دوسرے چند جانوروں کے بال (اون)

۞ پہلی دفعہ کترے ہوئے بال کاہنوں کو دیئے جاتے تھے۔ (استثنا 4:18)

۞ اسرائیلیوں کو اون اور سن دونوں کے ملاوٹ شدہ کپڑا پہننے کی ممانعت تھی۔

(استثنا 11:22)

۞ اون کو بعض دفعہ بائبل میں پاکیزگی اور اجلے پن کی تشبیہ میں استعمال کیا گیا ہے۔ (یسعیاہ 1 :18)

۞ جدعون نے صوف کو باہر رکھ کر خدا کی مرضی معلوم کی تھی۔

(قضاۃ، 37:6 تا 40)

۞ اردو میں سن یا اون کے بنے ہوئے کپڑے کو ٹاٹ کہتے ہیں۔ لیکن بائبل میں یہ عبرانی لفظ سق (بکری کی) بالوں کا موٹا کپڑا ہے۔ وہ اکثر کالے رنگ کا ہوتا ہے۔ (میاشفہ 16:6)

۞ اس کا ترجمہ کمبل بھی کیا گیا ہے۔ اس عبرانی لفظ کے معنی بورا بھی ہیں۔

(پیدائش 27:42)

۞ کیوں کہ یہ اسی کپڑے کا بنا ہوتا ہے۔ کسی کی موت پر ماتم کرتے وقت ٹاٹ لپیٹنے' پہننے یا اوڑھنے تھے۔ (پیدائش 34:37 ، یہودیت 5:8)

۞ یہ شخصی اور قومی مصیبت کے وقت بھی ایک ماتمی لباس تھا۔

(ایوب 15:16۔ آستر 1:4)

۞ یہ گناہوں سے توبہ کرنے کے موقع پر بھی اوڑھا جاتا تھا۔

(ا۔ سلاطین ۲۱:۲۷۔ متی 21:11)

Marfat.com

- اور اس وقت جب مخلصی اور جان بخشی کے لئے دعائیں کی جاتی تھیں۔
(۲۔سلاطین ۱۹:۱، ۲)
- کبھی کبھی یہ دوسرے کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا تھا۔اور کبھی دوسرے کپڑے اتار کر۔ (یوناہ ۳:۴)
- بعض مرتبہ ٹاٹ بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے۔(سموئیل ۲۱:۱۰)
- بعض دفعہ مذبح کو ٹاٹ سے ڈھانپتے تھے۔(یہودیت ۴:۹)
- اور حیوانوں کو بھی ٹاٹ اوڑھا جاتا تھا۔(یوناہ ۳،۸:۳)
- مجازی استعمال میں آسمان کو ٹاٹ اڑھانے سے مراد ہے کہ خدا کوئی مصیبت نازل کرنے والا ہے۔(یسعیاہ ۵:۳)
- بعض دفعہ ٹاٹ کو کپڑوں کے نیچے پہنا جاتا تھا۔تاکہ صرف خدا دیکھے کہ یہ شخص توبہ کر رہا ہے۔لوگوں پر یہ بات ظاہر نہ ہو۔(۲۔سلاطین ۴:۳)
- ٹاٹ ماتم اور توبہ کے لئے پہننا صرف بنی اسرائیل تک محدود نہ تھا۔ بلکہ ارامی (سلاطین ۲۰:۳۱)____ موآبی (یسعیاہ ۱۵:۳)____ عمونی۔
(یرمیاہ ۴۹:۳)____ صور اور نینوہ کے لوگ (مزقی ایل ۲۷:۳۱۔یوناہ ۳:۵) بھی اس کو عموماً اوڑھتے تھے۔
- سموئیل نبی کے باپ دادوں میں سے ایک ۔۔۔۔۔ یہ قہاتیوں کی اولاد سے ایک لاوی تھا۔جس کو صوفی کہا جانے لگا۔اس کے علاوہ اس کو صوف اور صوفائی سے بھی یاد کیا گیا۔(قاموس الکتاب)

آیات بالتفصل

- القا کے بیٹے یہ ہیں۔یعنی اس کا بیٹا صوفی، صوفی کا بیٹا۔(تواریخ ۶:۲۶)
- نوح بن صوف بن القانہ بن محت بن عماسی۔(تواریخ ۶:۳۵)
- اسکے علاوہ صوف بنیمین کی میراث میں ایک علاقہ ہے۔بنیمین ایک قبیلہ ہے۔
- پھر وہ بنیمینیوں کے ملک میں آئے پران کو وہاں بھی نہ پایا۔جب وہ صوف کے ملک میں پہنچے تو ساؤل اپنے نوکر سے جو اسکے ساتھ تھا کہنے لگا۔آ ہم لوٹ جائیں۔(سموئیل ۹:۵:۴)

صوف اور تعبیر الرویا

ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں صوف کا کپڑا دنیا کی خیر و منفعت ہے۔خاص کر پارسا آدمی کے لئے۔اور اگر دیکھے کہ صوفیوں کے بدن سے صوف کا جامہ اتارا ہے تو اس کی رغبت ہے گناہ اور خطا کی طرف ہوگی۔ابراہیم کرمالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اگر دیکھے کہ صوفی ہو گیا اور صوف سی کر صوفیوں میں مقام کیا ہے۔دلیل ہے کہ یہی کچھ بیداری میں دیکھے گا اور اگر دیکھے کہ صوفیوں نے اس کو اپنے درمیان سے نکال دیا ہے اس کی تاویل اس کے خلاف ہے۔اور اگر دیکھے کہ صوفی ہو گیا ہے۔یا صوفیوں کے ساتھ بیٹھا ہے۔دلیل ہے کہ منافقانہ عبادت کرے گا۔

جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ خواب میں صوفی بننا چار وجہ پر ہے۔

۱) دنیا سے ہاتھ اٹھانا ۲) خلقت سے کنارہ کشی کرنا ۳) عبادت کی مداومت ۴) کسی سے طمع نہ رکھنا (تعبیر الرویاد۔ص ۴۰۳)

Marfat.com

اسلامی انسائیکلوپیڈیا

غیر متعلقہ الفاظ کا استثنا

لغوی معنی پشم کا لباس پہننا۔ کیوں کہ یہ ماخوذ ہے صوف (بضم صاد) سے جسکے معنی اون اور پشم کے ہیں۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ جلد اول ص ۱۷۳)

اسم صوفی کے لئے اس کے علاوہ جتنے قدیم وجدید اشتقاقات پیش کیے جاتے ہیں۔ ان سب کو رد کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً یہ کہ صوفیہ منسوب بہ اہل الصفہ ہیں۔ (اھل الصفہ وہ زہاد تھے جو بعہد رسالت مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے شمالی جانب کے پیش دالا رن (عربی صفہ) میں رکھتے تھے) یا منسوب بہ صف اول یا بہ بنوصوفہ (ایک بدوی قبیلہ) [سمعانی] یا بہ صوفانۃ (ایک قسم کی ترکاری) یا بہ صفوۃ القفا (گدی پر کے بالوں کا گچھا) یا بہ صوفی (مادہ صفا سمعانی) کے باب مفاعلۃ کا ماضی مجہول معنی صاف کیا گیا ہے) صافی سے صوفی بروزن قوبل مجہول قابل) بہت ابتدائی زمانے (آٹھویں صدی عیسوی) سے یہ ماضی مجہول لفظ صوفی [زاھد پشمینہ پوش کے ساتھ بطور توریہ استعمال ہوتا رہا ہے۔ یا منسوب بہ کلمہ یونانی ۔۔۔۔۔ (سوفوس): کوشش یہ بھی کی گئی کہ تصوف کو تھیوسوفیا (Theosophia) سے مشتق ثابت کیا جائے، نولڈکہ (ZDMG Noldeke ۴۸: ص ۴۵) نے اس آخری اشتقاق کی تردید اس بنا پر کی ہے کہ یونانی حرف Sigma عربی میں ہمیشہ س کی صورت میں آتا ہے۔ (نہ کہ ص کی صورت میں) نیز یہ کہ آرامی میں ایسا کوئی لفظ موجود نہیں جسے ۔۔۔۔۔ سوفوس اور صوفی کی درمیانی صورت سمجھا جاسکے۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۶ ص ۴۱۸)

صوف کا (اونی) لباس اور جدید سائنس

جس بدن پر اونی لباس ہوگا وہ بدن بہت کم جلدی امراض (Skin Diseases) میں مبتلا ہوتا ہے۔ کیوں کہ اونی دھاگے میں جسم کی حرارت کو معتدل رکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جبکہ نائیلونی اور پولیسٹر جلدی امراض کا سبب بنتے ہیں۔ مزید جنسی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر لوتھر جرمنی کا مشہور ماہر سرطان (Cancer Specialist) ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جب سے عوام اور انسانیت نے اونی سوتی لباس پہننا چھوڑا ہے اس وقت سے یہ مندرجہ ذیل امراض کا شکار ہوگیا ہے۔

- جلدی سرطان (Skin Cancer)
- جلد کے غدودوں کا سرطان (Skin Gland Cancer)
- عورتوں میں سینے کا سرطان (Breast Cancer)
- ٹشوز کا سرطان (Tissues Cancer)
- ھارمونز کا سرطان (Harmones Cancer)
- جلدی خارش (Allergi : Keramtitis)
- ایگزیما (Eczema)

Marfat.com

الرجی (Allergy) (از سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس)

اسلامی تصوف اور قرآنی تعریف

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموٰت والارض طوعاً و کرہاً والیہ یرجعون ○

آل عمران ۳

ترجمہ: کیا وہ اللہ کے دین کے سوا اور دین کی تلاش میں ہیں حالانکہ تمام آسمان اور زمین والے اللہ عزوجل ہی کے لئے اسلام پر چلتے ہیں۔ خوشی سے ہوں یا جبراً تو سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

اسلامی تصوف اور حدیثی تعریف

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ (صحیح مسلم ا۔ حدیث ا۔ کتاب الایمان ص ۔۔۔ ۷)

اسلامی تصوف اور فقہی تعریف

اسلام میں تصوف کہیں نہیں اسلام کیلئے تصوف ہے۔ شریعت کے پیش نظر مخفی و روحانی عمل کے ساتھ ربط ملانے کو تصوف کہتے ہیں۔

اسلامی تصوف اور تعریف مولف

تصوف میں چونکہ صوف کا اشتقاق پایا ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صوف کا لباس پسند فرماتے تھے۔ اس نسبت سے صوف کا لباس پہننا سنت ہوا ہم کہہ سکتے ہیں کہ تصوف سنت پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔ الختصر سنت کا مجازی نام تصوف ہے۔ یعنی صوفی کا منبع، مقصد، اور نصب العین انبیاء کی سنت ہے۔

دیگر صوفیانہ تعریفات

ذوالنون مصری

صوفی وہ ہے کہ جس کا کلام بیان حقائق ہے اور جس کی خاموشی میں اسکے اعضاء کے زبان حال سے قطع علائق یعنی فقر کی بات کررہے ہوتے ہیں۔

جنید بغدادی

تصوف ایک وصف ہے کہ جس پر بندہ قائم ہے جب آپ سے پوچھا گیا کہ آیا وہ وصف خلق ہے یا وصف حق تو آپ نے فرمایا کہ حقیقت میں وہ خلق کی صفت ہے اور مجاز میں بندہ کی۔

ابوالحسن نوری

تصوف لذات نفسانی کا ترک کرنا ہے۔

ابن جلاء دمشقی

تصوف ایک حقیقت ہے نہ کہ رسم۔

ابو عمرو دمشقی

تصوف نام ہے کائنات کو نقص کی نگاہ سے دیکھنے کا بلکہ اس سے آنکھیں بند کر لینے کا۔

ابوبکر شبلی

تصوف شرک ہے کیوں کہ تصوف غیر اللہ سے قلب کی حفاظت کا اور در حقیقت غیر اللہ کا وجود ہی

Marfat.com

نہیں۔

شیخ حصری

تصوف صفائے قلب کا نام ہے مخالفت سے۔

محمد بن علی بن حسین بن علی بن علی ابن ابی طالب

تصوف خوش خلقی کا نام ہے۔ لہٰذا جو شخص سب سے زیادہ خلیق ہے، سب سے بڑا صوفی ہے۔

ابومحمد مرتعش

صوفی وہ ہے جس کی ہمت اس کے خیال سے آگے نہ بڑھے۔

علی بن بندار

تصوف یہ ہے کہ صاحب تصوف ظاہر اور باطن میں اپنے آپ کو نہ دیکھے بلکہ حق کو دیکھے۔

محمد بن احمد المقری

تصوف نام ہے استقامت احوال کا حق کے ساتھ۔

ابوعلی قزوینی

تصوف، اخلاق حسنہ اور کردار پسندیدہ کا نام ہے اور بندہ ہمیشہ حق کی رضا پر راضی رہتا ہے۔

ابوالحسن ابوشنجہ

آجکل تصوف ایک نام ہے۔ بلاحقیقت جبکہ پہلے یہ حقیقت تھی بغیر نام کے۔ (کشف المحجوب سے مستعار تعریفات ص ۲۱۹)

ابوتراب نخشی

صوفی وہ ہے جسے کوئی چیز ناپاک نہ کر سکے اور خود ہر چیز سے پاک و صاف کر دے۔

معروف کرخی

تصوف کے معنی یہ ہیں کہ حقائق کو اخذ کیا جائے اور ان باتوں کو جو خلعت کے ہاتھوں میں ہیں چھوڑ دے۔

سری سقطی

صوفی وہ ہے جس کا نور معرفت اس کے نور زھد و ورع کو ماند کر دیتا ہے۔ اور جو کرامتیں اسے عطا کی گئیں۔ ان پر پورا اترا ہے۔ متعدی قانون کی خلاف ورزی یا اس کا شک نہ کرتا ہو۔

سہل بن عبداللہ

صوفی وہ ہے جو اپنے خون یعنی قتل کیے جانے کو جائز و مباح سمجھے اور اپنے مال و منال کو دوسروں کا مال و املاک تصور کرے۔

منون المحب

تصوف یہ ہے کہ نہ کوئی چیز تیرے قبضہ میں ہو اور نہ کسی چیز کا تجھ پر قبضہ ہو اور صوفی وہ ہے کہ جب نہ پائے تو چپ رہے اور جب پائے تو اس سے دوسروں کو ترجیح دے۔

حمرو بن عثمان مکی

Marfat.com

صوفی وہ ہے جو ہر وقت اس شغل میں مصروف رہے جو اس کے نزدیک اس وقت سب سے اولیٰ و سب ہو بالفاظ دیگر خدا کی قوت فاعلی کے ظہور کے لیے محض ایک انفعالی آلہ بنا رہے۔

ابوردیم

تصوف اس کا نام ہے کہ حق تجھے تجھ سے مار دے اور اس سے آپ تجھے جلائے۔

حسین بن منصور حلاج

صوفی وہ ہے جو ذات کے لحاظ سے واحد ہو نہ کوئی اس کی طرف متوجہ ہو اور نہ وہ کسی کی طرف متوجہ ہو۔ (تعریفات از اسلامی اخلاق تصوف)

امام غزالی

تصوف دو چیزوں کا نام ہے اول راستی با خدا، دوم نکوئی با خلق خدا یعنی جو کوئی خدا تعالیٰ کے نزدیک راست باز اور خلق خدا کے ساتھ نیک خواہ اور بردبار ہے وہ صوفی ہے۔ اور راستی خدا کے ساتھ یہ ہے کہ حظوظ نفسانی کو اس کے حکم پر نثار کر دے اور نکوئی خلق خدا کے ساتھ یہ ہے کہ دوسرے کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھے بشرطیکہ حاجت ان کی شرع شریف کے موافق ہو۔ (مکاشفۃ القلوب)

مجدد الف ثانی

تصوف زبدۂ عمل باحکام شریعت ہے۔ ہر صوفی عالم ہوتا ہے۔ لیکن ہر عالم صوفی نہیں ہوتا۔

علی ہجویری

تصوف اس معنی کے اہل اس درجہ میں تین طرح ہیں۔ ایک صوفی دوسرا متصوف تیسرا مستصوف پس صوفی وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ سے فانی ہووے اور حق کے ساتھ باقی ہو اور طبیعت کے قبضہ سے بھی خلاصی پائے اور حق کیساتھ ملا ہوا ہو۔ اور متصوف وہ ہے کہ جو مجاہدے سے اس درجہ کو طلب میں ان کے معاملہ پر درست کرتا ہو۔ اور مستصوف وہ ہے کہ جو دنیا کا مال و منال اور مرتبہ و عزت حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو ان کی مثل کرتا ہے۔ (کشف المحجوب)

ابن خلدون

اہل تصوف اپنے ذوق وجد سے اطاعت و عبادت کے نتائج کی چھان بین کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ معلوم کریں کہ اعمال خالص ہیں یا نہیں۔ (مقدمہ ابن خلدون)

عبدالقادر جیلانی

تصوف محض قیل وقال اور بحث وتمحیص سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ تصرف کا حصول لذات و شہوات کو چھوڑ دینے اور ذکر و فکر کے احترام سے وابستہ ہے۔ اور فقیر سے محبت و موافقت اختیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے پہلے ہی علمی مسائل نہ کھول بیٹھے کیوں کہ علم اس مبتدی کو وحشت میں ڈالے گا۔ بلکہ نرمی اور محبت کے ساتھ ذکر و معرفت کی باتیں کرے کیوں کہ وہ ان چیزوں سے طبعاً مانوس ہے۔ اور یاد رکھو کہ تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

۱۔ ابراہیم علیہ السلام کی طرح سخی ہونا۔

۲۔ اسحاق علیہ السلام کی طرح راضی برضائے الٰہی ہونا۔

Marfat.com

۳۔ایوب علیہ السلام کی طرح صبر وتحمل اختیار کرنا۔
۴۔زکریا علیہ السلام کی طرح مناجات کرنا۔
۵۔یحییٰ علیہ السلام کی طرح وحدو ذکرا ختیار کرنا۔
۶۔موسیٰ علیہ السلام کی طرح صوف پہننا۔
۷۔عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سیر فی الارض کرنا۔
۸۔نبی ﷺ کی طرح فقر وتوکل اختیار کرنا۔

ان تمام حضرات پر ہمارا سلام ہو پس تصوف کے بنیادی اصول کو اپنانے کیلئے مذکورہ صفات کا اتباع نہایت ضروری ہے۔(فتوح الغیب)

ابن عربی

اور جو چیز (تصوف) لوگوں کو نفع دینے والی تھی۔یعنی آپ کی نبوت اور رسالت، اور حکمت اور آپ کا عمل اور معرفت اور آپ کی شفاعت۔وہ اب تک زمین میں باقی ہے۔اس طرح (ابدالآباد تک) رہیگی۔(رسالہ شجرۃ الکون ص ۴۹)

اسلامی تصوف اور اس کی شرعی حیثیت

قرآن میں ہے۔الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناO المائدہ ۵

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔اور تم پر اپنا انعام تمام کر دیا۔اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔

حجۃ الوداع پر درج بالا قرآن کی آخری آیت کے نزول کے پیش نظر قرآن اور حدیث ہمارے لئے مشعل راہ، سراپا دین اور حبل اللہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ایک حدیث میں آتا ہے۔بہترین کلام اللہ عزوجل کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت، محمد ﷺ کی ہدایت ہے۔ہر شر اس کو خود بنایا جاتا ہے۔ہر بدعت گمراہی ہے اور ضلالت وگمراہی جہنم میں لے جانے والے ہیں۔(مشکوۃ/بلوغ المرام)

دوسری حدیث میں فرمایا۔

میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ایک اللہ عزوجل کی کتاب اور دوسری میری سنت۔ مستدرک حاکم/عن ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

ایک اور حدیث میں آتا ہے۔مفہوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو پوچھا فیصلہ کیسے کرو گے؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کتاب اللہ سے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر اس میں بھی کچھ نہ ملے تو؟ کہا حدیث (سنت رسول اللہ ﷺ) سے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ان دونوں میں حکم صادر نہ ملے تو جواب دیا کہ جو مناسب ہوادل سے فیصلہ کروں گا۔تو نبی ﷺ نے خوشی ومسرت سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سینہ کو تھپکا اور فرمایا۔خدا کا شکر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا بھیجا ہوا قاصد فیصلہ کرنے کا اہل ہے۔(ابن حبان)

اگر اسلامی تصوف کا وجود نبی ﷺ کے عہد سے مس کرتا ہو تو اس کی شرعی حیثیت سالم ہے۔اگر ہمیں

Marfat.com

وہ احکامات دخیل کریں جن کا وجود قرآن و حدیث میں نہیں تو ایسا تصوف بدعت کا وجود اختیار کر جاتا ہے۔ کیوں کہ اسلام میں تاریخی و شرعی لحاظ سے کہیں تصوف کا لفظی وجود نہیں ہاں البتہ اسلام کیلئے تصوف ہو سکتا ہے بشرطیکہ اسلامی تصوف کا تمام تر طریق حیات نبوی ﷺ کا عکس ہو۔ آئینہ دار ہو۔ یعنی اسلام میں تصوف نہیں اسلام کیلئے تصوف ہے۔

اسلامی تصوف کے اسالیب میں شرعی نصوص سے استثنا برتنا کسی بدعت کو وجود دینے کے مترادف ہے۔ براں بریں تصوف ایک Method ہے جس کے ذریعے اسلام کے قواعد و ضوابط اس کے محاسن جماعت، گروہ یا ایک اسلامی معاشرتی نظام کے تحت سمجھائے جاتے ہیں۔

قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں تصوف اسلام کو بیان کرنے اس کے درس و تدریس کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ جیسے اسکولوں میں بچوں کو کنڈر گارٹن، مائینو ساری، پلے رولانگ وغیرہ ہم طریقوں سے (یا سمعی و بصری آلات سے) پڑھایا جاتا ہے۔ (شہاب نامہ۔ باب، چھوٹا منہ بڑی بات)۔ معنوی اعتبار سے تصوف لباس اون اوڑھنا ہے۔ لہٰذا لباس جس طرح پورے جسم کو ڈھانپ لیتا ہے بعینہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہونے کا نام اسلامی تصوف ہے۔

تاریخ تصوف

جاننا چاہئے کہ تاریخ بڑے مرتبہ کا علم ہے۔ اس کے فائدے بہت ہیں اور غرض و غایت اچھی۔ وہ سلف کے حالات اگلی امتوں کے اخلاق اطوار، انبیاء کی سیرتیں، سلاطین کی سیاست و سلطنت کے طریقے ہمارے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ اگر کوئی دینی و دنیوی معاملات میں ان میں سے کسی فریق کی پیروی کرنا چاہے تو باتم وجوہ کر سکے لیکن اس صورت میں بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ معلومات عامہ اور متعدد ماخذ سے باخبر اور فکر صحیح و استقلال طبیعت بھی رکھتا ہو۔ جو اس کو حق و صواب تک پہنچائیں اور لغزش و اغلاط سے بچائیں۔ کیونکہ اگر نقل و درایت پر ہی اعتبار کر لیا جائے، اور اصول عادت، قواعد سیاست، تمدن کی طبیعت، انسان کی اجتماعی حالت کو حکم نہ بنایا جائے اور غائب کو حاضر اور حال کو ماضی پر قیاس نہ کیا جائے تو لغزش و غلطی اور شاہراہ صدق و صواب سے دور ہو جانے کا قوی احتمال ہے۔ (مقدمہ تاریخ ابن خلدون)

تصوف باقاعدہ طور پر تاریخ میں کہیں نہیں، ملتا مگر اس کا طریق اسلاف و صحابہ و تابعین میں اور اس سے پہلے و قبل مسیح میں بھی اس کے نقوش موجود تھے۔ تصوف حادثہ علوم شرعیہ میں محسوب ہے۔ تصوف کا باب ہر عہد میں محاسبہ نفس کی غرض سے متحرک نظر آتا ہے۔

تاریخی اعتبار سے کوئی چیز سند نہیں رکھتی مثلاً پانی کا وجود تخلیق کائنات سے منسلک ہے، مگر اسمیں موجود اجزاء H20 کا یعنی ہائیڈروجن اور آکسیجن کا شعور بعد میں پیدا ہوا۔ کیونڈش نے (1876ء) میں ہائیڈروجن ایجاد کی اور آکسیجن پانی میں نصف حصہ پائی گئی۔ مگر دونوں اجزاء شروع ہی میں موجود تھے۔ بعد میں ان کو ایک عملی شکل دی گئی۔ لہٰذا تاریخی حوالہ سے تصوف کے جراثیم ہر مذہب میں موجود رہے ہیں۔ مگر اس کی ظاہری تشکیل کسی بھی مذہب کے بانی سے نہیں ملتی۔ مگر محسوسات ملتے ہیں۔

تصوف کے بارے عصر حاضر کا مشہور فلسفی برٹینڈرسل جس نے کیا دنیا میں جس قدر عظیم ترین فلسفی گزرے، ہیں

Marfat.com

سب نے فلسفے کے ساتھ ساتھ تصوف کی ضرورت کا بھی اعتراف کیا ہے۔(تصوف اور منطق اور دیگر مضامین)

تصوف کی تاریخ کے حوالے سے ہم تین ادوار پر بحث کریں گے۔

۱) تصوف کا دور قبل از حیات نبوی ﷺ

۲) اسلامی تصوف کا دور بعثت نبوی ﷺ

۳) اسلامی تصوف کا دور بعد از بعثت نبوی ﷺ

تصوف دور قبل از حیات نبوی ﷺ

ہندی تصوف

ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں دیگر علوم و مسائل کے علاوہ تصوف کی بھی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔

جیسے۔

یوگ کے ۸ درجے

یم، نیم، آسن، پرانایام، پرتیاهار، دھارنا، دھیان اور سمادھی۔ یہ یوگ کے آٹھ انگ (درجے) ہیں۔(یوگ درشن ادھیائے ا۔ پاد۲۔ سوتر ۲۹)

ان میں سے یم یہ ہیں۔ اھنسا، ستیہ، استے یہ، برھم چریہ، اپرگرہ۔

(یوگ درشن ادھیائے ق۔ پاد۲۔ سوترہ ۳۰)

ان میں سے (۱) اہنسا کسی جاندار کو زنہار بھی کبھی ایذا نہ دینے کو کہتے ہیں۔ باقی چاروں یم اسی پر منحصر ہیں۔ اگر اھنسا پر پورا پورا عمل ہو جاوے تو اس سے باقی اور یموں کی بھی پوری پوری پابندی ہوسکتی ہے۔

(۲) ستیہ اسے کہتے ہیں کہ جیسا دل میں سچا علم ہو۔ ویسا ہی زبان سے کہے جیسا دیکھا سنا یا انومان کیا ہو ویسا ہی اپنے دل میں رکھے اور اسی کو زبان پر لاوے۔ دوسروں کو گیان دینے یا ھدایت کرنے کے لئے جو بات کہے وہ چھل اور کپٹ سے خالی، شک اور شبہ سے پاک اور پر معنی ہو۔ ہمیشہ ایسی بات کہے کہ جس سے جانداروں کی بہبود مقصود ہو اور ایسی بات کبھی نہ کہے کہ جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر ہو۔ ایسی باتوں سے نہایت سخت کشٹ (عذاب) نصیب ہوتا ہے۔

(۳) خلاف قانون بطریق ناجائز دوسرے کی چیز یا مال کو لینا (چوری) کہلاتا ہے۔ اور اس سے طمع، لالچ اور حرص بھی مراد ہے کہ نفس کے لئے مائل نہ ہو۔

(۴) برھمچریہ حفاظت منی اور شہوت کے مغلوب کرنے کو کہتے ہیں۔

(۵) نفس پرستی، دنیا کے سامان کی فراہمی، ان کی حفاظت (کی فکر) اور ان کے فنا یا ضائع ہو جانے کے رنج کو ھنسا کے برابر پاپ سمجھنا اور ان میں نہ پھنسنا یعنی ان سے دل ھٹانا اپری گرہ کہلاتا ہے۔ (شرح یوگ درشن ادھیائے)

براں بریں ویدوں کے بارے ہندی تصوف کا نظریہ

تمام علم و معرفت حقیقی کو ایشور نے ویدوں کے اندر بھر دیا ہے اور اسی سے باقی سب جگہ سچائی کی روشنی پھیلی ہے۔(رگ وید۔ مصنف سوامی دیانند سرسوتی)

رگ وید، یجر وید، سام وید، اور اتھر وید یہ تمام میں ہزارھا منتر ہیں جو ورد کئے جاتے ہیں۔ پنڈت

Marfat.com

دیانند کے نزدیک ابتداء دنیا پر ایک ارب نو کروڑ سال گزر چکے ہیں۔ گویا اتنے ہی سال ویدوں کے ہوئے کیوں کہ پہلے انسان (منو) کے ساتھ ہی یہ اتریں۔

- ڈاکٹر ھاگ (HAUG) کے نزدیک ۱۴۰۰ سے ۲۰۰۰ برس قبل مسیح ہے۔
- پروفیسر اناباش چندرورت ۸۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ تک کا زمانہ ہے۔

۱) رگ وید (تبیذ)

اس کے دس ہزار منتر ہیں جو ۱۰۱۷ یا ۱۰۲۸ سوکتوں اور دس منڈلوں میں تقسیم ہیں۔ سارا وید نظم ہے اس میں خداؤں کی تعریف اور بزرگی کے گیت ہیں اور دیوی دیوتاؤں کو مخاطب کر کے ان سے دعائیں مانگی گئی ہیں۔ یہ سب ویدوں سے پرانا وید ہے۔

۲) یجروید

یہ سارا رگ وید سے ماخوذ ہے۔

۳) سام وید

یہ رگ وید سے نصف ہے۔ تاریخی اعتبار سے یہ منتروں کا مجموعہ ہے۔ جو جوگی گا کر گیان حاصل کرتے ہیں۔

۴) اتھروید

اس میں کل چھ ہزار منتر ہیں۔ جو بیس ادھیاؤں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ اس کا زیادہ حصہ جادو منتروں کا ہے۔ یہ وید قدیم آریوں کی راھبانہ، درویشانہ زندگی کا آئینہ دار ہے۔ اس میں ہمہ اوست کی تعلیم ہے۔

ہر وید کو مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱) سنگھیتہ بھاگ یا منتر بھاگ

جس میں دیوی دیوتاؤں کو مخاطب کر کے ان سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

۲) براھمن بھاگ

اس حصہ میں منتروں کی تشریح اور جائے استعمال بیان کیا گیا ہے۔ ہر وید کے ایک یا دو برھمن ہیں۔ غالباً یہ برھمنوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آٹھویں اور پانچ صدی ق۔م کے درمیان تصنیف کئے گئے۔

۳) ارنیک

وہ حصہ جو جنگلوں میں تصنیف کیا گیا یا جنگلوں میں جا کر پڑھا جاتا ہے۔

(ھندوازم ص ۹۳)

مکتی کے تین طریقے

ہندوؤں کے نزدیک نجات کے حصول کے تین طریقے ہیں۔

۱) راہ عمل (KARAMA MARGA)

۲) راہ علم (JANANA MARGA)

۳) راہ ریاضت (BAAKTI MARGA)

راہ عمل

Marfat.com

عمل کا راستہ ویدوں نے بتایا۔۔۔۔۔۔ پرخلوص قربانی کے ذریعے ہی ابدی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ قربانیاں کئی اقسام کی ہیں۔

ایک تو فرض اور مقررہ (TITYA) دوسرے فرض اور غیر مقررہ (NIA MITTIKA) تیسرے اختیاری (KAMYA) پھر گھریلو قربانیاں ہیں۔ (GRHYA) جن کا تعلق افراد سے ہے۔

خلوص نیت سے خط کی یاد اور حقوق العباد کا خیال کرنا گیان کی منازل ہے۔

راہ علم (گیان مارگ)

یہ راہ سہ یا تین نظریات پر مشتمل ہے۔

ا۔ خدا پرستی کا نظریہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے کائنات کا عدم سے پیدا ہونا لیکن کائنات حقیقت ہے۔

۲۔ حقیقت پرستانہ نقطہ نظر

یعنی یہ کہ فطرت اور خدا دونوں قدیم اور ایک دوسرے سے بے نیاز ہیں۔ خدا محض خالق عالم ہے۔

۳۔ وحدت وجودی نقطہ نظر

جو کائنات کو مظہر خدا سمجھتا ہے اور خدا اور کائنات کو ایک قرار دیتا ہے۔

(اسلام کا ہندوستانی تہذیب پر اثر)

راہ ریاضت (بھگتی مارگ)

بھگتی کی تعریف یہ ہے کہ محبت کے جذبے کے ساتھ ایک شخص دیوتا کی پوجا کرے۔ یعنی ایک شخص خدا پر ذاتی ایمان اور عقیدہ اور اس سے محبت جیسی انسان سے ہوتی ہے۔ ہر چیز کو اس کی خدمت کے لئے وقف کر دینا اور اس ذریعہ سے ''موکش'' حاصل کرنا نہ کہ علم یا قربانی یا اعمال سے ایسی محبت جو آقا کی صفات کا علم حاصل کرنے کے بعد اس قابل پرستش ھستی پر مرکوز ہو جائے۔ (اسلام کا ہندوستانی تہذیب پر اثر)

ریاضت بھگتی کا تعلق جذبات سے ہے۔ اور اس کی جڑیں شعور انسانی کے احساساتی پہلو میں موجود ہیں جیسا کہ بھگوت گیتا میں ہے۔ علم یا گیان کی جڑیں ذھنی حصہ میں اور عمل یا کرم کی جڑیں قوت ارادی کے حصہ میں ہیں۔ خدا اپنے عقیدت مندوں پر نا قابل بیان نوازش کرتا ہے۔ اس لئے کہ گناہ گار پجاریوں سے بھی وعدہ ہے کہ اگر انہوں نے یکسوئی قلب سے عبادت کی تو ان کا شمار نیکوں میں ہوگا اور وہ کبھی فنا نہ ہونگے۔ عقیدت ہی سے خدا کو دیکھا اور پہچانا جا سکتا ہے۔ اور اس سے یکجائی ہو سکتی ہے۔ عقیدت ہی عارفانہ روایت اور حالت وحدت کے حصول کا وسیلہ ہے۔ (بھگوت گیتا)

خدا کے بارے ہندوؤں کا اعتقاد

اللہ عزوجل پاک کی شان میں ہندوؤں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ واحد ہے، ازلی ہے، جس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا اپنے فعل میں مختار ہے۔ قادر ہے۔ حکیم ہے۔ زندہ ہے۔ زندہ کرنے والا ہے۔ صاحب تدبیر ہے۔ باقی رکھنے والا ہے۔ اپنی بادشاہت میں یگانہ ہے۔ جس کا کوئی مقابل اور مماثل نہیں، نہ وہ کسی چیز سے مشابہ ہے اور نہ کوئی چیز اس کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ (کتاب الھند)

ہندی تصوف اور فلسفہ نیایہ

Marfat.com

اسمیں منطق کو ترجیح دی گئی ہے۔ فلسفہ نیایہ کی رو سے نقطہ تخیل، تصور اور عارفانہ رغبت سے حقیقت نہیں ملتی۔ اس لئے حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے حسب ذیل وسائل کی ضرورت ہے۔

۱) احساس محسوسات یا حواس پنجگانہ
۲) قوت ممیزہ واستدلال
۳) کلمات یعنی گفتار حکماء
۴) موازنہ وتطبیق

محسوسات دو طرح کی ہیں۔ بعض محسوسات اعضائے ظاہر سے سمجھی جاتی ہیں۔ یعنی آنکھ کان، ناک وغیرہ سے بعض محسوسات نفس باطن سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو اعضائے باطنی سے سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً نفرت، خوشی، دکھ اور معرفت وغیرہ۔

حکمائے نیائے کے تحقیقی مسائل حسب ذیل ہیں۔

۱) جان
۲) نفس
۳) اجسام
۴) حواس خمسہ
۵) عقل
۶) حرکت
۷) نواقص ذھن
۸) تناسخ
۹) احساس رنج ومسرت کا نتیجہ
۱۰) مصائب جسمانی وروحانی
۱۱) ہر طرح کے دکھوں سے نجات

فلسفہ نیایہ کے مطابق جان ایک جوھر ہے۔ جو نفس اور بدن سے علیحدہ ہے۔ اس کی صفت عقل یا علم ہے۔ مگر یہ صفت عارضی واتفاقی ہے۔ ہر شخص کو جان حاصل ہے جو نا قابل فنا ہے۔ اور زمان اور مکان کی حدود سے آزاد ہے۔ (فلسفہ ھند و یونان)

نفس ایک جوھر لطیف ہے جو لا تبخیری اور نا قابل شکست ہے۔
جس کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

۱) عناصر چہار گونہ
۲) آسمان
۳) زمان
۴) مکان

اجسام ذرات سے مرکب ہیں۔ بذات خود شعور سے بے بہرہ ہیں۔

Marfat.com

فلسفہ نیایہ میں جان نفس حواس کے جسم کا تعلق اس طرح بیان کیا جات ہے۔

۱) جان جوہر۔جس کی صفت عقل یا علم ہے۔ جب اس کا نفس سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔تو اس پر علم کی روشنی پڑتی ہے۔

۲) نفس علم کی روشنی سے زندہ ہوتا ہے۔اور حواس کو روشن کرتا ہے۔

۳) حواس نفس کے نور سے روشن ہوتے ہیں۔اور اشیاء کو تابانی عطا کرتے ہیں۔

فلسفہ نیائے خدا کو علت العلل اور نگہبان سمجھتا ہے۔اور وہی اشیاء کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔مگر فلسفہ نیایہ کا خدا کسی چیز کو عدم سے وجود میں نہیں لاتا بلکہ موجودات کو صرف ترتیب اور صورت دیتا ہے۔(مذھب عالم کا تقابلی جائزہ)

ہندی تصوف اور اپنشد (UPANISAD)

اپا=اضافہ،تکملہ + نشد = گورو کے نزدیک بیٹھنا جس سے چیلا سری علوم کی تعلیم پاتا ہے۔لیکن کچھ قواعد دونوں کو ان لغوی معنوی سے اختلاف ہے۔کچھ اس کی تعریف اصل یا حقیقت کے علم اور دوسرے اسے خفیہ اصول قرار دیتے ہیں۔لیکن خود اپنشدوں کے مشتمولات سے پتہ چلتا ہے۔کہ یہ سری (مخفی) صوفیانہ علم، خفیہ طور پر پڑھانے کے لئے لکھے گئے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسو(200) سے کچھ اوپر سبھی اپنشد اسی موضوع پر ہیں۔بعض فاضل قرار دیتے ہیں۔فقط تیرہ یا چودہ اپنشد سری علوم پر مشتمل ہیں۔

ماہرین،اپنشدوں کو چھ اقسام میں بانٹتے ہیں۔اور یہ تقسیم مواد کی نوعیت پر مبنی ہے۔

۱) ویدانت کے اصول

۲) یوگ

۳) رچا

۴) اوم

۵) اکار

۶) اور کچھ دوسرے عقائد

تیرہ چودہ کلاسیکل اپنشدوں کا زمانہ تصنیف خارجی حوالوں سے متعین نہیں کیا جا سکتا لیکن اندرونی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ 700 سے 300 ق۔م تک کے دوران لکھے گئے۔

ابھی اس کی تعلیمات پر شنذرہ نوٹ قلمبند کیا جاتا ہے۔

ویدانیت (VADANATA): (بیدانت) انت بمعنی انتہا (ویدکی انتہا) یعنی گیان کی انتہا وید کا آخری حصہ جس میں سری مضامین یا تصوف کا بیان ہے۔اس کی تصنیف ویاس سے منسوب کی جاتی ہے۔اس حصہ میں جو ذخائر معرفت مشترکہ ہیں۔حسب ذیل ہیں۔

۱) صرف وہی ایک اکیلا ہے۔واجب الوجود ہے۔اور یہ کائنات ممکن الوجوہ ہے۔یعنی اس کا وجود خانہ زاد نہیں ہے۔بلکہ خدا کے ارادے اور اس کی مرضی سے ظہور میں آئی ہے۔اور اسی کے سہارے سے قائم ہے۔اور ہر آن کے لئے اسی کی محتاج ہے۔

۲) برھمن (خدا) ایک ہے اور ہر اعتبار سے ایک ہے۔نہ کوئی اس کا مدمقابل ہے نہ شریک ہے نہ اس کی

Marfat.com

مثل ہے، نہ اس کا ھمسر ہے۔
لیکن خدا اور کائنات کی مزید وضاحت کے سلسلہ میں رشیوں نے مختلف نظریات پیش کئے ہیں۔ جن کی بنا پر اپنشدوں اور خصوصاً ''برھمن سوتر'' کے شارحین میں چار گروہ ہو گئے ہیں۔

۱) قائلین عقیدہ، ہمہ از اوست
۲) قائلین ہمہ با اوست
۳) قائلین ہمہ اوست (ممکنات کا وجود ظلی ہے)
۴) قائلین ہمہ اوست (ممکنات کا وجود وھمی ہے)

۱) نظریہ ہمہ از اوست میں موجودات (مخلوقات) اعرض نہیں ہیں بلکہ موجود بالعرض ہیں۔ یعنی بذات خود قائم ہیں۔ بخلاف اعراض کہ وہ بذات خود قائم نہیں ہو سکتے بلکہ اپنے قیام کے لئے ہر آن جوہر کے محتاج ہوتے ہیں۔ تمام موجودات (مخلوقات) حق تعالیٰ سے متصل ہیں۔ یہ مسلک ہے، شری مدھوا چاریہ کا اور مسلمانوں میں متکلمین کا۔

۲) نظریہ ھم از اوست میں ممکنات (مخلوقات) حق تعالیٰ کیساتھ قائم ہیں۔ بذات خود قایم نہیں ہیں، یعنی ممکنات، اعراض ہیں۔ اور حق تعالیٰ ان کے لئے بمنزلہ جوہر ہے۔ جیسے سطح نہ ہو تو مثلث یا مربع کا وجود ہی متحقق نہیں ہو سکتا۔ یہ مسلک ہے۔ بہاشکرا اور ولبھہ کا۔

۳) نظریہ ہمہ اوست (شہودی) میں صرف حق تعالیٰ ہی حقیقی معنوں میں موجود ہے۔ ممکنات کا وجود حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ ظلی ہے۔ ہر شے مظہر حق ہے۔ اور حق تعالیٰ مری فی الکل ہے۔ یعنی ہر شے میں وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ ہر شے میں اسی کا جلوہ ہے۔
یہ مسلک ہے۔ رام نوج اچاریہ کا اور مسلمانوں میں شیخ احمد فاروقی سرھندی نقشبندی المعروف بہ مجدد الف ثانی کا۔

۴) نظریہ ہمہ اوست (وحدت الوجود) میں صرف حق تعالیٰ ہی حقیقی معنوں میں موجود ہے۔ ممکنات کا وجود وھمی ہے۔ مثل دائرہ کے شعلہء جوالہ کی گردش سریع سے پیدا ہو جاتا ہے۔ نظر تو آتا ہے مگر دراصل موجود نہیں دراصل معلہ موجود ہے۔ یہ مسلک ہے، شری شنکرا چاریہ کا اور مسلمانوں میں محی الدین ابن عربی شیخ اکبر کا۔
(تاریخ تصوف)

یوگ (YAGA): اتصال۔ ملاپ
نفسِ جسمانی (Psychomatic) اعتبار سے یہ اصطلاح وحدت کی تلاش میں جسم اور ذھن کو ایک کرنے کی کوششوں کا نام ہے۔ اپنے درست معنوں میں اس کا مذھب سے کوئی واسطہ نہیں۔
اپنی ابتدائی شکل میں ہڑپہ اور موہنجوڈاڑو کے زمانے سے اس کی مشق کی جا رہی تھی۔ اور یہ ویدوں کے ھندوستان سے پہلے کی بات ہے۔ کیمپل کا خیال ہے کہ کانسی کے اوائل دور میں بادشاہ چاند کے ساتھ متماثل قرار دیا جاتا تھا۔ اور یوگا (مشق) بادشاہ کشی کے اسطور کے ساتھ وابستہ تھا۔ بعد ازاں اسے کائنات کے بار بار پیدا ہو کر پھر سے تباہ کئے جانے کے عمل کے ساتھ متشخص کیا جانے لگا۔ یوں اس نے باہم منحصر شیو۔ شکتی کے تصور کی صلاحیت حاصل کی۔ اپنشدوں کے کلاسیک دور سے پہلے اس میں آتما (تیت اپنشد 11.4) یا ادھی آتما یوگ (کتھا اپنشد 11.12) جیسی تکنیکی اصطلاحات کا وجود دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اور نہ ہی وجود کی ہر حالت میں مذمت یا خاتمے کا سا

Marfat.com

کوئی مقصد۔ میتری اپنشد میں درج ہے کہ یوگ کا مقصد کسی وجود کو نفسی جسمانی اعتبار سے ایک وحدت کی شکل دینا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یوگ کی مختلف اشکال وجود میں آئیں۔ ہتھ یوگا کے ذریعے جسمانی اور ذہنی توانائیاں قابو کی جاتی ہیں۔ منتر یوگ میں منتروں وغیرہ کی جپ اور تپسیا سے ارفع ترین کے ادراک کی کوشش کی جاتی ہے۔ ذہنی قوتوں کو باطنی اصوات کے ساتھ وصال دینے کی کوشش لا یہ یوگا (LAYA) کہلاتی ہے۔ یوگا کی اس شکل میں سانس کی مشقوں کو خاص مقام حاصل ہے۔

یوگ کے تمام نظام ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ اور کوئی ایک نظام دوسرے سے مکمل طور پر آزاد نہیں ہے۔ انسانی طبع کے لامحدود تنوع پر مبنی ہونے کے باعث نہ صرف عالمگیر سطح پر کشش رکھتی ہے بلکہ بقا کی سی بنیادی جبلتوں کے برابر ہے۔ تمام مذاہب میں کسی نہ کسی شکل میں اس کا کوئی نہ کوئی اصول کسی نہ کسی نام سے محوِ عمل رہا ہے۔ (منودھرم شاستر)

رچا (RICHA)

۱) رگ وید کی ایک خاص بعید الفہم عبارت ۲) وید کے منتر یا دعائیں جن کا جپ (ورد) کیا جاتا ہے۔ (منودھرم شاستر)

اوم (OM)

یہ ایک صوتی علامت سب سے پہلے اپنشدوں میں استعمال ہوئی۔ بعض کے نزدیک تمام منتر اسی سے پھوٹے۔ انتہا اور ابتداء دونوں اسی سے ہیں۔ چنانچہ اوم وہ لافانی آواز ہے جس سے ہر طرح کی افزائش وابستہ ہے۔ اس ایک آواز میں ماضی، حال، مستقبل بلکہ وہ سب بھی جو ان سے ماورا ہے۔ اس ایک آواز میں شامل ہے۔ (ماندکیہ اپنشد، ادا)

چاندوگیہ اور ٹیٹ اپنشدوں میں زبان کی ابتداء بھی پرجاپتی سے منسوب ہے۔ تین عالموں پر دھیان کے دوران تین لفظ بھر، بھوہ اور سور پیدا ہوئے جو زمین، کرۂ ہوائی اور آسمان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اسی نور کے نتیجے میں تینوں وید وجود میں آتے تھے۔ اور اسی سے اوم جو کل کل ام وعالم کی کلیت کی نمائندگی کرتا ہے۔ شروع میں صرف اگنی لافانی تھا اور دوسرے دیوتاؤں نے فنا سے بچنے کے لئے لافانی اوم میں پناہ لے لی تھی۔ اسی لئے اوم کو ''موت کے قاتل'' کا خطاب بھی ملا۔ (چاندوگیہ اپنشد)

اوم کی نفسی معالجاتی طاقت کو لامحدود تصور کیا جاتا ہے۔ ویدوں کے طالبعلم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ سبق کا آغاز واختتام ''اوم'' سے کرے اس ے جپ کے اثرات اتنے لطیف خیال کیے جاتے ہیں کہ ان کا ابلاغ ناممکن سمجھا جاتا ہے۔

۵) اکار (OKAR)

سنسکرت اور ھندی کے حروف تہجی میں سے اولین: غیر، نفی، مخالف باپ، مرشد، محافظ، قدرت اور خدا کے لئے بطور اشارہ برتا جاتا ہے۔ اپنشد میں اس کا وسیع استعمال ہے۔ (منودھرم شاستر)

۶) اور دیگر مسائل

متعدد مسائل بھی اپنشد میں تصوف کی تاریخ کے مینار کو روز روشن کی طرح ظاہر کرتے ہیں۔

چند اور مذاہب میں تصوف

Marfat.com

اسکے علاوہ کیلٹی مذاہب ان میں مظاہر پرستی ،شجر پرستی ،حیوان پرستی ،ابا پرستی ،دیوتا پرستی ،پروھت اور دیگر مشرکانہ عقائد پر مشتمل تصوف کا عنصر ملتا ہے۔

سالوی مذاہب میں بھی آتش پرستی ،مظاہر پرستی ،مشرکانہ عبادات پر مشتمل تصوف ہے۔اور ٹیوٹانی مذہب یہ ناروے سویڈن ،ڈنمارک ،ھالینڈ ،انگلینڈ ،سوئٹزرلینڈ وغیرہ میں آباد ہیں۔انمیں شاہ پرستی ،درخت پرستی کے علاوہ اخلاقیات کا باریک امتزاج ملتا ہے۔

جین مت

اس مذہب کا نام ان صوفیوں (جینا) پر رکھا گیا جنہوں نے اپنی تمام خواھشات پر قابو پالیا تھا۔جین کے لفظی مطلب فاتح کے ہیں۔جینی اپنے مذہب کو نہایت قدیم بتاتے ہیں۔ان کا مذہب کروڑھا سال سے موجود ہے۔ان مصلحین تصوف نے دین کی تبلیغ کی جین روایات کے مطابق ان کی عمریں ناقابل یقین حد تک طویل تھیں۔ان میں سے اول ترین مصلح آدمی ناتھ اور آخری مصلح کا نام برسوناتھ تھا۔مبادیر کی پیدائش پرسوناتھ سے اڑھائی سو سال بعد ہوئی۔

جین مت کی تاریخی روایت کے مطابق مباویر چوبیسویں تھرتھنکر ہیں۔آپ ۵۴۰ ق۔م کو پیدا ہوئے۔تیس سال کی عمر میں دنیا ترک کردی ،بارہ سال مکمل برھنگی کی حالت میں راھبانہ زندگی بسر کی۔بیالیس سال کی عمر میں اس کو وہ حقیقی معرفت اور گیان حاصل ہوا جس کو جنانا کہا جاتا ہے۔

ان صوفیانہ تعلیمات مین نروان کے حصول کے دو طرق ملتے ہیں۔

۱) سلبی ۲) ایجابی

سلبی طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے ہر قسم کی خواھشات نکال دے جب خواہش ہی نہ ہو گی تو خوشی سے ہمکنار ہی نہ ہوگا۔ایجابی طریقہ میں علم و عمل پر زور دیا جاتا ہے۔ان کی کتب انکس ،اپانگہ ،میولہ ،سوترا اھل تصوف کیلئے بلند مرتبت ہیں۔گو کہ ان میں راھبانہ روش کا انداز بکثرت ہے۔

شنٹوازم

اس مذہب میں تصوف شرکیہ انداز میں نمو پاتا رہا۔مگر ان کی ایک مذہبی کتاب ’’کوتی‘‘ میں روحانیت تزکیہ نفس و اخلاقیات کے بارے معلومات ملتی ہے۔یہ بھی قبل مسیح کی پیداوار ہے۔

تاؤمت

لی یانگ (۶۰۴ ق۔م۔حیات) اس کا بانی اخلاقی تصوف کا قائل تھا۔یہ کہتا کہ انسان کائنات کا جز ہے۔وہ تخلیق کی ایک شاخ اور کائنات کی دوسری چیزوں کی طرح عالمگیر تاؤ کا مظہر ہے۔اس نظریہ کی بنیاد اخلاقیات پر قائم ہے۔جس کے باعث انسان خود کو نیچر کے سپرد کرتا ہے۔تاؤمت میں اخلاق کے پیش نظر خواھشات اور جذبات پر قابو پانے پر بہت زور دیا گیا ہے۔لی یانگ (لاوزے) کہتا ہے کہ جو دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔وہ قوی ہے اور جو خود پر غالب آجائے وہ قوی تر ہے۔اور دنیا میں اس سے بڑھ کو کوئی گناہ نہیں کہ انسان اپنی خواھشات کا غلام بن کر رہ جائے لالچ سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اور حرص سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔وہ صوف کی طرح نرم تھا۔قتل اور قیدیوں کی سزا پر مانع تھا۔(اسلام اور مذاہب عالم)

یونانی تصوف

Marfat.com

یونان میں صوفیاء تصورات کا آغاز ایک نیم دیو مالائی شخص آرمنیئس سے ہوتا ہے۔اس وقت مغربی ایشیا میں سامی افکار اور زردشتی عقائد پھیلے ہوئے تھے۔جنہوں نے رفتہ رفتہ عمومی رسوم کی صورت اختیار کرلی۔ فلسفیانہ افکار نے عقلیت پسند اذہان کو ان رسوم سے بدگمان کردیا۔انہوں نے ایکطرف تو خیروشر کی پائیدار اقدار کی تلاش شروع کردی۔دوسری طرف سر سے محفوظ رہنے کی تگ ودو۔اسی ماحول میں آرمینئش کی باطنی رسوم نے جنم لیا ۔اس نے زہد وتقوی کو بنیاد قرار دے کر افکار تصوف کا پرچار شروع کیا۔خانقاہیں بنائیں۔روحانیت،رھبانیت کے علاوہ عقیدہ تناسخ بھی یہیں سے پھوٹا۔آرمنیئش کے بعد یونانی شاعر پنڈار ہمارے سامنے آتا ہے۔اس نے جنت کا تصور پیش کیا۔اس سے سقراط،افلاطون،ارسطو،فیثا غورث بے حد متاثر ہوئے۔آرمنیئس کے نزدیک نجات کیلئے مجاہدہ اور ریاضت کافی ہیں۔جسمیں فنا یا قرب الٰہی کا مقام بھی آتا ہے۔فیثا غورث نے اس مقصد کیلئے جذبات کی برانگیختی کو تلف کرنے کا حکم دیا۔وہ بھی آواگون (تناسخ) کا قائل تھا۔آرمنیئس کے نزدیک روح جسم مین مقید ہے۔اور یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ وہ اپنی فطرت سے محروم ہوگیا ہے۔جبکہ فیثا غورث نے اسے انسان کی بھلائی اور عروج وارتقاء کا ایک ذریعہ سمجھا۔اور اسے بلند ترین روحانی قوتوں کے حصول کا ایک آرگن کہا۔ وہ مادیت سے بیزار نظر آتا ہے۔یونان کے بعد اسکندریہ میں نوفیثا غورثی فلسفہ قائم ہوا۔جس کی رو سے خدا روح اور جسم نہیں بلکہ مختلف اشیاء ہے۔خدا نے روح کو جو خیر مطلق تھی۔جسم میں مقید کردیا جو شر ہے۔چنانچہ جسمانی جذبات اور خواہشات پر قابو پانا ہی روح کی معراج ہے۔چنانچہ اس کے حصول کیلئے زہد وتقوی صوفیانہ رسومات کو رواج دیا گیا۔ (شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

فیثا غورث کے بعد یونانی تصوف کا بانی حکیم فلاطینوس (PLATINUS) ہے۔یہ مصر کے ایک قدیم شہر لائیکاپوس (LYCOPOLIS) ۲۰۵ ق۔م میں پیدا ہوا۔

اس نے مختلف ممالک کے اسفار کیئے۔اور یونان میں آکر فلسفہء تصوف کے عقدے واکیئے۔۵۴ کے لگ بھگ تصانیف قلمبند کیں۔فلوطین علمی حوالہ سے منفرد رہا ہے۔اور اس کے صوفیانہ افکار "فلوطینی افکار" کہلائے۔فلوطین نے تین صداقتوں کا اثبات کیا ہے۔

الف) مادہ پرست (پیروان دیمقراطیس) یہ کہتے ہیں کہ حقیقت مادی ہے۔اس نے ببانگ دھل اعلان کیا کہ حقیقت روحانی ہے۔

ب) پیرون مجلس جدید اور متبعین مذہب اخذ واقتباس (Eclectics) کا نظریہ [illegible] حقیقت اقصیٰ کا علم حاصل نہیں ہوسکتا۔فلوطین نے دعویٰ کی کہ حاصل ہوسکتا ہے۔

ج) پیروان ملک معرفت (Gristicism) کا عقیدہ یہ تھا کہ خباثت،مادے کی ذات میں داخل ہے۔اس لئے کائنات ناپاک بھی ہے۔اور قبیح بھی۔فلاطیون نے یہ ثابت کیا کہ کائنات ایک منظم اور مرتب وحدت ہے۔اور اس میں بھلائی بھی پائی جاتی ہے۔اور پاکیزگی بھی۔دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ اس نے مادیت،لاادریت اور ثنویت تینوں مقبول خدا نظریات کی تردید کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا۔اس کے نظام فکر میں دو بنیادی تثلیثیں ہیں۔

پہلی تثلیث

Marfat.com

اصول الوھیۃ کی تثلیث ہے۔یعنی ذات مطلق جسے وہ الو حد یا الاول یا الخیر کہتا ہے۔۲) روح ۳) نفس کل

دوسری تثلیث

انسان کی تقسیم سہ گانہ ۱) روح۔نفس۔جسم مادی

سیر وسلوک کے تین مراحلات

الف) مقامات سیر وسلوک

اس کا مطلب ہے۔حقیقت کی طلب اور اس تک پہنچنے کے لئے مجاھدہ کرنا۔

ب) محبت

:ایک ''حال'' ہے جو مشاھدۂ حقیقت سے سالک پر طاری ہوتا ہے۔

ج) معرفت (Gnosis)

حقیقت تامہ تک پہنچ جانے کا نام ہے۔یہاں پہنچ کر عارف انسان کامل بن جاتا ہے۔اور کمال ہی غایت وجود ہے۔

مزید صوفیانہ افکار: جن سے اس کی روحانی واخلاقی اقدار وافکار کا فلسفہ آشکار ہوتا ہے۔نفس کل، منشاء نفوس جزائیہ ہے۔وہ اجسام میں داخل ہے اور یہ عالم جسمانی، ذات احدیث کا ضعیف ترین پرتو ہے۔

وجود، کلی طبعی نہیں ہے۔بلکہ جزئی حقیقی ہے۔اور فرد واحد میں منحصر ہے۔جسے وہ الاول کہتا ہے۔جو واجب الوجود ہے۔تمام موجودات اسی کے ظہورات کے مراتب ہیں۔یہ حقیقۃ حقہ، احد اور صمد ہے۔یہ حقیقۃ اقصیٰ محیط کل ہے۔یہ مصدر یا مبدا اول چونکہ کامل ہستی ہے۔اور اس میں بخل راہ نہیں پا سکتا۔اس لئے تخلیق اس کی ذات کا تقاضا ہے۔وہ بلاشبہ زائندہ اور فیاض ہے۔افاضۂ وجود (تخلیق) اس کے لئے ضروری ہے۔اور تمام موجودات اس سے صادر ہوئی ہیں۔

تزکیہ نفس کے تین مراتب ہیں

الف) تصفیہ نفس

اس سے مراد ہے۔نفس کو تمام صفات رذیلہ سے پاک کرنا

ب) تجلیۂ نفس

یعنی میل کچیل دور کر کے نفس کو صیقل کرنا۔اس کو جلا دینا تاکہ وہ صفات جمیلہ قبول کر سکے۔

ج) تحلیۂ نفس

یعنی نفس کو صفات حمیدہ سے آراستہ کرنا

سلوک معنوی کے تین مرحلات ہیں

مرحلہ اول

ہنر یا آرٹ

ہنر سے مراد طلب حقیقت وزیبائی یہ دونوں (Truth & Beauty) ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔کیوں کہ جو حقیقی ہے وہ جمیل یا زیبا بھی ہے۔حقیقت کے بغیر جمال کا کہیں وجود نہیں ہے۔حقیقت ہی جمال ہے

۱۱۶۰۳۴

Marfat.com

اور جمال ہی صداقت ہے۔

جمال دراصل صورت ہے جو مادے پر متصرف ہو کر اسے وحدت عطا کرتی ہے۔ جمال دراصل تابش روح ہے۔ جو اجسام پر ضوفگن ہوتی ہے۔ اور اسی تابش (چمک دمک) کی بدولت ان میں دلکشی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور روح پر تو عقل ہے اور عقل پر تو ذات حق ہے۔ اور ذات حق منبع حسن و جمال ہے۔ ذات حق سے عقل میں شان جمال پیدا ہوئی۔ عقل سے نفس میں اور نفس سے اجسام مادی میں یہ شان جلوہ گر ہوئی۔

مرحلہ دوم

عشق

سیر و سلوک نفوس پاکیزہ کا دوسرا مرحلہ عشق ہے۔ ارباب ذوق ہنر، ہمیشہ تجلیات محسوس جمال کی تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔ لیکن واضح ہو کہ جمال و زیبائی محسوس جمال حقیقی کا پرتو ہے۔ اور ایک امر معقول ہے۔ جس کا ادراک عقل کی وساطت سے ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ صورت زیبائی کی اصل اور حقیقت ہے۔ جمال جسمانی یا روح کی بدولت ہے۔ اور جمال نفسی یا روحی عقل کی بدولت ہے اور عقل خود عین جمال ذات یا صورت صرف ہے۔ اس لئے اہل ذوق و ہنر کے دل میں جو شوق و اشتیاق، جمال ظاہری کے مشاہدے سے برپا ہوتا ہے۔ اہل معنی کو وہی ذوق و شوق، جمال معنوی اور فضائل و کمالات روحانی کے مشاہدے سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن عشق کا نقص مرتبہ ہے۔ یعنی ابھی عشق کامل نہیں ہوا۔

مرحلہ سوم

حکمۃ

حکمۃ یا عشق کامل یہ ہے کہ سالک نگاہ، مادیت کے حسن و جمال سے بلند تر ہو کر خالق مادہ و اجسام کے جمال پر مرتکز ہو جائے۔ جب عشق پر پختگی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے تو سالک یہ محسوس کرتا ہے کہ میرا مطلوب یا مقصود، مادی حسن و جمال نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس ہستی سے متحد ہونا چاہتا ہے جو خالق جمال ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا حقیقی وطن وحدت ہے۔ اس لئے اس کی طرف بازگشت ہماری سب سے بڑی آرزو ہے۔ پس ظاہری آنکھوں کو بند کر دو اور دل کی آنکھوں کو کھولو۔

مزید یونانی صوفیاء اور ان کے احوال تصوف

سقراط

(۴۶۹ ق۔م تا ۳۹۹ ق۔م): سقراط کا فلسفہ تصوف اخلاقی اقدار کے گرد گھومتا ہے۔ سقراط کا لفظ آغاز سوفسطائیت کی طرح ارتبابیت صرف قدیم فلسفہ تصوف کے بارے میں ہے۔ سقراط حقیقت کو دین سمجھتا ہے۔ گزشتہ فلسفہ کی صحت پر وہ شک کرتا ہے۔ اس کے نزدیک صرف اخلاقیات ہی ایک ایسا علم ہے جو ممکن الحصول ہے۔ سقراط کا اصل مقصد اصلاح معاشرہ ہے۔ اس کے لئے وہ جو طریقہ کار استعمال کرتا ہے وہ عقلی اور منطقی ہے۔ وہ مختلف لوگوں سے ملتا ہے۔ اور خیر کے بارے استفسار کرتا ہے۔ سقراط روح کا موجد ٹھہرا۔

افلاطون

(۴۲۷ ق۔م تا ۳۴۷ ق۔م): افلاطون کا صوفیانہ نظام عقل و خرد کو طواف کرتا نظر آتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ علم کے علاوہ صحیح ادراک بھی نیکی کا محرک ہو سکتا ہے۔ فضیلت کبریٰ کو روح کے اندر ایک خاص مقام

Marfat.com

حاصل ہے۔

افلاطون نے فضائلِ کُبریٰ چار قرار دیئے ہیں۔

۱) جب عقل صحیح طور پر عمل کرے اس کا نام

۲) دانائی ہے۔

۳) جب جذبہ عقل کے مطابق چلے اور بتائے کہ کس چیز سے ڈرنا چاہئے۔ اور کس سے نہیں ڈرنا چاہئے تو وہ

۴) شجاعت کی صفت میں ظاہر ہوتا ہے۔

روحانی نظریہ

جب روح کے اندر یہ تنظیم پیدا ہو جائے کہ اس کا کونسا حصہ حکمران ہو اور کون سا محکوم ہو تو اس کا تصرف نفس کہتے ہیں۔ جس سے روح میں داخلی موافقت پیدا ہوتی ہے۔ جب روح کا ہر حصہ اپنا وظیفہ ادا کرتا ہے تو اس کا نام عدل ہے۔ افلاطون کو تصوف کا ابوالاباء سمجھا جانا چاہئیے۔ اس کے ہاں عقلیت و باطنیت یکجا ہیں۔ وہ ایک دوسرے عالم کا شاہد تھا۔ جس کا صحیح حاصل باطنی علوم سے ہے۔

ارسطو

(۳۸۴ق۔م تا ۳۴۴ق۔م): سقراط نے حقیقت کو دین کا نام دیا اور اخلاقیات کا علم بلند کیا وہاں ارسطو نے بھی اخلاقی اقدار کیلئے کام کیا۔ سقراط نے اگر روحانی افعال متعارف کرائے تو ارسطو معقولات کا اسیر دکھائی دیتا ہے۔ کہتا ہے عموماً مسرت یا سعادت تمام افعال انسان کی غایت ہوتی ہے۔ اخلاقیات کا تعلق موخرالذکر سے ہے۔ اخلاقی نیکی کے تصور کا تعین ارسطو نے تین طرح کیا ہے۔

اول: یہ ایک نیکی ارادے کی ایک صفت ہے۔

دوم: نیکی ہماری فطرت کے مطابق عقل و منطق کے مقرر کردہ اعتدال یا وسط پر مشتمل ہے۔

سوم: یہ کہ ایک حکمت شناس شخص اس وسط کا تعین کرسکتا ہے۔

(فلسفہ و علم الکلام از صفدر علی)

المختصر تصوف میں دیما قرطیس، ابیقوریس جیسے فلاسفرز کے علاوہ فیثا غورث (باطنیت کا بانی) بھی قابل ذکر ہیں۔ فلاطین ہندوستان اور ایران گیا اور ہندی و مجوسی تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ متعدد فلاسفر صوفیاء نے فلاطیس سے علم تصوف سیکھا۔

پارسی (زردشتی) تصوف

مذہب زردشت کا بانی زردشت (۶۶۰ق۔م تا ۵۸۳) کا طرز فکر مذہب پرستانہ تھا۔ مگر اس کے مذہب میں فلسفہ تصوف کا رنگ معاشرت، زندگی کے اسلایب، خلق اور حقیقت کے گرد گھومتا معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنے فلسفیانہ خطبات میں "بے لوث معرفت" کے عنوان سے لکھتا ہے۔

"اور میرے نزدیک اس کا نام ہر چیز سے بے لوث معرفت ہو کہ میں جس چیز کی خواہش نہ کروں سوائے اس کے کہ میں ان کے آگے آئینہ صد چشم کی طرح پڑا رہوں"۔

دوسری جگہ پر ہے کہ، واقعی سورج کی طرح زندگی سے محبت رکھتا ہوں اور تمام گہرے سمندروں سے

Marfat.com

اور میرے نزدیک اس کا نام معرفت ہے کہ ہر پستی اٹھ کر میری بلندی پر آجائے۔

اسی عنوان کے تحت ایک جگہ

یہ میرے لئے عزیز ترین چیز ہے، اسی طرح بہکانے والا کود بہکتا ہے کہ میں زمین سے محبت کروں جیسے کہ چاندا سے محبت کرتا ہے۔اور محض نظروں سے اس کے حسن کو مس کروں۔ وہ افراد جو ذکر مراقبہ میں مستغرق رہتے ہیں انکے بارے کہتا ہے۔

واقعی تم دھوکہ دیتے ہوا ے مراقبے والو! ایک زمانے میں زردشت بھی تمھارے خدائی چمڑوں پر فریفتہ تھا۔اوراس کوان کے سوراخوں کی خبر نہ تھی جن کو سانپوں کی کنڈلیوں سے رفو کیا گیا تھا۔

اے تیز حس ریا کارو! اور تمہاری اے پاک اہل معرفت، میں نے تمہارا نام حریص رکھا ہے۔ (زردشت نے کہا)

زردشت اہل باطن کے تحت خلاف نظر آتا ہے۔ان کو غیب کے نشے میں چور بولتا ہے۔اوراہل ظاہر کو تلاش کرنے والو، کوشش کرنے والو، اوراہل باطن (بادبانوں) کے ساتھ خوفناک سمندر پر جہاز کا سفر کرتے ہو۔

کہتا ہے! وہ اخلاق کو حیات اصل قرار دیتا ہے۔________ اور افکار و خیالات کی پاکیزگی پر بہت زور دیتا ہے۔ کیوں کہ انسانی اعمال افکار کے ہی تابع ہوتے ہیں۔ اگر انسان کے افکار میں پاکیزگی اور صفائی آجائے تو اعمال میں درستی خود بخود آجاتی ہے۔ (تاریخ مذاہب)

رہبانیت سے زردشت مخالف کرتا ہے۔ اور شادی کو ضروری قرار دیتا ہے۔ یشت میں ہے: اے اسپیما زردشت (بعضے زرتشت) وہ شخص جس کی بیوی ہو اس شخص سے بدرجہا بہتر ہے جس کی بیوی نہ ہو اور ایسا شخص جو خاندان رکھتا ہو اس سے بہتر ہے جس کا کوئی خاندان نہ ہو۔ (یونیورسل ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۲ ص ۱۱۳)

حقیقت کے بارے کہتا ہے۔

اے دانا ترین لوگو! کیا تم نے اس چیز کا نام "سچائی کا عزم" رکھ چھوڑا ہے۔ جو تمہیں آمادہ کار کرتی ہے۔اور جوش میں لاتی ہے۔

قسمت کے بار

اے میرے بھائیو! اب تک ستاروں اور مستقبل پر محض اٹکل پچو کام لیا گیا ہے۔اوران کا علم کسی کو نہیں۔ اسی طرح نیک و بد کے متعلق بھی ساری باتیں اٹکل پچو ہیں اوران کا علم کسی کو نہیں۔

عاجزی کے بارے

اپنی طاقت سے زیادہ نیک منش نہ بنو۔اور گمان غالب کے خلاف اپنے آپ سے کچھ خواہش نہ رکھو۔

کشف والہیات کے بارے

مجھے محبت ہے اس شخص سے جو معرفت کرنے کے لئے زندہ رہتا ہے اور جو معرفت اس لئے حاصل کرتا ہے کہ ایک روز فوق البشر زندگی بسر کرے۔ لہذا وہ اپنی نیتی کا خواہاں ہے۔ (زردشت نے کہا)

بدھ مت تصوف

بدھ مت میں درویشانہ نظام کا ربدھ (سدھارتو) کی زندگی کے آغاز مذہب کی زندگی میں ہی روز

Marfat.com

روشن کی طرح عیاں ہے۔ بدھ مت کے بانی کپل ویستو (نیپال) کے راجکمار گوتم بدھ (۵۶۸ ق۔م پیدائش) نے اپنے مریدوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا۔ پہلا گروہ درویشوں کا تھا اور دوسرا گروہ دنیاداروں کا۔ دونوں کو عمل کی تعلیم دی۔

درویشوں کے گروہ میں شامل ہونے کے لئے حسب ذیل شرائط تھیں۔

۱) وہ کسی متعدی مرض اور عوارض ذی نوائب میں مبتلا نہ ہو۔

۲) کسی کا غلام اور مقروض نہ ہو۔

۳) شراب نوشی کی قطعاً ممانعت تھی۔

۴) حصول رزق کے لئے در در پھرنا پڑتا، بھیک مانگنے کا طریقہ تھا کہ سائل دروازہ پر جا کر کھڑا ہوتا ہے۔ گھر والے جھولی میں ڈال دیتے۔ ورنہ آگے چلا جاتا۔ جب کھانے کے لئے کافی ہو جاتا تو قیام گاہ کو چلا جاتا۔

۵) صبح صادق سے قبل اٹھ کر خانقاہ میں جھاڑو دینا ہوتا تھا۔ پھر گوشہ میں جا کر قلب کی طہارت کے لئے ذکر الٰہی میں منہمک ہو جانا۔

۶) خانقاہوں میں رہ کر سادہ زندگی بسر کرنا ہوتی تھی۔

درویشوں (صوفیوں) کے افعال

درویشوں کے تین افعال تھے۔

۱) علم حاصل کرنا

۲) دنیاداروں کو تعلیم دینا

۳) نجات کے حصول کے لئے محنت کرنا

درویشوں کے مشاغل

درویش صبح صادق سے قبل اٹھتے، خانقاہ کو صاف کرتے اور پھر ذکر الٰہی سے قلب کو پاک کرتے۔ تھوڑی دیر کے بعد جھولی اٹھا کر اپنے سرکردہ کے ہمراہ بھیک مانگنے کے لئے چلے جاتے۔ واپس آ کر اس کے سامنے جھولی رکھ کر لکھنا پڑھنا ہوتا۔ اپنے استاد سے معرفت اور گیان کی باتیں سیکھتے۔ غروب آفتاب سے پہلے دوبارہ خانقاہ کی صفائی ہوتی اور چراغ روشن کرتے۔ بعد ازاں اپنے سرکردہ کی تعلیمات کی طرف رجوع کرتے۔ فلسفہ تصوف گوتم پر غور و فکر کرتے۔ گھر گھر علم پھیلاتے اور انسانوں کو قلبی طہارت کی تلقین کرتے۔

دنیاداروں کے کام

دنیاداروں کے بھی تین کام تھے۔

۱) درویشوں سے علم (تصوف) حاصل کرنا

۲) فرائض زمانہ داری کا ادا کرنا

۳) زاہدوں کی خورد و نوش کا بندوبست کرنا۔ (مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ)

تعلیمات بدھ

گوتم بدھ نے دونوں گروہوں کے لئے الگ الگ تعلیم دی ہے۔ درویشوں کیلئے جو قانون منضبط کیا تھا۔

Marfat.com

وہ چھ حصوں میں منقسم ہے۔

۱) چار سرگرم مراقبے
۲) چار بلیغ کوششیں
۳) چار دینداری کے راستے
۴) پانچ اخلاقی طاقتیں
۵) سات دانشیں
۶) آٹھ اعلیٰ طریقے (بودھ سنس ۶۱-۶۳)

ابھی ان کی وضاحت کی جاتی ہے۔

چار سرگرم مراقبے

۱) پہلا مراقبہ جسمانی کثافت پر
۲) دوسرا مراقبہ پر جوش حس کی پیدا کی ہوئی برائیوں پر
۳) تیسرا مراقبہ خیالات کے عدم استقلال پر
۴) چوتھا مراقبہ ہستی کی حالتوں پر

چار بلیغ کوششیں

۱) پہلی کوشش برائیوں کی پیدائش کو روکنے کے لئے۔
۲) دوسری کوشش موجودہ برائیاں دور کرنا۔
۳) غیر موجود نیکی پیدا کرنا۔
۴) نیکی جو پیدا کی گئی اسکی ترقی پر کام کرنا۔

چار اخلاقی طاقتیں

۱) ایمان
۲) تہمت
۳) حافظہ (روحانی)
۴) تصور (روحانی)
۵) الہام (باطنی صوفیانہ دانش)

سات دانشیں

۱) ہمت
۲) حافظہ (روحانی)
۳) تصور (عقلی)
۴) تحقیقات کتب مقدسہ
۵) نشاط
۶) استراحت

Marfat.com

۷) سلیم الطبعی

آٹھ اعلیٰ طریقے

۱) صدق وعقیدت

۲) صدق ارادت

۳) راست گوئی (قولاً)

۴) راست بازی (عملاً)

۵) کسب رزق حلال

۶) عزم صمیم

۷) سچی توبہ

۸) صادق تصور (اخلاقیات) (مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ)

گوتم کا نظریہ نفس

دل نے دولت نروان حاصل کی۔ تمام خواہشات فنا ہوگئیں۔

(دہرم پد۵-۱۵۳)

گوتم بدھ کے نزدیک ہر برائی کی جڑ خواہش نفسانی ہے۔ جب انسان خواہشات نفسانی کی سرکش اونٹنی کو طاعت الٰہی کی چھری سے ذبح کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ عزوجل کی صفات میں رنگین کر لیتا ہے تو اس وقت اس کی روح خدا کی روح سے اتصال کر جاتی ہے۔ گوتم اس حالت کا نام نروان رکھتا ہے۔

کنفیوشس تصوف

کنفیوشسزم کے بانی کنفوشس (۴۸۳ق۔م وفات) نے اخلاقیات، معاشرت اور تزکیہ، تصوف کی شکل میں متعارف کرائے اور انسان کیلئے حسب ذیل صوفیانہ اسالیب کی تعلیمات کو اصلاح کا ذریعہ بنایا۔

۱) اس کی آنکھیں صفائی سے دیکھیں۔

۲) اس کے چہرے سے نشان مہر والفت نمایاں ہو۔

۳) اس کا رویہ باعزت ہو۔

۴) گفتگو میں خلوص ہو۔

۵) معاملات میں ہوشیاری ہو۔

۶) جن امور میں شک ہو وہ دوسرے سے سوال کرے۔

۷) جب غصہ آئے تو نتیجہ پر نظر رکھے۔

۸) جب نفع دیکھے تو حق و باطل کی تمیز کرے۔

اخلاقیات

کنفیوشس نے اخلاقیات پر بہت زور دیا ہے۔ وہ کہتا ہے بلند کردار آدمی کی یہ نشانی ہے کہ اس کے قول اور عمل میں مطابقت ہوتی ہے۔ براں بریں علم کو بھی اہمیت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

Marfat.com

سکھ مت تصوف

سکھ دہرم کی ابتداء متصوفانہ صورت سے ہوئی تھی۔اس میں محض عرفان اور ذکر پر زور دیا گیا۔

۞ گرونانک کی تعلیم میں ایک سطر

یعنی اللہ عزوجل کے نام ذکر کرنے سے میری روح کی کھیتی سرسبز ہو جائے۔سکھ دہرم میں توحید ہے مگر توحید ہمہ اوستی۔

۞ چنانچہ گروگرنتھ کی تعلم ہے

آپے ٹھاکر آپے سیوک جی ______ نانک جنت وچارہ

(یعنی: خوب ہی رب معبود ہے۔خود ہی عابد ہے۔میں نانک بیچارہ کس شمار میں)

اسلام ایسی توحید کا قائل نہیں بلکہ قرآن خالق اور مخلوق کو الگ الگ ہستی قرار دیتا ہے۔جیسے۔ ولم یکن لہ کفواً احدٌ O (سورۃ اخلاص)

ترجمہ:اور اللہ کی ذات برادری کوئی نہیں وہ تن تنہا ہے۔

(ضیائے حدیث۔ماہ جولائی ۲۰۰۳ء۔عنوان''اختلاف مذاہب''تعارف)

۞ ایک نظم میں گرونانک لکھتے ہیں

تعلق دنیوی کے بندھن کو جلا کر اور اس کی راکھ کا سفوف بنا کر
روشنی تیار کر
اپنے صاف ذہن کو کاغذ بنا
عشق کو قلم بنا اور اپنے دل کو لکھنے والا
اور گورو جو لکھائے وہ لکھ
اس خالق کا نام لکھ اور اس کی حمد و ثنا کر (گروگرنتھ صاحب ازسری راگ ص ۱۴)

گورونانک حقیقت میں ترک دنیا کے قائل نہیں۔وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ مکتی دنیا میں رہ کر کھیل کود اور قہقہوں کے درمیان کھانے اور آرام کی لطافتوں کے ساتھ بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔وہ شادی اور خانہ داری کی حمایت کرتے ہیں۔(گرونانک سوانح عمری)

یہودی وعیسائی تصوف

داوٗد علیہ السلام،موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں عبادت،نفسانی،روحانی اور جسمانی آدمی کے وسیع ابواب ملتے ہیں۔جو عیسائی/یہودی تصوف کی زندہ تمثیل ہیں۔اس کے علاوہ سچائی کی تعلیمات بھی بائبل میں تصوف کا منبع ہیں۔

چونکہ عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کا بائبل پر اعتقاد ہے جبکہ بائبل میں نیا عہد نامہ (انجیل) اور پرانا عہد نامہ (زبور وتورات) کی تعلیمات ملتی ہیں۔لہٰذا دونوں کا یکجا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔موسیٰ وعیسیٰ دونوں کا لباس ٹاٹ کا تھا تاکہ عاجزی وانکساری عیاں ہو۔اور ان کے معاملات زندگی عبادت،خدا کی بندگی،پرستش،پوجا کرنا، نماز،دعا،صلوٰۃ وغیرہ

عبادت کے لئے کتاب مقدس میں کئی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔بندگی (استثنا ۱۰:۱۲،یشوع ۲۲:

Marfat.com

۵،۱۔ تھسلنیکیوں ۱:۹ وغیرہ) دعا (پیدائش ۲۶:۴) پرستش (خروج ۱۴:۳۴) حمد و ثنا اور تمجید وغیرہ عبادت کا حصہ ہیں ۔عبادت کے لئے عبرانی اور یونانی لفظ دونوں کا ابتدائی مفہوم ایک غلام کا اپنے آقا کی خدمت کرنا تھا۔عبرانی عابد کا مطلب ہے خدمت کرنا (قب عربی عبد) اور یونانی لفظ (Latereia) کا بھی یہی مفہوم ہے۔کچھ اور عبرانی لفظ خاص دلچسپی کے حامل ہیں۔مثلاً سجد ساجد منہ کے بل گرتا ہے۔(یسعیا ۴۴:۱۵ تا ۱۷)

پرانے عہد نامہ میں شخصی عبادت کی بہت سی امثلہ ملتی ہیں۔پیدائش ۲۴:۲۶ مابعد خروج ۳۳:۹۔۳۴:۸) لیکن زور با جماعت عبادت پر ہے۔(زبور ۱۴۲:۴:۱۔تواریخ ۲۹:۲۰)

ہیکل کی عبادت میں رسومات کا اہم حصہ تھا۔صبح و شام کی قربانی کے علاوہ عید فسخ اور یوم کفارہ یہودی جنتری میں سعادت کے دن تھے۔قربانی کا خون بہانے کی رسم، بخور جلانا، کاہن کا برکت دینا وغیرہ عبادت کے رسمی پہلو پر زور دیا جاتا۔اور عبادت کا روحانی پہلو نظر انداز ہوا دکھائی دیتا ہے۔یہاں تک کہ ان دونوں میں ایک کھچاؤ سا دکھائی دیتا ہے۔(زبور ۴۰:۶)

تاہم بنی اسرائیل میں بہت سے لوگ خدا کی جماعتی تمجید میں حصہ لیتے ہوئے ان کو شخصی اور روحانی عبادت کے طور پر استعمال کر سکتے تھے اور سچے دل سے خدا کی شکر گزاری اور محبت کا اظہار کر سکتے تھے۔(استثناء ۱۱:۱۳)

خیمہ اجتماع اور ہیکل کی عبادتوں نے ایک بڑی باضابطہ اور پر تکلف شکل اختیار کر لی تھی۔یہ عبادت آبائے قدیم کی سادہ اور بے ساختہ ترتیب سے زنہار مختلف تھی۔جب بزرگوں کے مطابق جہاں بھی خدا اپنے آپ کو بندوں پر ظاہر کرتا، وہیں سجدہ کر کے اس کی عبادت کی جاسکتی تھی۔مگر اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہیکل کی عبات میں ایک روحانی حقیقت تھی۔کیونکہ جب ہیکل تباہ ہوئی اور یہودیوں کو اسیر کر کے بابل لے جایا گیا تو عبادت کی ضرورت اس شدت سے محسوس ہوئی کہ عبادت خانوں کو قائم کیا گیا۔اور عبادت کی ترتیب کی تشکیل کی گئی جس کا نقشہ کچھ ایسا تھا۔

۱) شمع
۲) دعائیں
۳) پاک کلام کی تلاوت مع ترجمہ
۴) تفسیر وعظ

جب دوسری ہیکل کو تعمیر کیا گیا تو روزانہ عبادت سبت کی عبادت اور سالانہ عیدوں اور روزوں کو پھر سے بحال کیا گیا۔اور زبور کی کتاب کے حمد و تمجید کے گیت کی کتاب کے طور پر استعمال سے اس بات سے پختگی یدی گئی کہ عبادت یہودی قومی زندگی میں ایک جیتا جاگتا حصہ بنی رہے۔

نئے عہد نامہ کے زمانہ میں ہم عبادت خانہ اور ہیکل دونوں کی پرستش کا ذکر پاتے ہیں۔خداوند مسیح نے ان دونوں قسم کی عبادات میں بہ نفس نفیس حصہ لیا لیکن انہوں نے اس عبادت کی تلقین کی جس میں ایک محبت بھرے دل سے اپنے آسمانی باپ کی پرستش کی جائے۔ان کی تعلیمات میں خدا کے حضور آنے میں رسومات اور کاہن کا درمیانی ہونا نہ صرف غیر اہم بلکہ غیر ضروری تھا۔اب عبادت صحیح معنوں میں عبادت ہے۔اب یہ واقعی خدا کی خدمت (عبادت) ہے۔محض ہیکل کی عبادت کے سلسلہ میں نہیں بلکہ ساتھیوں کی خدمت کرنے میں بھی (لوقا ۱۰:

Marfat.com

۲۵ مابعد متی ۲۳۵ مابعد) شروع میں مسیحیوں نے ہیکل کی عبادت کو نہیں چھوڑا۔ غالباً وہ کافی عرصہ تک یہودی عبادت خانوں میں بھی پرستش کرتے رہے۔ جب آخرکار یہودیت اور مسیحیت نے مختلف راستے اپنائے تو مسیحی کلیسا نے یہودی عبادت خانوں کو تو چھوڑ دیا لیکن اپنی عبادت کو یہودی عبادت خانہ کی ترتیب کے مطابق ڈھالا۔ جن وجوبات سے مسیحیوں کو یہودیوں کے سبب، ان کی ہیکل کی عبادت میں شمولیت وغیرہ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ ان میں کلیسا سے یہودیوں کی سخت دشمنی پیش پیش تھی۔ تاہم ابتدائی مسیحی عبادت کے متعلق ہماری معلومات مبہم اور غیر واضح ہیں۔ اگر یہ شروع شروع میں روزانہ عبادت کا ذکر بھی آتا ہے۔ (اعمال ۲:۴۶)

تاہم یہ بات صاف ہے کہ اب ہفتہ وار عبادت کا دن" خداوند کا دن" (اعمال ۲۰:۷) یعنی ہفتے کا پہلا دن ۱۔ کرنتھیوں (۱۶:۲) تھا۔ خداوند مسیح کے جی اٹھنے اور روح پاک کے نازل ہونے (پنتکست) کے دنوں کی سالانہ یادگار عبادتوں کا بھی نہیں ملتا۔ عبادت مقدسوں کے گھروں میں ہوتی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں کسی خاص خادم الدین کی ضرورت نہیں تھی۔ گھر کی عبادت میں سادگی ایک خاص اہمیت رکھتی تھی۔ جس میں بیشتر حصہ حمد و تمجید کے گیتوں پر مشتمل تھا۔ (افسیوں ۵:۹ ق، کلسیوں ۳:۱۶) پھر دعا پاک کلام کی تلاوت اور اس کی تشریح۔ (قاموس الکتاب ص ۶۲۴، ۶۲۵)

عبادت خانہ

یہودیوں کی عبادت گاہ، عبرانی میں کینشت اور یونانی میں سناگوگ۔ ان دونوں الفاظ کے بنیادی جمع ہونا یا اکٹھا ہونا۔ اس کے لئے زیادہ موزوں لفظ کنیسہ ہے جو بائبل کے اردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہوا۔ غالباً عبرانی لفظ کنیشت کا مفرس ہے۔ جب یہودی بائبل کی اسیری میں گئے تو انہوں نے اپنی عبادت قائم رکھی۔ مختلف جگہ پر عبادت خانے (کنیشت) کھولے۔ اس طرح یہ لفظ قدیم فارسی میں شامل ہوا۔ یہودیوں کی عبادت گاہ یعنی ہیکل صرف یروشلم میں تھی۔ مگر بائبل کی اسیری کے دوران اور اس کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ مذہبی تعلیم انتظام اور عبادت کا سلسلہ ہر جگہ قائم کیا جائے۔ پہلے عبادت اور قربانی لازم اور ملزوم تصور کئے جاتے تھے اسیری کے زمانہ میں ایک ناپاک غیر ملک میں قربانی نہیں چڑھائی جا سکتی تھی۔ (ہوسیع ۳:۴، ۹:۳ بعد)

نفسانی

لفظ نفسانی پروٹسٹنٹ ترجمہ میں تقریباً سات مرتبہ آیا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں ایک بار (زبور ۱: ۳) جہاں یہ عبرانی لفظ نفش بمعنی جان کا ترجمہ ہے۔

نئے عہد نامہ میں یہ لفظ چھ بار آیا ہے۔ (۱ کرنتھیوں ۲:۱۴؛ ۱۵:۴۴؛ ۱۵:۴۴) یہ یونانی پسوخیکوس (Psychikos) کا ترجمہ ہے۔ پسونے (Psyche) ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ اس کے مختلف معنوں میں مستعمل ہے۔ یعنی نفس محض جان کے لئے نہیں آیا بلکہ یہ روحانی زندگی پنیوماتیکوس (Pneumatikos) اور طبعی زندگی میں تمیز کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ ان معنوں میں (Psyche) سے مراد احساسات، جذبات اور سوچ کی طبعی زندگی ہے، جس میں خدا سے شعوری تعلق کا تصور موجود نہیں۔

نفسانی جسم۔ روحانی جسم

نفسانی جسم نفس کا کارگزاری اور عمل کا وسیلہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں روحانی جسم ایک ایسا جسم ہے جو ضروری نہیں کہ روح سے ترکیب دیا گیا ہو۔ لیکن جیسا بھی ہے وہ روح کے کاموں کے لئے ایک موزوں کار

Marfat.com

ہے۔اس روحانی جسم کے بارے ہمیں پاک کلام میں چند بکھرے ہوئے اشارے ملتے ہیں ۔قیامت کے دن جی اٹھنے کے بعد جو جسم ہمیں ملے گا وہ غیر فانی ہوگا۔ (ا۔کرنتھیوں ۱۵:۱)

یہ ہمارے موجودہ جسم کی مانند ہوگا۔مگر اس کی ماہیت میں فرق ہوگا۔خداوند مسیح جی اٹھنے کے بعد غالباً ایسا ہی جسم رکھتے تھے۔جو اگر چہ بدل گیا تھا لیکن پہچانا جاتا تھا۔(یوحنا۲۰:۱۴)شاگرد(حواری)اسے چھو سکتا تھا۔وہ کھانا کھاتا تھا۔وہ بند دروازے سے داخل ہوتا تھا وغیرہ۔ابھی نفسانی ، روحانی اور جسمانی آدمیوں کی صراحتاً علیحدہ علیحدہ تشریح کی جاتی ہے۔

۱) نفسانی آدمی

یونانی پسوخیکوس (Psyche-Psychikos) سے منسوب ،نفسانی آدمی طبعی آدمی ہے۔جیسے آدم تھا۔آدم کے بارے پاک کلام میں لکھا ہے۔خداوند نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا۔(پیدائش ۲:۷)

عبرانی ویحی ھا آدم لنفس خیاہ

اور ہوا انسان جان جیتی

اسی کا ترجمہ :کرنتھیوں ۵:۴۵ میں یوں آیا ہے۔آدم زندہ نفس بنا۔

سب بنی آدم آدم کی طرح نفسانی ہیں۔سہ طبیعی طور پر قوانین قدرت کے مطابق آدم سے پیدا ہوئے اور انہوں نے اس کی نفسانی صلاحیتوں کو ورثے میں پایا۔احساسات ، جذبات اور ادراک آدمی کے طبیعی کردار کا حصہ ہیں ۔ان کی نشوونما سے وہ مہذب ،تعلیم یافتہ ،شائستہ اور شریف بن سکتا ہے۔ وہ قدرتی خصائل کو اپنے میں بڑھا سکتا ہے۔تاہم وہ روحانی نہیں ہے۔وہ خدا کی روح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیوں کہ وہ اس کے نزدیک بیوقوفی کی باتیں ہیں۔وہ نئے سرے سے پیدا نہیں ہوا۔اس میں نفس (جان) ہے لیکن روحانی طور پر وہ مردہ ہے۔ اس لئے اس کی سمجھ اور احساسات اور جذبات جسم اور نفس (دماغ) کے طبیعاتی دائرہ تک ہی محدود رہتے ہیں۔جب کہ کلام پاک کا دائرہ روحانی اور طبیعی دنیا دونوں پر حاوی ہے۔اس لئے نفسانی آدمی روحانی چیزوں کو سمجھ نہیں سکتا۔یہی وجہ ہے کہ اس کے لئے حماقت کی باتیں ہیں کیوں کہ وہ انہیں پہچان نہیں سکتا۔(رومیوں ۱:۲۸)

اس کے برعکس روحانی آدمی روحانی باتوں کو پرکھنے کی استعداد رکھتا ہے۔وہ کتاب مقدس کی باتوں کو سمجھ سکتا ہے۔کیوں کہ وہ صرف روحانی طور پر سمجھی جا سکتی ہیں۔(ا۔کرنتھیوں ۲:۱۳۔۱۶)

رسول روحانی باتوں کے ذریعہ سے روحانی باتوں کا بیان کرتے ہیں۔

۲) روحانی آدمی

اس شخص میں طبیعی زندگی کے علاوہ روحانی زندگی بھی ہے۔طبیعی زندگی اسے آدم کی نسل ہونے کی وجہ سے ملی ہے،روحانی زندگی مسیح میں نئے سرے سے پیدا ہونے سے بخشی گئی ہے۔یوں وہ دو طرح کی زندگی کا مالک ہے۔کیوں کہ اس کی دو پیدائشیں ہوئی ہیں۔پہلی پیدائش آدم کی نسل ہونے سے ہوئی۔دوسری پیدائش مسیح میں روح سے پیدا ہونے سے واقع ہوئی (یوحنا ۳:۶۔۷)

جس طرح طبیعی زندگی میں انسان بچے کی صورت میں پیدا ہوتا ہے اور صحیح خوراک سے بتدریج بڑھتا اور بالغ ہوتا ہے۔اسی طرح روحانی پیدائش کے بعد پہلی خوراک روحانی دودھ ہے۔(اکرنتھیوں ۳:۲،۴ قب

Marfat.com

عبرانیوں ۵:۱۶)

جب تک اس روحانی زندگی کو روحانی خوراک ملتی رہتی ہے وہ ترقی کرتی ہے۔ چونکہ اس روحانی زندگی کا منبع مسیح کی حیات ان کے اطوار ہیں۔ (۱۔ یوحنا ۵:۱۲) اس لئے روحانی آدمی تصوف کے مدارج سے گزرتا گزرتا مسیح کی مانند روحانی بنتا چلا جاتا ہے۔ نفسانی آدمی اپنے ماں باپ کے خصائل کو ورثہ میں لیتا ہے۔ روحانی آدمی کے کردار کا بھید اس میں ہے۔ اس میں مسیح کا شعور ہے۔ (۱۔ کرنتھیوں ۲:۱۶)

۳) جسمانی آدمی

یونانی سرکیکوس (SARKIKOS) جو سرکس (SARX) کی صفاتی مشکل ہے۔ اس کے معانی گوشت، جسم وغیرہ ہیں۔ جسمانی آدمی وہ ہے جو حرص، نفسانی خواہشات کا منبع ہو۔ اور جسم کی خواہشوں میں زندگی بسر کرتا ہو۔ اور جسم اور عقل کے ارادے پورے کرتا ہے۔ (افسیوں ۲:۳۔ قب۔ ۱۔ کرنتھیوں ۳:۱۔۴) اس لئے وہ ابھی بچہ ہی ہے۔ وہ پاک کلام کی صرف سادہ باتیں (دودھ) سمجھ سکتا ہے۔

جسمانی آدمی وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جو نئی پیدائش کے بعد دوبارہ جسمانی اور نفسانی طریق پر چلنے لگے۔ یہ شخص روحانی ترقی کے پہلے مرحلہ پر ہی رک گیا ہے۔ اور کمال کی طرف قدم نہیں بڑھاتا۔ (قب عبرانیوں ۳:۱۔۵) حسن، جھگڑے، پارٹی بازی اس کی جسمانی زندگی ظاہر کرتے ہیں۔ (۱۔ کرنتھیوں ۳:۱۔۵)

روحانی آدمی کو بھی جسمانی زندگی کے تقاضوں سے پالا پڑتا ہے۔ لیکن اس کی زندگی کا بھید یہ ہے کہ اس کی روحانی زندگی اس کی جسمانی زندگی پر پورے طور پر حاوی ہے۔ روحانی زندگی کی غذا خلوص۔ اخلاق۔ باہمی رواداری، مساوات اور اخوت وغیرہ ہیں۔ ان سے روحانی زندگی کو فروغ ملتا ہے۔

سچائی

راست، ٹھیک، سچ، درست، حقیقت، صحت، راستی، راست بازی، پورا جسم سچائی سے ڈھانپ لینے کا نام بائبلی تصوف ہے۔ عبرانی اور یونانی سوچ کا ایک نمایاں اور اہم فرق غور طلب ہے۔ یونانی سوچ کا طرز فلسفیانہ اور تخیلی تھا۔ وہ ساکن اور دائمی حقیقتوں پر سوچ بچار کرنے کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ وہ زندگی کے مسائل کو الگ تھلگ کر کے ان پر نظر عمیق ڈالتے تھے۔ عبرانی اس کے برعکس رواں دواں عملی زندگی پر نظر ڈالتے جس میں اخلاق اور ارادے کا غالب حصہ ہوتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں یونانی علم مطلق پر غور کرنے کا حامی تھے۔ جبکہ عبرانی فعال زندگی کو اس کے سیاق وسباق میں رکھتے ہوئے اس کا وجودی مطالعہ کرتے تھے۔ پرانے عہد نامہ میں۔ سچ کے بارے بھی کلام مقدس میں اسی طرح کے دو نظریات ہیں۔

۱) عقلی

اس میں صورت حال کی تحقیق کر کے اسے پرکھا جا سکتا ہے۔ کہ آیا وہ درست ہے یا غلط۔ (استثنا ۱۷:۴:۱۔ ۱۔ سلطین ۱:۶)

۲) وجودی اور اخلاقی

اس میں کسی شخص کے کردار کی دیانتداری کو سچائی کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ مثلاً یوسف کے بھائیوں کو قید خانہ میں رکھا گیا تاکہ ان کی باتوں کی تصدیق ہو کہ آیا وہ سچے ہیں یا نہیں (پیدائش ۴۲:۱۶) یعنی یہ دیکھنا تھا کہ آیا وہ وفادار، صادق اور قابل اعتبار شخص ہیں کہ نہیں۔ یہ بات نہایت معنی خیز ہے کہ عبرانی کے وہ دو لفظ جن کا مفہوم سچ

Marfat.com

ہے۔ انکے پورے مفہوم کا احاطہ کرنے کے لئے اردو میں کئی مختلف الفاظ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ یہ لفظ ایمت اور امونہ ہیں۔ ایمت (مادہ الف۔م۔نون) یہ لفظ عبرانی متن میں کل ۱۲۵ مرتبہ آیا ہے۔اس کا ترجمہ تقریباً ۷ بار سچ سچائی وغیرہ، ۱۵ بار حق اور چند بار وفاداری، صداقت اور دیانتداری کیا گیا ہے۔

کتاب مقدس کا خدا غیر قوموں کے متلون مزاج دیوتاؤں سے زنہا مختلف ہے۔ وہ صادق ہے یعنی وہ ہمیشہ یکساں اور با اصول ہے۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ہمیشہ وفادار ہے۔ (پیدائش ۳۲:۹ مابعد)

وہ اپنی سچائی میں ہمیشہ اٹل اور قائم ہے۔ اور وہ گناہ کا سخت دشمن ہے۔ (زبور ۵۴:۵) خدا اپنے فرمان کے جواب میں انسان سے سچائی کی توقع کرتا ہے۔ (زبور ۹:۱،۱۵۱)۔

خدا انسان کے باطن میں سچائی پسند کرتا ہے۔ (زبور ۵۱:۶) سچائی ہی انسانی تعلقات کی بنیاد ہے۔ (خروج ۲۰:۱۶۔استثناء ۵:۲۰)

نئے عہدنامہ میں

یونانی ادب میں جو لفظ سچ کے لئے آئے ہیں۔ یعنی اے تھیا (Altheia) اے تھیس (Althes) اور الےتھی نوس (Alethinos) وہ پرانے عہد کی طرح شخصی اور اخلاقی مفہوم رکھتے۔ ان کے ہاں سچائی عقلی ہے۔ یہ صورت حال کی مکمل اصلی حالت ہے۔

جدید عیسائی/یہودی تصوف

آگسٹائن کے نزدیک

جذب و مشاہدے کا راستہ انسانی زندگی کا بہترین اور بلند مقصد ہے۔ اس مشاہدہ کا ادراک دنیا لہٰذا میں ممکن ہے۔ اگر تم حواس کے دروازے بند کر کے دل کی آنکھیں کھولو۔ اگر تم جسمانی لذائذ سے منہ موڑ کر روحانی کیفیات کا پیچھا کرو تو تم کو اپنے سامنے بے نقاب دیکھ لو گے۔ جب آدم اور حوا کی جسمانی آنکھ کھلی تو انکی روحانی آنکھ بند ہوگئی مگر ان کے بعد یسوع مسیح آیا کہ جنکی آنکھیں بند ہیں۔ وہ دیکھنے لگ جائیں اور جو دیکھ رہے ہیں ان کی آنکھیں بند ہو جائیں۔ پس یاد رکھو وہ اس کی آنکھیں بند اور دل کی آنکھیں کھولنے سے خدا اور اس کا اکلوتا بیٹا (بندہ) بے نقاب ہو کر سامنے آسکے گا۔ (ST.ORIGEON)

وہ عالم غائب، وہ دنیائے نور، وہ بلند سے بلند تر مقام جہاں سادہ، غیر متبدل اور مطلق حقیقتیں باطنیت کی مضمر خاموشیوں کی نورانی قباؤں میں لپٹی ہوئی ہیں۔ ان کے جلوے دیدہ ظاہر میں سے نہیں دیکھے جا سکتے۔ انہیں دیکھنا چاہئے ہو تو اپنے ادراک کو بھی پیچھے چھوڑ دو اور عقل و خرد کو بھی۔ حتی کہ حواس و نفس کو بھی۔ اگر ان تمام قیود و حدود سے ماوراء سے خود ایستادہ کیا تو------ کوئی نسبت بھی اس خدا سے قائم کرنا محال ہے۔ اسکے نور کی شعاع کامل تاریکی میں نظر آیا کرتی ہیں۔ کامل تاریکی میں۔ (DONYSIS)

اسکے لئے ترک دنیا، مرشد کی اطاعت، خاموشی اور انکساری اولین شرائط ہیں۔ ان طریقوں سے ایک زاہد/صوفی کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے ایک نور کی چادر اوڑھا دی جاتی ہے۔ اس کے دل سے روشنی کی کرن پھوٹتی ہے۔ جو اور زیادہ گہری اور تیز تر روشنی کی جانب اس کی راہنمائی کرتی ہے تا نکہ وہ دریائے نور میں غرق ہو جاتا ہے۔ اب اسے اپنے آ[illegible] کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ دنیا داروں کی نگاہوں میں پاگل اور وحشی نظر آنے لگتا ہے۔ لیکن دراصل وہ تکمیل نفس کی منزل طے کر رہا ہوتا ہے۔ اور تمام اسرار و رموز کے پردے اس کی

Marfat.com

(روشنی) آنکھوں سے اٹھتے جاتے ہیں۔ اور آخرالامر وہ خود حقیقت مطلق میں جذب ہو جاتا ہے۔
(ST.MACARIOUS)

حرف آخر: اسلام کی مثل عیسائیت میں بھی بدعت تصور ہے۔
اس لفظ کے معنی صحیح عقیدے سے ہٹ جانے کے ہو گئے ہیں۔ (پطرس ۲:۱)
ابتدائی کلیسا میں مختلف رواج پڑ گئیں۔ جن کی تعلیمات یسوع مسیح سے منسوب نہیں اگر ان کو تصوت کا حصہ بنائیں گے تو تصوف بدعت شمار ہوگا۔

عیسائیت میں بدعتی فرقے: صدوقیوں کا ایک فرقہ (اعمال ۵:۱۷) یہ کاہن، راہبانہ و بائبل کا انکاری فرقی تھا۔

دوسرا فریسی (اعمال ۵:۲۶) اور تیسرا اسینی۔
یہ دونوں بھی گوشہ نشینی کی زندگی پسند فرماتے۔ فیری کٹر فرقہ تھا (اعمال ۵:۲۶) شریعت پر جبراً وتکلف کے ساتھ عمل کرتے۔ یسوع نے انکو سانپ کے بچے کہا۔ (متی ۳:۷)
اسینی فرقے کے بارے میں پلینی لکھتا ہے کہ وہ عورتوں کو نامنظور کرتے۔ جنسی خواہشات سے کنارہ کشی کرتے۔ اور املاک کو ترک کرتے۔ براں بریں راہبانہ زندگی کو شعار کرتے۔ (قاموس الکتاب ص ۶۳)

اسلامی تصوف اور دور بعثت نبوی ﷺ

یہ بات اسلامی تحقیق سے طے شدہ ہے کہ تصوف کا وجود دور بعثت نبوی میں ہرگز نہ تھا۔ مگر اس کی روح موجود تھی۔ اور اگر باقاعدہ اس صنف کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس پر ضرور توجہ دیتے۔
لیکن ایک تحقیق کے مطابق سند و درایت کے بارے علم نہیں۔
قبیلہ مفر میں سے ایک جماعت تھی جسے بنوصوفہ کہا جاتا تھا۔ اس جماعت میں سے ایک فرد غوث بن مر بن اد بن طانحہ الربیطہ تھا۔ اس کی ماں کا کوئی بیٹا زندہ نہ رہتا تھا۔ پس اس نے نذر مانی کہ اگر اس کا کوئی بیٹا زندہ رہا تو وہ اس کے سر پر صوفہ (عمامہ) باندھے گی۔ اور اسے کعبہ کے لئے وقف کرے گی اور پھر حجاج کی خدمت کرے گا۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا) تا نکہ اللہ عزوجل نے ظہور اسلام کا احسان فرمایا اور مذکورہ جماعت اسلام قبول کر کے عبادت گذار بن گئی جو لوگ اس جماعت کی صحبت میں رہے وہ صوفی کہلانے لگے۔ اور اسی طرح جو صوفی کہلانے والوں کی صحبت میں رہے وہ بھی صوفی کہلانے لگے۔

براں بریں ______

رسول اللہ ﷺ کا صوف کا لباس پہننا، اہل عرب، صحابہ، گزشتہ انبیاء کا صوف کا لباس اس نسبت سے پہننا کہ عاجزی و انکساری عیاں ہو۔ ایک صوفیانہ دلیل ہے۔ نبی ﷺ کی حدیث بھی ہے۔ جو اللہ عزوجل کی خوشنودی کیلئے عجز و انکساری اختیار کرے اللہ عزوجل اس کا مرتبہ بلند فرما دیتے ہیں۔ (بخاری)
نبی ﷺ کا سادہ سوتی لباس پسند فرمانا۔ ریشمی سے منع فرمانا کہ ریشمی لباس سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اسی بات کی دلیلیں ہیں کہ اس عہد میں روح تصوف سرگرداں تھی۔ مگر وہ وجود سے خالی تھی۔
اسی طرح تزکیہ نفس کے لئے جہاد کو جہاد اکبر کی طرف اشارہ کرنا ______ تقویٰ کا حکم قرآنی ______
ولباس التقوی ذالك خیر۔ یعنی اور تقویٰ کا لباس اچھا ہے۔

Marfat.com

- اسی طرح نبی ﷺ کو ابو ہریرہ پر باطنی علوم ظاہر کرنے سے انکار ___ اور فقر کو پسند کرنا۔
- رسول اللہ ﷺ کا غار حرا میں تحنث کرنا۔
- رسول اللہ ﷺ کا اصحاب صفہ کو مصلحتاً مسجد نبوی کے چبوترے پر تعلیم و تعلم کے علاوہ اصلاح نفس کی اجازت دینا۔
- رسول اللہ ﷺ کا اللہ عزوجل کی راہ میں نکلنا اور اس کا قرآنی حکم۔

(۱۱۰ : آل عمران ۳۔)

- رسول اللہ ﷺ کا دن بھر جہاد و روزہ میں مصروف رہنا اور رات بھر قیام کرنا۔
- رسول اللہ ﷺ کی سراپا زندگی میں عاجزی و انکساری تقویٰ، عفو و درگزر کرنا، احسان کرنا، صلہ رحمی کرنا، حقوق العباد کا خاص حکم کرنا ایسی باتیں ہیں جو اسلامی تصوف کو دور بعثت نبوی ﷺ میں جھلکتا دکھاتی ہیں۔
- اسی طرح صحابہ کا رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنا، تعلیم حاصل کرنا، سنت رسول اللہ ﷺ کو اپنانا وغیرہ۔

اسلامی تصوف اور دور مابعد بعثت

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد لوگ مختلف آراء ہو گئے جس کے نتیجے میں نفسیاتی خواہشات نے علمی فضا مکدر کر دی۔ زہاد اور متقین کے ارادے متزلزل ہو گئے۔ ارباب دنیا خرافات میں گھر گئے۔ اور لوگ اعمال صالحہ سے کنارہ کش ہونے لگے تو ایسے ناشائستہ اور غیر صالح ماحول میں کچھ حضرات نے عزلت اور گوشہ نشینی کو غنیمت سمجھا اور او اور مختلف زاویات میں جا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے اسباب کو ترک کر دیا۔ اور ہمہ تن اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس ریاضت کے باعث ان میں صفائے فہم پیدا ہوئی اور انہیں عرفان الٰہی نصیب ہوا۔ وہ ایمان ظاہری کے ساتھ باطنی علوم سے بھی بہرہ ور ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے مشاہدات کے ذریعے جو باطنی علوم حاصل کئے انہوں نے علوم جدیدہ کے لئے ایسی اصطلاحات وضع کیں جو ان کے خیالات کی ترجمانی کر سکیں اور ان کے وجدان اور باطنی کیفیات کو ظاہر کر سکیں انہی اصطلاحات اور انہی علوم جدید کو تعلیمات تصوف یا تصوف کہا جانے لگا۔ پھر یہ سلسلہ جاری و ساری ہو گیا۔ یہاں تک کہ زمانہ مابعد میں اس نے ایک باقاعدہ علم و رسوم کی شکل اختیار کر لی اور اسی وقت سے یہ لفظ ''صوفی'' بھی ان میں رائج ہو گیا۔ اور یہ حضرات خود بھی اسی نام سے موسوم ہو گئے۔

مجموعی طور پر تصوف کی دو اقسام ہیں

۱) اسلامی تصوف جو قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے ماخوذ ہے۔
۲) غیر اسلامی تصوف (چوں چوں کا مربہ) اس کو اس بوتل سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کے لیبل پر شربت گلاب لکھا ہوا ہو مگر اندر عرق بنگ و افیون بھرا ہوا ہے۔

تصوف نے اسلام کو بدعات اور شرک کے علاوہ غلو و تنقیص سے متعارف کرایا۔ یہی وہ حرض تھی۔ جس سے غلط فقہ و تقلید کا وجود منظر عام پر آیا۔

اگر کوئی شخص موجودہ زمانے کے مسلمانوں کی طرز حیات پر اسلام کو قیاس کرے اور کہے کہ اسلام انسان کو کاہلی، تن آسانی اور فرار کی تعلیم دیتا ہے۔ تو آپ یہی جواب دیں گے کہ اسلام کو مسلمانوں کے اعمال پر

Marfat.com

قیاس مت کرو۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ تصوف کو صوفیوں کے اعمال پر قیاس مت کیا جائے۔ بلکہ اسلامی تصوف کے روح رواں پیشواؤں کی تصانیف شرعیہ کا مطالعہ کرو تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ حقیقی اسلامی تصوف کیا تعلیم دیتا ہے۔

بعداز عہد نبوی پہلا شخص جو ''صوفی'' مشہور ہوا ابوھاشم عثمان بن شریک تھا اور صوفیوں کی پہلی خانقاہ ۱۴۰ھ میں رملہ کے قریب قائم ہوئی۔ ابوہاشم کوفہ سے تعلق رکھتا تھا۔

ایک نظریہ کے مطابق جس نے تصوف کی تعلیم دی ذوالنون مصری تھے۔ ان کی تعلیمات کو جنید بغدادی احاطہ تحریر میں لائے اور ان کی بلیغ ابوبکر شبلی نے کی۔ ان کی تعلیمات کو ابوالنصر سراج نے اپنی کتاب ''اللمع'' میں اور ابوالقاسم القشیری نے اپنے رسائل میں قلمبند کیا امام غزالی نے فلسفہ کا رنگ دیا۔

علاوہ ازیں جابر بن حیان اور اس کا تلامذہ صالح ابن علوی، ابراہیم ابن بشار، خراسانی، ابوجعفر عبدالصمد کے مرید تھے۔ اکثر مغربی محققین حارث بن اسد المحاسی (۲۲۵ھ۔۱۶۰ھ) کو متقدمین صوفیا کا سرخیل قرار دیتے ہیں۔

اسلامی تصوف کے ارتقائی دور

پہلا دور

ہم کسی بھی طور پر تصوف کو عہد نبوی، عہد صحابہ (پہلا دور) میں بظاہر نہیں پاتے مگر وہ روح جو اسلامی تصوف میں محسوس کی جاتی ہے نظر آتی ہے۔ چنانچہ اسالیب تزکیہ نفس قرب الٰہی اور احیائے سنت جیسے اطوار پہلے دور یعنی اصحاب صفہ تا تابعین جھلکتے نظر آتے ہیں۔ یہ عہد اسلامی تصوف کی بنیاد کے علاوہ پہلے دور کی شناخت ہے۔ عملی اسلامی تصوف اچھے مسلمان کی تشکیل میں پیش پیش ہے۔

شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا (اقبال)

اصحاب صفہ صوفیانہ مزاج تھے۔ مگر ان کا طریق شریعت کا پابند اور اسلام کے تابع تھا۔ ان کا گھر سے نکل کر مسجد نبوی کے چبوترے پر بیٹھنا اللہ عزوجل کو محبوب تھا۔ اس میں مقصد اصلاح قلب، رضائے الٰہی کے علاوہ طریق نبوی ﷺ کی تعلیمات کا پرچار تھا۔

قرآن ان کے بارے فرماتا ہے۔ للفقرآء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم و اموالهم يبتغون فضلاً من الله ورضواناً وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون. (سورۃ حشر پارہ ۲۸ رکوع ۴)

ترجمہ: ان فقراء مہاجرین کیلئے ہے جو اپنے گھر بار سے نکال دیئے گے ہیں۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد چاہتے ہیں وہی لوگ سچے ہیں۔

ایک اور آیت میں ان کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ واصبر لفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداوة العشى يريدون وجهه.

ترجمہ: اور ان لوگوں کے ساتھ برابر ہو جو رب کو صبح و شام پکارتے ہیں۔ اور اسکی رضامندی کے خواہاں ہیں۔

اصحاب صفہ کی تعداد کے بارے اختلاف ہے۔ تمام بیک وقت نہیں آئے۔ بتدریج آئے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً کم زیادہ ہوتے رہے۔ چنانچہ کبھی دس یا اس سے بھی کم ہوتے اور کبھی بیس، تیس، چالیس، ساٹھ، ستر تک

Marfat.com

پہنچ جاتے۔

(اصحاب صفہ اور تصوف کی حقیقت)

اصحاب صفہ میں سے درج ذیل اصحاب کے نام قابل ذکر ہیں۔

۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	۲) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۳) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۴) عتبہ بن یاسر رضی اللہ عنہ
۵) صہیب بن حنان رضی اللہ عنہ	۶) زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۷) ابوذر جند بن خبادہ عفاری رضی اللہ عنہ	۸) سالم رضی اللہ عنہ
۹) صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ	۱۰) ابولبابہ بن عبدالمنذ ر رضی اللہ عنہ
۱۱) بلال بن رباع رضی اللہ عنہ	۱۲) عامر بن عبیداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ
۱۳) عبداللہ بن مسعود ہزلی رضی اللہ عنہ	۱۴) مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ
۱۵) عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ	۱۶) ابوکبشہ رضی اللہ عنہ
۱۷) عکاشہ بن حصیان رضی اللہ عنہ	۱۸) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
۱۹) ابودرداء عویم بن عامر رضی اللہ عنہ	۲۰) عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ)

صحابہ کے بارے قرآن میں۔لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونك تحت الشجرة ۔ترجمہ :البتہ خدا مومنین سے راضی ہوا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کرتے تھے۔

حدیث مبارک ہے۔بہترین زمانہ وہ ہے۔جس میں مبعوث کیا گیا پھر وہ جوان کے بعد ہے پھر وہ جو ان کے بعد (صحیح بخاری)

اس میں صحابہ کے عہد کو بہترین عہد قرار دیا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ سے انتہا درجہ محبت تھی۔اپنے علاوہ ان کی اطاعت کو راہ نجات بتا کر ان کے مقام کو واضح کر دیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا

میں ہوتا پکڑنے والا دوست کسی کو سوائے رب اپنے کے تو البتہ پکڑتا میں ابوبکر کو دوست۔(بخاری ومسلم)

عمر رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا

اگر ہوتا میرے پیچھے کوئی نبی تو البتہ ہوتا عمر بن الخطاب۔(ترمذی، عن عقبہ بن عامر)

عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا

اے عثمان رضی اللہ عنہ تحقیق شان یہ ہے کہ شاید خدا تعالیٰ پہنائے تجھ کو ایک کرتہ پس اگر چاہیں لوگ۔اتار ڈالنا کرتہ کے پس نہ اتارنا تو اس کو واسطے ان کے (کرتہ تقویٰ کا صفا کا)۔(ترمذی/ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

علی رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا

نہیں دوست رکھتا علی رضی اللہ عنہ کو منافق اور نہیں دشمن رکھتا ان کو مومن۔

(مسند احمد، ترمذی/ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

عشرہ مبشرہ کے بارے فرمایا

ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ عنہ، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بہشت میں جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

اہل بیت کے بارے

نشانی ایمان کی محبت انصار کی اور نشانی نفاق کی دشمنی انصار کی۔ (صحیحین، عن انس)

بلال رضی اللہ عنہ کے بارے

دکھائی گئی مجھ کو جنت پس دیکھا میں نے بیوی ابو طلحہ کی کو اور سنی میں نے آہٹ پاؤں کی آگے اپنے ناگہاں بلال تھا۔ (صحیح مسلم)

انصار رضی اللہ عنہ کے بارے میں

نشانی ایمان کی محبت انصار کی اور نشانی نفاق کی دشمنی انصار کی۔

(صحیحین، عن انس)

اہل مشرق کے بارے

سر کفر کا طرف مشرق کے ہے۔ اور فخر و تکبر بیچ گھوڑے والوں کے اور اونٹ والوں اور چلانیوالوں کے ہے۔ اونٹ کی پشم (صوف) کے خیموں کے رہنے والے ہیں۔ اور نرمی بکری والوں میں ہے۔ (صحیحین)

تاریخ شاہد ہے کہ ابوبکر کا فقر و عجز، عمر کا جلال و خشم، عثمان رضی اللہ عنہ کا حیا اور علی رضی اللہ عنہ کا رعب اسلامی اقدار کا محافظ رہا ہے۔ ان میں اسلامی تصوف، اسلام کی صورت میں نظر آتا ہے۔ تصوف ایک طریقہ کا نام ہے۔ اسلام اگر شریعت ہے تو تصوف سنت اور طریقت کا نام ہے یا تصوف اسلام کو اختیار کرنے کا (Adopt) آرگن ہے۔

اسلامی تصوف توحید کا سر خیل ہے۔ ہر اسلامی تصوف کی نص، راستہ، نقطہ، اعماق توحید کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اور توحید نے جو اسلامی طریقے (بصورت تصوف) سکھائے ان کو صحابہ کی حیات میں محسوس کیا جاتا ہے۔

خلیفہ چہارم علی رضی اللہ عنہ کے دیوان میں ایک رباعی قلمبند کی جاتی ہے۔ جس میں ان کا فقر جھلکتا معلوم ہوتا ہے۔

بیت یواری الفتٰی وثوب یستر من عورۃ وقوت
ھٰذا بلاغ لمن نحیی وذ اکثیر لمن یموت

ترجمہ: ایک گھر جو آڑ کرے اور کپڑا جو ستر پوشی کرے اور بقدر ضرورت روزی یہ زندہ رہنے والے کیلئے کافی ہے اور مرنے والے کے لئے زیادہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ ابن آدم کو رہنے کے لئے مکان، پہننے کے لئے کپڑا اور کھانے کے لئے طعام کے علاوہ کسی چیز پر حق نہیں۔ (اسماء الرجال)

ابوبکر رضی اللہ عنہ ماسوا اپنے لباس و مکان و طعام کے ہر چیز اللہ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پیوست لگے لباس پر قناعت کرتے ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ اپنی تمام مال و دولت راہ خدا میں تقسیم کر کے فقر کی حیات کو پسند فرما رہے ہیں۔ یہ ان کے اسلامی تصوف کی تمثیلات ہیں۔ ان کا اسلامی طرز حیات ہے۔

اویس قرنی

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے عہد میں بدرجہ اتم موجود تھے۔لیکن رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی۔آپ کو نبی ﷺ سے غائبانہ عشق تھا۔رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو فرمایا کہ قرآن میں اویس نام کا ایک آدمی ہے جسے قیامت کے روز قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت کے لوگوں کی شفاعت کا حق حاصل ہوگا۔اویس قرنی نے جب سنا کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کا ایک دانت مبارک شہید ہوگیا تو انہوں نے ایک ایک کر کے اپنے سارے دانت عشق رسول ﷺ میں توڑ دیئے۔کیوں کہ یہ معلوم نہیں تھا کہ نبی ﷺ کا کونسا دانت شہید ہوا ہے۔ ۶۳۸ ء میں یمن کی امدادی فوج میں مدینہ عمر رضی اللہ عنہ سے ملے۔پھر بصرہ میں چلے گئے اور گوشہ عزلت میں زندگی گزار دی۔آپ کا مقولہ ہے۔جس نے خدا کو پہچانا کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں رہتی۔

❁ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام جندب ہے۔یہ بلند مرتبہ مشہور تارک الدنیا اور مہاجرین میں سے تھے۔نبی ﷺ کی بعثت سے قبل بھی عبادت گزار متقی تھے۔(تذکرۃ الاولیاء)

❁ ورقہ بن نوفل

اکثر لوگوں سے الگ رہ کر ذکر و زہد میں منہمک رہتے۔بعض آراء میں راہب و عیسائی، مبلغ اور ایک خیال کے مطابق انہوں نے انجیل مقدس کا عربی ترجمہ کیا۔(اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

❁ امام داؤد بن ابی ہند بصری

ابن عدی کہتے ہیں داؤد بن ابی ہند نے ۴۰ سال روزے رکھے اور ان کے گھر والوں کو اس کا علم نہ ہو سکا وہ اس طرح کہ یہ ریشم کا کاروبار کرتے تھے۔صبح کو کام پر جاتے ہوئے گھر سے کھانا پکوا کر لے جاتے اور راستہ میں اسے فقراء میں تقسیم کر دیتے اور شام کو گھر آ کر بال بچوں کے ساتھ رات کا کھانا کھاتے۔ایک دن کہنے لگے نوجوانو! میں تمہیں ایک عمل بتاتا ہوں شاید تم اس سے فائدہ اٹھا سکو۔میں نوجوانی میں کاروبار کے لئے بازار جاتا تھا۔جب واپس گھر آنے لگتا تو میں قسم کھا لیتا کہ فلاں مقام تک اللہ عزوجل کا ذکر کرتا جاؤں گا۔جب وہاں پہنچتا تو پھر قسم کھا لیتا کہ فلاں جگہ تک اللہ عزوجل کا ذکر جاری رکھوں گا۔اس طرح اللہ کا ذکر کرتا جاتا اور گھر پہنچ جاتا۔ کہتے ہیں آپ انس بن مالک کو دیکھنے کا فخر حاصل رکھتے ہیں۔حیات (۵۰ھ تا ۱۴۰ھ) (تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۲۲)

❁ سعید بن المسیب

یہ نقش اول (صحابہ) کی زندگی پر گامزن تھے۔وہ فقہ و حدیث، زہد و عبادت اور تقویٰ و طہارت کے علاوہ فقر میں جامع تھے۔ان چیزوں کو دیکھنے کیلئے انہی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور ان ہی کی طرف دیکھا جاتا ہے۔صحابہ کی بڑی جماعت سے ملاقات ہوئی۔ (وفات ۹۳ھ) (اسماء الرجال) آپ کا قول ہے کہ وہ فقر جو دین کی سلامتی کے ساتھ ہو وہ اس غنا سے بدر جہا بہتر ہے جو غفلت کے ساتھ ہر دین کو ہاتھ سے لے کر حاصل ہو۔(اسلامی اخلاق و تصوف)

❁ حسن بصری

فقر و غنا میں مہارت تامہ، شریعت کے پابند تھے۔عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا۔رجب ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔(اسماء الرجال) ابتداء میں آپ جواہرات بیچا کرتے تھے۔چنانچہ لوگ آپ کو حسن لولوئی کے نام سے

Marfat.com

پکارتے تھے۔ اس کاروبار میں آپ نے بہت سارو پیہ کمایا۔ جب عشق الٰہی کا غلبہ ہوا تو آپ نے سارا مال واسباب راہ خدا میں لٹا دیا۔ اور دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو کر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ سنت نبوی ﷺ اور مطابعت مصطفوی کے بڑے پابند تھے۔ ایک بار مالک بن دینار رضی اللہ عنہ نے پوچھا لوگوں کی خرابی کس بات میں ہے؟ فرمایا دل کے مرنے میں۔ پوچھا دل کا مرنا کیا ہوتا ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت۔

(اسلامی انسائیکلو پیڈیا)

❁ حصرم بن حبان

آپ نے صحابہ کرام کی صحبت اختیار کی اور اویس قرنی کی بھی زیارت کی۔

❁ زین العابدین

آپ کو یہ لقب کثرت عبادت کی وجہ سے ملا (اسلامی انسائیکلو پیڈیا)۔ آپ نے متعدد اسفار کیے۔ آپ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔

درج بالا صحابہ و تابعین کے علاوہ حسب ذیل تابعین اہل طریقت میں شمار ہوتے ہیں۔

۱) طاوس یمانی ۲) داؤد بن دینار

۳) سلیمان تیمی ۴) عامر بن عبداللہ تمیمی

۵) محمد بن سکندر

دوسرا دور

تصوف کا یہ دور ''تبع تابعین'' کے دور سے لیکر تیسری صدی ہجری تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عہد میں مجاہدہ نفس اور اخلاص فی العمل پر زور دیا گیا۔ اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ تعلق باللہ قائم کرنے کو طریقت قرار دیا گیا۔ اس عہد میں اسلامی تصوف غلط راہوں پر استوار ہوا۔ تبع تابعین میں سے مندرجہ ذیل کے نام تصوف کی تاریخ میں قابل ذکر ہیں۔ (اسلامی اخلاق و تصوف)

۱) رابعہ بصری

(۹۵ھ تا ۱۸۵ھ) بصرہ کی مشہور عارفہ، غریب میں پلیں۔ کسی شخص نے انہیں پکڑ کر فروخت کر دیا۔ ان کی پاک طینت نے انہیں رہائی دلوائی۔ انہوں نے گوشہ نشینی اور تجرد کی زندگی بسر کرنے کے لئے صحرا میں عزلت اختیار کر لی۔ وہ ان اولین اہل تصوف میں سے تھیں جنہوں نے خالص محبت (بے غرض) کی تلقین کی۔ اور اس تعلیم کو نظریہ کشف کے متزاج کے ساتھ پیش کیا۔ آخر وقت نزع کلمہ شہادت لبوں پر تھا۔ (اسلامی انسائیکلو پیڈیا)

۲) ذوالنون مصری

(۱۸۰ھ تا ۲۴۶ھ) مصر کے ایک صوفی بزرگ، بلکہ ''رئیس الصوفیاء'' شمار ہوتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ روحانی ترقی کے راستے میں نفس امارہ اصل رکاوٹ ہے۔ جسے قابو میں لانے کا طریقہ ریاضت اور نفس کشی ہے۔ انہوں نے صوفیا کے عقائد بیان کئے اور معرفت کے حقیقی معنی سمجھائے۔ انہوں نے بتایا کہ معرفت توحید حقیقی کی صفات کے پہچاننے کا نام ہے۔ انہوں نے بتایا کہ روح کو منزل مقصود کی طرف بلند پروازی میں کیا کیا مراحل پیش آتے ہیں۔ انہوں نے فنافی اللہ ہو کر زندگی بسر کرنے کے صوفیانہ تصور کی صراحت کی۔ (ایضاً)

۳) امام حمزہ بن محمد بن علی بن عباس کنانی مصری

Marfat.com

آپ زہد و عبادت میں ممتاز و منفرد تھے۔ معرفت حدیث میں تقدم کے ساتھ ساتھ زہد، ورع اور عبادت گزاری میں مقبول تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

۴) حبیب عجمی

حسن بصری کے ہاتھ پر توبہ کی اور ان سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کا قول ہے۔ کہ خدا کی رضا اس دل میں ہے کہ جس میں نفاق کا غبار نہیں۔ حسن بصری کے ہاتھ توبہ سود لینے سے کی۔ رات کو علیحدگی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کا نزول شروع ہو گیا۔ اور مستجاب الدعوات کا درجہ مل گیا۔ جب آپ کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تھا تو آپ بہت زیادہ روتے تھے۔ کسی نے کہا کہ تم سمجھتے تو ہو نہیں روتے کیوں ہو؟ فرمایا میری زبان گو عجمی ہے مگر دل عربی ہے۔

۵) مالک بن دینار

آپ حسن بصری کے دوست تھے۔ انہی کے ہاتھ پر تائب ہوئے اور فرماتے سب اعمال میں پسندیدہ ترین عمل وہ ہے جس کی بنا اخلاص پر ہو۔ اس کے علاوہ متعدد اس عہد کے صوفیا، جن کا تذکرہ نام یہاں کیا جاتا ہے۔

۶) جنید بغدادی

جنید بغدادی کا مقولہ ہے "ہمارا یہ علم (یعنی تصوف) کتاب وسنت سے مقید ہے۔ جس کسی نے قرآن نہیں پڑھا اور حدیث نہیں لکھی ہے اس کے لئے ہمارے علم میں گفتگو کرنا روا نہیں۔ (بحوالہ اسماع والرقص از ابن تیمیہ)

۷) عبداللہ بن مبارک

۸) ابراہیم بن ادہم

۹) بشر حافی

۱۰) بایزید بسطامی

۱۱) سری سقطی

❁ تیسری صدی ہجری میں تصوف سے متعلق کتب بھی لکھی گئیں۔ تیسری صدی ہجری میں تصنیف ہونے والی مشہور کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

۱) کتاب المریدین

: یہ شیخ بن معاذ رازی کی تصنیف ہے۔ (عربی میں ہے)

۲) قیام اللیل والتہجد

(عربی)، از شیخ عمر بن محمد بن عبدالحکیم المعروف ابوحفص۔

۳) کتاب التفکر والاعتبار

(عربی) از شیخ حارث بن الاسد المعروف محاسبی بغدادی۔

۴) مجالس

(عربی) از شیخ ابوالسری منصور بن عمار۔

Marfat.com

۵) کتاب الصحبت

(عربی) ابو جعفر محمد بن حسین برجلان۔

۱) کتاب الخوف

(عربی) از ابن الجنید بغدادی۔

تیسرا دور

تیسرادور

یہ دور چوتھی اور پانچویں صدی ہجری پر محیط ہے۔ اس عہد میں تصوف نے نیا رخ اختیار کرلیا۔ نئی نئی بدعات وشرکیہ عبادات کے علاوہ خود ساختہ وظائف نے جنم لیا۔ لوگوں نے اسلامی روایات یا اسلامی تصوف کو ترک کر کے ایسی راہ اختیار کر لی جس کا تعلق صرف رسمی تصوف یا پیری مریدی تک باقی تھا۔ مگر کچھ افراد نے اس میں مثبت اقدار کو اجاگر کر کے اسلامی تصوف کو توانائی فراہم کی۔ انہوں نے اپنے اسلامی اعمال وکردار سے امت مسلمہ میں ایک نمایاں مقام حاصل کرلیا۔ عام صوفیا اوامر وخواہی پر مکتفی رہے۔ لیکن خواص نے باطنی احوال وکیفیات کے سلسلہ میں بہت زیادہ مجاہدے کئے۔

اس عہد میں علم تصوف پر کافی کتب منظر عام پر آئیں۔ جن میں شریعت اور فقہ اسلامی کے ساتھ ساتھ اخلاق وآداب پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اسی عہد میں بہت سے نظریاتی سلاسل اور تصوف کے مختلف مکاتب فکر وجود میں آئے۔ مگر سب سے زیادہ خانوادہ محمدیہ کو پذیرائی ملی۔ جس کی رسائی قرآن وحدیث میں پنہاں تھی۔

مشہور صوفیاء

۱) ابو محمد ردیم (م۳۰۳ھ)
۲) ابوالحسن بن علی بن سہل (م۳۰۷ھ)
۳) احمد بن عطاالادمی (م۳۰۹ھ)
۴) یوسف بن حسین (م۔۳۰۴ھ)
۵) ابوبکر شبلی (م۔۳۳۴ھ)
۶) عبداللہ مرتعش (م۳۲۸ھ)
۷) عبداللہ منازل (م۔۳۲۹ھ)
۸) ابوعمرو نیشاپوری (م۔۳۴۸ھ)
۹) محمد بن خفیف شیرازی (م۔۳۹۱ھ)
۱۰) ابو محمد عبداللہ بن محمد رازی (م۔۳۵۳ھ)

اس دور میں تصوف کے موضوعات پر مندرجہ ذیل کتب لکھی گئیں۔

۱) کتاب اللمع (عربی)

یہ قدیم صوفیاء کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے جو شیخ ابو نصر عبداللہ بن علی سراج طوسی (م ۳۷۸ ھ)

۲) کتاب التعرف (عربی)

از شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم بخاری (م۳۸۰ھ)

Marfat.com

۳) طبقات الصوفیہ (عربی)
از شیخ ابوعبدالرحمن محمد بن حسنین سلمی نیشتاپوری (م ۴۱۲ھ)

۴) کشف المحجوب (فارسی)
از شیخ علی ہجویری (م ۴۷۰ھ)

5) حلیۃ الاولیاء طبقات الاصفیا
از شیخ ابوالنعیم بن عبداللہ اصفہانی (م ۴۳۰ھ)

چوتھا دور

یہ دور چھٹی اور ساتویں صدی ہجری پر محیط ہے۔ اس دور میں تصوف میں مابعد الطبیعاتی مسائل اور فلسفیانہ مباحث داخل ہوئے۔ حقائق تصوف پر بحث وتمحیص کا آغاز ہوا اور تصوف میں بعض اور غیر اسلامی نظریات شامل ہونا شروع ہو گئے۔ نظریہ وحدت الوجود (ہمہ اوست) اسی دور کی پیداوار ہے۔ اس دور میں تصوف مختلف ممالک میں پھیل گیا۔ خصوصاً ایران میں تصوف کی خوب شہرت ہوئی۔ اس دور میں بے شمار صوفی شعراء پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنے اشعار میں تصوف کے نئے نئے مضامین موثر طریقے سے بیان کئے۔ فارسی زبان میں سب سے پہلے صوفیانہ خیالات سلطان ابوسعید ابوالخیر نے ادا کئے۔ ان کے بعد حکیم سنائی (م ۵۲۵ھ) اوحد الدین کرمانی (م ۵۳۶ھ)، فریدالدین عطار، حافظ شیرازی، مولانا روم، مغربی سحابی وغیرہ نے صوفیانہ نظریات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔

اس دور میں حسب ذیل کتب تصنیف ہوئیں۔

۱) احیاء العلوم (عربی) از ابو محمد بن محمد غزالی (م ۵۰۵ھ)
۲) فتوح الغیب از شیخ عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ)
۳) غنیۃ الطالبین ایضاً
۴) تذکرۃ الاولیاء از شیخ فریدالدین عطار (م ۶۲۰ھ)
۵) عوارف المعارف از شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ)

برصغیر پاک وہند میں تصوف کا ارتقاء

برصغیر پاک وہند میں اسلامی حکومت

برصغیر میں پہلی صدی ہجری کے آخر یعنی ۹۰۳ھ (۷۱۱ء) میں محمد بن قاسم نے برصغیر میں صوبہ سندھ فتح کیا اور یہاں مسلمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔

پھر سلطان محمود غزنوی ۱۰۰۰ء سے لیکر ۱۰۲۶ء تک ہندوستان پر تقریباً سترہ حملے کئے اور مختلف علاقے فتح کرنے کے بعد ۱۰۲۲ء میں لاہور کو مستقل طور پر اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ تعلیمات تصوف بھی جاری رہیں۔ صوفی بزرگان کو اگر چند ایک احادیث ازبر ہوتیں تو ان کی ترویج کرتے کچھ اپنے پاس سے ملا کر اذکار ورغبت دین کیلئے وظائف کی تعلیم دیتے۔ یوں جہاں حدیثی متاع کو فروغ ملا وہاں لوگوں میں ذکر و وجدان کے رجحانات بھی پھیلے۔ اسلامی تصوف میں ہندی، یونانی، بدعی تصوف فروغ پانے لگا۔ لوگوں تک حدیثی متاع کے تراجم کی عدم

Marfat.com

ترسیل اور بزرگان کا ترغیب کیلئے جدید تصوف سے روشناس کرانے کے ساتھ ساتھ نیم اسلامی تصوف فروغ وارتقاء پاتا رہا۔

ذیل میں ہم مختلف ادوار کے اعتبار سے برصغیر میں صوفیائے کرام اور تعلیمات تصوف کا تذکرہ کرنے جارہے ہیں۔

غزنوی دور میں تصوف

ہمیں برصغیر پاک و ہند میں جس سب سے پہلے صوفی بزرگ کی آمد کا پتہ چلتا ہے وہ علی ہجویری کی ذات گرامی ہے۔ آپ کے دور حیات سے متعلق ہے کہ وہ غزنوی کے رہنے والے تھے۔ وہ اپنے مرشد کے حکم سے برصغیر میں تبلیغ دین کے لئے وارد ہوئے اور لاہور مستقل ٹھہرے۔ آپ کی تعلیم سے یہاں کے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ علی ہجویری صاحب تصنیف، ولی کامل، شیخ طریقت تھے۔

صوفیائے ہند کے لئے ان کے عمل وفکر، رہبری و رہنمائی کا متاع ہیں۔ کشف المحجوب، اسرار الخرق و المونات، کتاب فنا و بقا، کتاب در شرح کلام شیخ حسین بن منصور حلاج، کتاب کشف الاسرار وغیرہ میں صوفیانہ تعلیمات کا وسیع ذخیرہ ملتا ہے۔ یہ تصوف کا انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ کشف المحجوب میں توحید، معرفت، نفس، حال، مقام، مکاشفہ وغیرہ کی وضاحت بھی ملتی ہے۔

علم تصوف کی وضاحت کے لئے انہوں نے بے شمار اصطلاحات سے کام لیا ہے۔ کتاب میں آداب و اخلاق کے موضوعات کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ آپ کے نزدیک تصوف دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے منازل طریقت طے کرنے کا نام ہے۔ آپ نے کسی غیر اسلامی تصوف کو اپنی کتاب میں کوئی جگہ نہیں دی۔

خاندان غوری کے عہد میں تصوف

غوری خاندان کے عہد میں خواجہ معین الدین چشتی ہندوستان میں تشریف لائے۔ آئین اکبری کے مطابق آپ ۵۳۷ھ (۱۱۴۲ء) میں سجز (سجستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات ۶۳۳ میں ہوئی۔ آپ شیخ عثمانی ہارونی کے ہاتھ بیعت ہوئے تھے۔ جو سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ غزنی سے لاہور پہنچے اور یہاں علی ہجویری کے مزار پر کچھ عرصہ معتکف رہنے کے بعد دہلی اور پھر دہلی سے .... چلے آئے۔

(اسلامی اخلاق تصوف)

آپ کی کتاب ''انیس الارواح'' تصوف کی ضخیم کتاب شمار ہوتی ہے۔ آپ کے بعض ملفوظات سے پتہ چلتا ہیکہ اآپ بڑے صاحب دل، وسیع المشرب اور نہایت [illegible] انسان تھے۔ آپ اپنے مریدوں کو تعلیم دیتے تھے کہ وہ اپنے اندر دریا کی سی فیاضی، سورج جیسی گرم جوشی، زمین جیسی مہمان نوازی پیدا کریں۔

(اسلامی انسائیکلو پیڈیا)

معین الدین چشتی کے نزدیک مراتب سلوک میں اہل طریقت کے لئے دس شرائط لازم و ملزوم ہیں

۱) طلب حق ۲) طلب مرشد
۳) ادب ۴) رضا

Marfat.com

۵) محبت وترک فضول ۶) تقوٰی
۷) استقامت شریعت ۸) کم کھانا اور کم سونا
۹) لوگوں سے کنارہ کشی کرنا ۱۰) صوم وصلوٰۃ کا پابند ہونا۔

خاندان غلاماں کے عہد میں تصوف

ناصر الدین محمود خاندان غلاماں کا ایک درویش صفت بادشاہ تھا۔ بعد ازاں غیاث الدین بلن تخت نشین ہوا جو بڑا صوفی منش انسان تھا۔ شیخ سعدی، امیر خسرو سے اس کا خاص تعلق تھا۔ بلبن کے عہد حکومت میں مشہور صوفی اور عالم دین شیخ نجم الدین قطب عالم، شیخ صدر الدین، شیخ بدر الدین عارف غزنوی خلیفہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ موجود تھے۔ (تاریخ اسلام)

قطب الدین بختیار کاکی کے مریدین میں سے شیخ فرید الدین گنج بخش کا اسم گرامی نہایت معتبر ہے۔ آپ کے ملفوظات ''راحت القلوب'' اور ''اسرار الاولیا'' میں محفوظ ہیں۔

خاندان خلجی کے عہد میں تصوف

اس عہد کے جانشین علاؤ الدین خلجی اسلامی تصوف کا بڑا دلدادہ تھا۔ اور اس عہد میں فرید الدین گنج شکر کے مرید معتقد نظام الدین اولیاء پیدا ہوئے (۶۳۴ھ)

آپ سے متعدد پر حکم اقوال وکرامات کا ظہور ہوا۔ آپ کی مجالس میں قرآن وحدیث کے ضمضمے بلند ہوتے تھے۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات ''فوائد الفواد'' کے نام سے خواجہ امیر حسن دہلوی نے مرتب کیے۔ اس میں تصوف کے رموز بیان کیے گئے ہیں۔ براں بریں خواجہ امیر خسرو نے ''افضل الفوائد'' کے نام سے ملفوظات مرتب کیے۔ امیر خسرو نے صوفیانہ نظریات کو اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس عہد میں مندرجہ ذیل کتب تصنیف ہوئیں جن کا تعلق تصوف سے ہے۔

۱) نزہت الارواح از امیر حسینی مرید بہاؤ الدین زکریا ملتانی
۲) زاد المسافین میر حسینی
۳) کنز الرموز میر حسینی

دور تغلق میں تصوف

اس خاندان کا بانی سلطان غیاث الدین علم دوست تھا۔ فلسفہ وتصوف کا ماہر تھا۔ پھر فیروز شاہ تغلق بھی سلاطین میں اپنی صوفیانہ افکار کی وجہ سے پذیرائی کا حامل ٹھہرا۔ اس عہد میں قرآن وحدیث کے علاوہ اسلامی فقہ کے وجود سے اسلامی تصوف پر بھی اثرات مرتب ہوئے۔

سلطان محمد تغلق کے عہد میں جلال الدین بخاری مخدم جہانیاں جہاں گشت کو شیخ الاسلام کا مذہب پیش کیا گیا۔ اور آپ نے رفاہ خلق اور آسودگی عوام کی خاطر قبول فرمایا۔ آپ نے متعدد کتب تحریر کیں۔ آپ نے رسالہ مکیہ لکھا۔ جس میں تصوف کے رموز قلمبند ہیں۔

مزید دور تغلق ہی میں شیخ محمد حسینی المعروف سید محمد بندہ نواز گیسو دراز نے تصوف کے موضوع پر کتب تحریر کیں۔ آپ کی تصانیف کے نام یوں ہیں۔

Marfat.com

۱) معراج العاشقین

یہ اردو (دکنی) زبان میں تصوف پر پہلی کتاب ہے اس میں فلسفہ وحکمت کی توجیہہ وتصریح تصوف کے رموز واسرار کے ساتھ کی گئی ہے۔

۲) شرح آداب المریدین

۳) معارف شرح معارف

یہ شہاب الدین سہروردی کی عوارف المعارف کا فارسی ترجمہ ہے۔ جو بندہ نواز گیسودراز نے کیا۔

۴) اسماء الاسرار

از بندہ نواز گیسودراز۔

۵) سیر الاولیاء

اس میں قرآن وسنت کے ذریعے تصوف کے عقدے وا کیئے گئے ہیں ۔ یہ نظام الدین اولیاء کی تصنیف ہے۔

خاندان سادات میں تصوف

یہ اسلامی تصوف کا دلدادہ تھا۔ گو کہ اس کے ابتدائی عہد میں علوم وفنون کو فروغ حاصل نہ ہوسکا مگر بعد میں اسلامی روایات پر خاص توجہ دی گئی۔ اور خطاط اسلامی پر استوار تصوف کو پذیرائی ملی ۔ یہ ۸۱۷ھ تا ۸۵۵ھ کا عہد ہے۔

خاندان لودہی میں تصوف

یہ عہد ایسے تصوف کی بنا بنا جو بعد میں خانقاہی نظام تصوف کا پیش خیمہ ثابت ہوا مگر بعض افراد نے اس کو اسلامی نصوص پر قائم کیا۔

عہد مغلیہ میں تصوف

بچپن ہی سے اکبر کی تربیت اسلامی صوفیانہ ماحول میں ہوئی اکبر نماز پنجگانہ کا پابند تھا۔ محل کی مسجد میں اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتا تھا اور اذان کہنے کا بڑا شائق تھا۔

اکبر نے ۱۵۸۱ء میں ایک الگ حلقہ ارادت ''توحید الٰہی'' کے نام سے قائم کیا۔ اس کی توحید حلول، سے مشتق ہے۔ اکبر کے اس نئے سلسلے کا پہلا عقیدہ یہ تھا کہ اکبر اس دنیا میں خدا کا نائب ہے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت لازم ہے۔ روحانی پیشوا کی حیثیت سے اکبر کے احکام، خیالات، نظریات اور حکومت کی مخالفت کرنا دین سے خارج ہونے کے یکسر ہے۔ جبراً لوگوں سے بیعت کروانا، لوگوں کو تمغہ دیتا جس پر اللہ اکبر لکھا ہوتا۔ اس مذہب کو ماننے والا شخص اگر سلام کرنا چاہتا تو وہ اللہ اکبر کہتا اور دوسرا شخص جل جلالہ کہتا۔ اکبر اولیاء کا معتقد تھا۔ مگر غلط عقائد کی وجہ سے اسلام سے دور ہوتا گیا۔

مغلیہ دور کے جلیل القدر صوفیاء میں شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی قابل ذکر ہیں ۔ جنہوں نے کفرو بدعت کے استحصال کے لئے شبانہ روز محنت کی اور اس تصوف کو جو بدعت وملحدانہ شکل اختیار کر چکا تھا۔ نوک پلک سنواری اور اس کے خلاف جہاد کیا۔ اسلامی روایات کے احیاء کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

برابریں صوفیاء شعراء نے بھی اس عہد میں درویشانہ سخن وردی اختیار کر کے تصوف کو نئی جہتوں سے

Marfat.com

متعارف کروایا۔

مغلیہ عہد میں تصوف پر بے شمار کتب تصنیف ہوئیں۔ جن میں چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

۱)	تذکرۃ الصوفیہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۲)	شرح فتوح الغیب	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۳)	مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی
۴)	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ
۵)	حجۃ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۶)	انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ
۷)	الطاف قدس	شاہ ولی اللہ
۸)	لمعات	شاہ ولی اللہ
۹)	سطعات	شاہ ولی اللہ
۱۰)	القول الجمیل	شاہ ولی اللہ
۱۱)	محک الفقراء	سلطان باہو

Marfat.com

اسلامی تصوف کے ماخذ و مصادر

۱) کتاب وسنت
۲) فقر
۳) کشف وکرامات
۴) معرفت
۵) نفس
۶) باطن
۷) اذکار
۸) بیعت
۹) فنافی اللہ (وجد)
۱۰) اولیاء اللہ
۱۱) روحانیت
۱۲) قرب الٰہی
۱۳) ابتلاو آزمائش
۱۴) مجاہدہ 137

Marfat.com

اسلامی تصوف اور کتاب و سنت

حدیث مبارکہ میں ہے

بہترین (کتاب) کلام اللہ کی کتاب اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے۔ (اخرجہ مسلم / عن جابر رضی اللہ عنہ)

میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان پر عمل کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ عزوجل کی کتاب اور دوسری میری سنت۔ (مستدرک حاکم / عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

قرآن میں ہے

وان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه ولا تتبعو السبل فتفرق بکم عن سبیله ۔(الانعام۔ ۱۵۳)

ترجمہ: یہ میرا سیدھا راستہ (قرآن وحدیث) ہے۔ پس تم اس کی پیروی کرو دوسرے گمراہ راستوں کی پیروی نہ کرو۔ اگر تم دوسرے راستوں پر چلو گے تو شیطان تم کو سیدھے راستے سے جدا کر دے گا۔

ایک حدیث میں فرمایا!

جو شخص میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ میرے طریقے پر نہیں۔ (صحیح بخاری)

ایک حدیث میں

جس قوم نے دین میں کوئی نئی بات (بدعت) پیدا کی وہ اسی درجہ کی سنت سے محروم ہوگئی۔ پس سنت پر سختی سے عمل پیرا ہونا بہتر ہے۔ بدعت پیدا کرنے سے۔

(مسند احمد / عن غضیف بن حارث)

ایک اور جگہ ارشاد نبوی

اگر تم نے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ بلکہ کافر ہو جاؤ گے۔

(صحیح مسلم / عن عبداللہ بن مسعود)

خلاف سنت عمل، دوزخ کا سبب ہے۔

اللہ عزوجل فرماتے ہیں

عاملة ناصبة o تصلیٰ نارًا حامیةً ۔ (سورۂ غاشیہ)

ترجمہ: عمل کرنے والے محنت کرنے والے تھکے۔ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

ایک حدیث میں فرمایا! رسول اللہ ﷺ کا نافرمان جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ہر شخص میری امت سے جنت میں داخل ہوگا مگر وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس نے انکار کیا۔ آپ سے پوچھا گیا کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی۔ فرمایا! جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (صحیح بخاری۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ / عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

بدعتی کے لئے وعید

جس شخص نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تھی پس وہ مردود ہے۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ / عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

ابوسلیمان دارانی کا قول ہی ''صوفیوں کا کوئی نکتہ میرے سامنے آتا ہے تو میں اسے اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک دو شاہد عدل یعنی کتاب وسنت سے اس کی تصدیق حاصل نہیں کر لیتا''۔ نیز انہیں کا قول ہے ''اگر کسی کے دل میں کوئی بھلائی آئے تو اس وقت تک اس پر عمل نہ کرے جب تک کسی حدیث سے اس کی تصدیق نہ کر لے اگر ایسی کوئی حدیث مل جائے تو نور علیٰ نور ہے''۔

سہل بن عبداللہ تستری کا قول ہے ''جس حال اور وجد کی تصدیق کتاب وسنت سے حاصل نہ ہو وہ باطل ہے اور کہا جو کام تقلید میں کیا جاتا ہے نفس پر عذاب بن جاتا ہے اور جو فعل تقلید کی راہ سے نہیں کیا جاتا نفس کو مسرت بخشتا ہے۔

ابوعثمان نیشاپوری کا قول ہے جس نے قول وفعل پر سنت کو حکم بنایا اس کا قول حکیمانہ ہوگا اور جس نے خواہشات کو حاکم بنایا اس کی بات بدعت ہوگی۔

(السماع والرقص ص ۳۱۳)

عبدالقادر جیلانی کا فرمان

پس عقیدہ وعمل کی ہر آفت سے سلامتی کتاب وسنت کے اتباع سے وابستہ ہے۔ یاد رہے نبی ﷺ کے علاوہ قیامت تک ہمارے لئے کوئی اور نبی نہیں ہے۔ جس کا ہم اتباع کریں اور قرآن کے علاوہ ہمارے لئے کوئی اور آسمانی والہامی کتاب نہیں ہے۔ جس کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ بنا بریں میں تمام مسلمانوں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اپنے عقائد واعمال کی صحت وقبولیت کے لئے صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا اتباع کریں ورنہ وہ تباہ وبرباد ہو جائیں گے۔ ان دونوں سے انحراف شیطان کی اطاعت میں آتا ہے۔ جو تجھے اللہ عزوجل کے راستہ سے گمراہ کر دے گی۔

(فتوح الغیب مقالہ نمبر ۳۶ ص ۱۰۲)

مولانا حالی

اسلامی تصوف قرآن وسنت پر عمل کا نام ہے۔ (لوائح)

شیخ ابوالحسن احمد دارمی : اتباع سنت سے باہر ہو کر کوئی عمل بھی کیا جائے باطل ہوگا۔ (رسالہ تصوف اسلام)

ابوالقاسم قشیری

جو شخص کلام الٰہی کا حافظ اور احادیث رسول ﷺ کا عالم نہیں اس کی تقلید طریقت کے باب میں درست نہیں اس لئے کہ ہمارے اس سارے علم (تصوف) کا ماخذ قرآن وحدیث ہیں۔ (رسالۃ القشیریہ ص ۱۹)

شیخ شہاب الدین سہروردی

اس (تصوف) میں جو کچھ بیان ہوگا وہ قرآن وحدیث ہی سے مستنبط ہوگا۔ (عوارف المعارف)

نظام الدین اولیاء

ان کی مجلسوں میں اتفاق اور کبھی کبھی نہیں بلکہ بار بار اور کثرت سے جن چیزوں کا ذکر ملتا ہے وہ نماز، روزہ ہیں اور نوافل وسنن اور قرآن اور تراویح اور پھر احترام شریعت اور اتباع سنت کی تاکیدیں۔ (فوائد الفواد)

Marfat.com

اسلامی تصوف اور فقر

فقر سے مراد امارت و دنیا کی بے طلبی اور ایسی زندگی پر اکتفا کرنا جس کا مدار زہد و فاقہ پر ہو۔ فقر انسان کے اندر شعور و ادراک اور اپنی رسائی وحیثیت سے آشنا رکھتا ہے۔ قرآن میں لفظ فقر اور اس کے اشتقاق کا مختلف مقامات پر استعمال آیا ہے۔

شیطان فقر سے انسان کو بہکاتا ہے۔

الشیطٰن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشآء۔ (البقرۃ ۲۶۸)

ترجمہ: شیطان خوف دیتا ہے تم کو تنگدستی کا اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے۔

یعنی شیطان انسان کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے کہ اختیار کرنے کی بجائے برائی کے ذریعے اس سے نجات حاصل کر براں بریں شیطان انسان کو کہتا ہے کہ خرچ نہ کرو کہیں مال ختم نہ ہو اور تم پر فقر و فاقہ آ جائے۔

فقر اللہ کیلئے ہے۔

یا ایھاالناس انتم الفقرآء الی اللہ ۔ (فاطر ۳۵)

ترجمہ: اے لوگو تم ہو صاحب فقر صرف اللہ کی طرف ہی۔

دوسری ایک اور آیت میں۔

واللہ الغنی وانتم الفقرآء ۔ (محمد ۴۷)

اور اللہ غنی ہے اور تم لوگ فقراء ہو۔

صوفیا کی خصوصیات اور انفرادیت میں یہ شامل ہے۔ کہ وہ فرائض کی ادائیگی اور محارم سے اجتناب کے علاوہ ہر چیز کو ترک اور ہر چیز سے تعلق قطع کرتے ہیں جو ان کے اور ان کے مطلوب و مقصود کے مابین ہو۔ (فلسفہ تصوف ص ۴۴)

فقر آزمائش کا نام ہے۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرٰت. (البقرۃ ۱۵۵)

ترجمہ: اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوروں کے اور ثمرات کے۔

فقر اور قرآنی تمثیل

اعملو انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراۃ مصفرا ثم یکون حطاما و فی الاخرۃ عذاب شدید و مغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیوۃ الدنیاالامتاع الغرور ۔ (الحدید)

ترجمہ: یہ بات (اچھی طرح) جان لو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل تماشا اور زیب و زینت اور باہمی تفاخر اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھنے کی طلب ہے۔ اس کی مثال اس بارش کی ہے جس سے کھیتی اُگتی ہے تو کسان کو بھلی لگتی ہے پھر وہ زوروں پر آتی ہے اور پھر تم اسے زرد دیکھتے ہو۔ بالآخر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ آخرت کا عذاب بڑا شدید ہے اور مغفرت اور خوشنودی رب ہے۔ اور دنیاوی زندگی تو محض سامان فریب

Marfat.com

ایک حدیث میں فقر کے بارے نبوی حکم

ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا! دیکھ کیا کہتا ہے۔ انہوں نے پھر یہی کہا کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر یہی ارشاد فرمایا۔ جب تین مرتبہ یہ سوال و جواب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو فقر اوڑھنے بچھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس لئے کہ مجھ سے محبت رکھنے ولوں کی طرف فقر ایسے دوڑتا ہے جیسا کہ پانی کی رو نچان کی طرف دوڑتی ہے۔

(جامع ترمذی جلد۲۔ باب فضیلت فقر میں)

دوسری حدیث میں فقر کی اہمیت

نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر تھے کہ ایک شخص سامنے سے گزرا۔ نبی ﷺ نے دریافت کیا کہ تم لوگوں کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ شریف لوگوں میں ہے۔ واللہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیام دے دے تو قبول کیا جائے کسی کی سفارش کر دے تو مانی جائے۔ نبی ﷺ سن کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک اور صاحب سامنے سے گزرے رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق بھی سوال کیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک مسلمان فقیر ہے۔ کہیں منگنی کرے تو بیاہا نہ جائے کہیں سفارش کرے تو قبول نہ ہو، بات کرے تو کوئی متوجہ نہ ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس پہلے جیسوں سے اگر ساری دنیا بھر جائے تو ان سب سے یہ شخص بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجہ ۳۔ ص ۵۱۶)

ایک اور حدیث میں مومن اور فقر کا تعلق

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مشکوٰۃ/ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے رب نے مجھ پر یہ پیش کیا کہ میرے لئے مکہ کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دیا جائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ مجھے تو یہ پسند ہے کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں تو دوسرے دن بھوکا رہوں تا کہ جب بھوکا ہوں تو تیری طرف زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب پیٹ بھروں تو تیرا شکر کروں تیری تعریف کروں۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے فقر و زھد کی زندہ تمثیل

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ گھر کا کل سامان یہ تھا۔ تین چمڑے بغیر دباغت دیئے ہوئے اور ایک مٹھی جو ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا تو اس کے سوا کچھ نہ ملا۔ میں دیکھ کر رو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کیوں رو رہے ہو؟ (اے عمر رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہ روؤں کہ یہ بوریئے کے نشانات آپ کے بدن پر پڑ رہے ہیں اور گھر کی کل کائنات یہ ہے جو میرے سامنے ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ آپ کی امت پر بھی وسعت ہو یہ روم ار فارس بے دین ہونے کے باوجود کہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ان پر تو یہ وسعت، یہ قیصر و کسریٰ تو باغوں اور نہروں کے درمیان ہوں اور آپ اللہ کے رسول ﷺ اور اس کے خاص بندہ ہو کر یہ حالت۔ نبی ﷺ تکیہ لگائے ہوئے لیٹے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر بیٹھ گئے اور فرمایا! کہ عمر رضی اللہ عنہ کیا اب تک اس بات کے اندر شک میں پڑے ہوئے ہو

Marfat.com

۔سنو، آخرت کی وسعت دنیا کی وسعت سے بہت بہتر ہے۔ان کفار کو طیبات اور اچھی چیزیں دنیا میں مل گئیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے استغفار فرمائیں کہ واقعی میں نے غلطی کی۔(فتح)

اور اس حدیث میں فقر کی حالت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک بار رکتان کے کپڑے میں ناک صاف کر کے فرمانے لگے کیا کہنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آج کتان کے کپڑے میں ناک صاف کرتا ہے۔حالانکہ مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حجرہ کے درمیان بے ہوش پڑا ہوا ہوتا تھا اور لوگ مجنوں سمجھ کر پاؤں سے گردن دباتے تھے حالانکہ مجنوں نہیں تھا بلکہ بھوک تھی۔(فتح۔از تبلیغی نصاب)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فقر و بھوک میں مسئلہ دریافت کرنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ اس وقت ہماری حالتیں دیکھتے کہ ہم میں سے بعضوں کو کوئی وقت تک اتنا کھانا نہیں ملتا تھا جس سے کمر سیدھی ہو سکے۔میں بھوک کی وجہ سے جگر کو زمین سے چپٹا دیتا اور کبھی پیٹ کے بل پڑا رہتا تھا۔اور اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ایک مرتبہ میں راستہ میں بیٹھ گیا جہاں کو ان حضرات کا راستہ تھا۔اول ابو بکر رضی اللہ عنہ گزرے میں نے ان سے کوئی بات پوچھنا شروع کر دی خیال تھا کہ یہ بات کرتے ہوئے گھر تک لے جائیں گے اور پھر عادت شریفہ کے موافق جو موجود ہوگا اس میں تواضع ہی فرمائیں گے۔مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ان کے ہمراہ بھی یہی صورت پیش آئی۔پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میری حالت اور غرض سمجھ گئے اور ارشاد فرمایا! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ آؤ۔میں ساتھ ہولیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے میں ساتھ اندر حاضری کی اجازت لے کر حاضر ہوا گھر میں ایک پیالہ دودھ کا رکھا تھا۔جو خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔دریافت فرمایا کہ کہاں سے آیا ہے۔عرض کیا فلاں جگہ سے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ میں آیا ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جاؤ اہل صفہ کو بلا لاؤ۔اہل صفہ اسلام کے مہمان شمار ہوتے تھے۔یہ وہ لوگ تھے جن کے نہ گھر تھا نہ در، نہ ٹھکانہ، نہ کھانے کا کوئی مستقل انتظام۔ان کی مقدار کم و بیش ہوتی رہتی۔مگر اس قصہ کے وقت ستر (70) تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہیں سے صدقہ ملتا تو ان لوگوں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں شرکت نہ فرماتے اور کہیں سے ہدیہ آتا تو ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس میں شرکت فرماتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلانے کا حکم دیا۔مجھے گراں تو ہو کہ اس دودھ کی مقدار ہی کیا ہے۔جس پر سب کو بلا لاؤں۔سب کا کیا بھلا ہوگا۔ایک آدمی کو بھی بمشکل کافی ہوگا اور پھر بلانے کے بعد مجھ ہی کو پلانے کا حکم ہوگا۔اس لئے نمبر بھی اخیر میں آئے گا۔جس میں بچے گا بھی نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر چارہ ہی کا یا تھا۔میں گیا اور سب کو بلا لایا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! کہ لے ان کو پلا۔میں ایک شخص کے پیالہ حوالہ کرتا اور وہ خوب سیر ہو کر پیتا اور پیالہ مجھے واپس دیتا اسی طرح سب کو پلایا اور سب سیر ہو گئے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ دست مبارک میں لے کر مجھے دیکھا اور تبسم فرمایا۔پھر فرمایا! کہ بس اب تو میں اور تو ہی باقی ہیں۔میں نے عرض کی کہ بیشک۔فرمایا کہ لے پی۔جس نے پیا ارشاد فرمایا۔اور پی میں نے پیا اور بالآخر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں پی سکتا۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کا بچا ہوا خود نوش فرمایا۔ (یہ فقر کی حالت تھی)

Marfat.com

دیگر احادیث

٭ اللہ پاک دامن فقیر سے محبت رکھتا ہے۔

٭ بے شک تم میں مسکین اور فقیر اور ضعیف ہے۔ سب بروز قیامت اکٹھے کئے جائیں گے۔ (مسند احمد)

٭ اور کہے گی جنت نہ داخل ہوں مجھ میں مگر فقراء۔ (مسند احمد)

٭ فقراء مسلمان انبیاء سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (مسند احمد)

٭ پہلی خلقت الٰہی جو جنت میں داخل ہو گی وہ فقراء اور مہاجرین کی ہو گی۔ (مسند احمد)

٭ جنت میں فقراء اغنیاء سے پہلے داخل ہوں گے۔ (ابوداؤد)

٭ تحقیق اصحاب صفہ فقرا لوگوں میں شمار تھا۔ (صحیح بخاری۔ مسند احمد)

٭ مہاجر فقراء کیلئے بشارت ہو گی جنہوں نے اپنے وجود کو مخفی رکھا۔ (ابوداؤد)

٭ پس فقراء کی صحبت اختیار کرو۔ (ترمذی کتاب اللباس)

٭ یہ فقرا مسلمان ہیں اور یہ بہتر ہیں۔ (اغنیاء سے)

٭ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ''میں نے جنت میں جھانکا تو وہاں کے لوگ اکثر وہ تھے جو فقیر ہیں۔ (دنیا میں) اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو وہاں اکثر عورتیں تھیں۔ (صحیح مسلم جلد ۴۔ کتاب الذکر والدعا)

٭ فقرا مہاجرین داخل ہوں گے جنت میں اغنیاء سے پانسو برس پیشتر۔ (ترمذی)

٭ فقراء جنت میں پانچ سو برس پیشتر اغنیاء سے کہ وہ آدھا دن ہے۔ قیامت کا۔ (ترمذی ۲ ص ۳۵)

٭ فقراء مسلمین جنت میں ہوں گے۔ ان کے اغنیاء سے چالیس برس پیشتر۔ (ترمذی ۲ ص ۳۶)

٭ فقراء مسلمین جنت میں اغنیاء سے آدھا دن پیشتر اور وہ پانچ سو برس ہے۔ (ترمزی و ص ۳۷)

فقر اور حالت نبی:

٭ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مسروق آئے۔ سو منگوایا مسروق سے کھانا اور فرمایا! میں سیر نہیں ہوتی ہوں کسی کھانے سے کہ پھر رونا چاہوں پھر روتی ہوں کہا مسروق نے میں نے عرض کی کیوں فرمایا! انہوں نے۔ یاد کرتی ہوں میں اس حال کو کہ چھوڑا اس پر رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو قسم ہے اللہ عزوجل کی نہ سیر ہوئے آپ روٹی اور گوشت دوبار ایک دن میں۔ (ترمذی ص ۳۷)

٭ رسول اللہ ﷺ نے خوان پر کھانا رکھ کر اور نہ کھائی روٹی باریک یعنی چپاتی یہاں تک کہ وفات پائی۔ (ترمذی و ص ۳۸)

٭ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا بیان کیا ہم سے رسول اللہ ﷺ سے حال بھوک کا اور اٹھایا ہم نے کپڑا اپنے پیٹوں سے کہ ایک ایک پتھر بندھا تھا۔ ان پر سو اٹھایا آپ نے اپنے شکم سے کپڑا کہ دو پتھر بندھے تھے۔ آپ کے پیٹ پر۔ (ترمذی و ص ۴۵)

فقر اور کوشش:

Marfat.com

۞(حوض کوثر پر) پہلے جولوگ آئیں گے فقراء مہاجرین ہوں گے گرد آلود سران کے میلے کچیلے کپڑے نکاح نہیں کرتے ناز پروردہ عورتوں سے اور نہیں کھولے جاتے ان کے لئے دروازے۔ (ترمذی جلد دوم ۔ص ۸۱)

فقر اور صبر:

۞ بے شک اللہ عزوجل دوست رکھتا یہ محتاج مومن کو جو عیال دار ہو کر سوال سے باز رکھتا ہے۔ اور فقر و فاقہ پر صبر کرتا ہے۔ اکثر اہل اللہ عزوجل ایسے لوگوں میں ہوتے ہیں۔ نہ بھیک مانگنے والوں میں عیال داری کے ساتھ کم معاشی اور پھر قناعت اور صبر یہی فضیلت کیا کم ہے۔ (سنن ابن ماجہ ۳ ص ۵۱۷)

۞ جعفر بن ابی طالب (علی رضی اللہ عنہ کے بھائی) فقراء سے محبت رکھتے تھے۔ اور ان کے پاس بیٹھا کرتے ان سے باتیں کرتے ار رسول اللہ ﷺ نے جعفر کی کنیت رکھی تھی۔ ابوالمساکین (یعنی مساکین کا باپ)۔ (چونکہ آپ اکثر فقراء و مساکین کی صحبت میں رہتے تھے)۔ (سنن ابن ماجہ ۳۔ ص ۵۱۹)

فقر اور میانہ روی:

۞ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی کی نگاہ اس شخص پر پڑے جو مال اور جمال میں اپنے سے بڑھ کر ہو تو ان لوگوں کو دیکھے جو ان باتوں میں اس سے کم ہوں۔

(صحیح بخاری ۳ ص ۶۲۴)

۞ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں بڑے عیش و آرام میں تھا۔ اسے دوزخ کی جھلک دکھا کر پوچھا جائے گا کہ اے فرزند آدم۔ کیا تو نے کبھی کوئی خوشی دیکھی اور کیا تجھ پر آسائش و راحت کا کوئی لمحہ گزرا؟ وہ کہے گا مطلق نہیں اور پھر اہل جنت میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سخت مصیبت میں مبتلا تھا۔ اور اسے جنت کی ایک جھلک دکھا کر پوچھا جائے گا۔ اے ابن آدم کیا تو نے کبھی مصیبت دیکھی یا کبھی سختی سے تجھے سابقہ پڑا۔ وہ عرض کرے گا۔ اللہ عزوجل کی قسم نہ مصیبت میرے پاس پھٹکی اور نہ سختی سے میرا سابقہ پڑا۔ (صحیح مسلم)

فقر اور دنیا کی اہمیت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ بازار سے گزر رہے تھے اور صحابہ آپ کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ تو آپ کا گزر بکری کے ایک مردہ بچے کے پاس سے ہوا۔ جس کے دونوں کان چھوٹے چھوٹے تھے۔ آپ ﷺ نے اسے کان پکڑ اٹھایا اور صحابہ سے پوچھا تم میں سے کون اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟ سب نے عرض کیا کہ ہم میں سے تو کوئی بھی کسی قیمت پر اسے لینا پسند نہیں کرتا۔ اور ہم اس (مردہ) کا کیا کریں گے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا مفت لینا کوئی پسند کرے گا؟ سب نے کہا اللہ عزوجل کی قسم یہ اگر زندہ بھی ہوتا تو عیب دار تھا۔ کہ اس کے دونوں کان نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اور اب تو یہ مردہ ہے ہمارے کس کام کا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ عزوجل کی قسم اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا اس سے بھی کہیں زیادہ حقیر ہے جتنا یہ بچہ تمہارے لئے۔ (صحیح مسلم)

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ اللہ عزوجل کے نزدیک

Marfat.com

اگر دنیا کی اہمیت وقدر مچھر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو، اس کی دنیا سے پانی کا ایک گھونٹ بھی میسر نہ آتا۔ (ترمذی)

نبی ﷺ نے فرمایا! جائیدادیں بنانے میں منہمک نہ ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ کہیں دنیا ہی میں پھنس کر رہ جاؤ۔ (ترمذی)

فرمایا! اللہ کی قسم مجھے تمہاری غربت، فقر و فاقہ کا اتنا ڈر نہیں جتنا اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تمھارے لئے بھی اتنی پھیلا دی جائے جتنی تم سے پہلے لوگوں کے لئے وسیع کر دی گئی اور تم بھی دنیا میں اسی طرح نہ پھنس جاؤ جیسے وہ پھنس گئے تھے۔ اور پھر انہیں کی طرح تم بھی ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ۔ (صحیحین)

فرمایا! میں ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی زیب و آرائش کا دروازہ نہ کھل جائے۔ (صحیحین)

متصل فقر اور دنیا کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرا تو دنیا سے تعلق بس اسی سوار جتنا ہے کہ گھڑی دو گھڑی درخت کے سایہ میں رکا اور پھر درخت کو جوں کا توں چھوڑ کر اپنی راہ چل دیا۔ (ترمذی)

دنیا مومن کے لئے بمنزلہ قید خانہ ہے تو کافر کے لئے جنت۔ (صحیح مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا خود بھی پھٹکاری ہوئی ہے اور اس کے اندر جو چیز ہے وہ بھی پھٹکاری ہوئی ہے۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کا طلب فقر

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس احد کے برابر سونا ہو تو میں یہ پسند کروں گا کہ تین دن کے بعد اس میں سے میرے پاس کچھ بھی باقی نہ بچے۔ بجز اس کے جو کسی قرض کی ادائیگی کے لئے میں رکھ لوں۔ (صحیحین)

صحابہ کی فقرانہ کیفیت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ رضوان اللہ اجمعین میں سے ستر ایسے اصحاب کو دیکھا ہے جن کو پورا لباس بھی میسر نہ تھا۔ کسی کے پاس صرف اوڑھنے کی چادر ہوتی تو کسی کے پاس تہمند اور وہ ان کو اپنے گلے میں باندھ لیتے تھے۔ جو کسی کے تو نصف پنڈلی تک وہ چادر آتی اور کسی کے ٹخنوں تک اور سامنے سے وہ اسے ہاتھ سے تھامے رہتے تھے۔ کہ کہیں ستر نہ کھل جائے۔ (بخاری)

فقر کی تمثیل

ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ شام نصیب ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو اور صبح مل جائے تو شام کے منتظر نہ رہو۔ (بخاری)

فقر، باعث عزت وقدر

ابو عباس سہل بن سعید ساعدی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے میں کرلوں تو اللہ عزوجل بھی مجھ سے محبت فرمائیں۔ اور اللہ کے بندے بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! دنیا کی طرف رغبت نہ کرو۔ اللہ عزوجل تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس جو چیز ہے اس سے بے طمع ہو جاؤ لوگ تم کو چاہنے لگیں گے۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے فقر کی حالت

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی دولت مندی اور فارغ البالی کے ذکر کے دوران فرمایا! کہ رسول اللہ ﷺ کی آنتیں دن بھر پیچیدہ رہتی تھیں اور ردی کھجور بھی پیٹ بھرنے کو نہ ملتی تھی۔ (صحیح مسلم)

فقر اور مال کی حقیقت

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سورۃ التکاثر کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! آدمی کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ مگر اے ابن آدم تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا۔ یا پہن کر پھاڑ ڈالا یا اللہ کی راہ میں خرچ کر کے آخرت کے لئے ذخیرہ بنا لیا۔ (صحیح مسلم) حدیث جس میں فقراء کی عظمت واحترام کا بیان فرمایا! بدترین کھانا، اس ولیمہ کا کھانا جس میں فقراء کی بجائے صرف مالداروں کو ہی بلایا جائے۔ (مکاشفۃ القلوب) ایک حدیث: پہلے تین جو جنت میں داخل ہوں گے ان میں ایک فقیر ہوگا۔ (مسند احمد)

کبیشر سوہدروی اور فقر

اس طرز تصوف کو حقیقت نہیں کہتے۔
ہو غیرت توحید جس کا فقر آزاد

اقبال اور نظریہ فقر

فقر جنگاہ میں بے ساز و براق آتا ہے
ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہے قلب سلیم
اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے
تازہ ہر عہد میں ہے، قصہ فرعون وکلیم
اب ترا دور بھی آنے کو ہے اے فقر غیور
کھا گئی روح فرنگی کو ہوئے زر وسیم
عشق و مستی نے کیا ضبط نفس مجھ پر حرام
کہ گرہ غنچے کی کھلتی نہیں بے موج نسیم

(ضرب کلیم۔ فقر وملوکیت ۱،۲،۳،۴)

ایک اور جگہ بقول اقبال۔

کچھ اور چیز ہے شاید تیری مسلمانی
تری نگاہ میں ہے ایک فقر و رہبانی
سکوں پرستی راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی
یہ فقر مرد مسلماں نے کھو دیا جب سے
رہی نہ دولت سلمانی و سلیمانی

Marfat.com

(ضرب کلیم ۔ فقر و راہبی ۱،۲،۶)

ایک مقام پر ۔

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ بازی

فقر کے بارے اقبال اقبال کا مزید وضاحتی و منفرد اسلوب ۔

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری
اک فقر سے مٹی میں خاصیت اکسیری
اک فقر ہے شبیری اس فقری میں میری
میراث مسلمانی، سرمایہ شبیری

(بال جبریل ۔ فق ۔ ۱،۲،۳)

اقبال کے ہاں فقر غیور کی رفعت ۔

غیرت ہے طریقت حقیقی
غیرت سے ہے فقر کی غلامی

(ضرب کلیم از اقبال)

اسلامی فقر راہبانہ نہیں، خانقاہی نظام تک محدود نہیں ۔

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں میری
خصومت تھی سلطانی و راہبی میں
کہ وہ سر بلندی ہے یہ سر بزیری

(بال جبریل ۔ دین و سیاست، شعر 1,2)

ایک اور جگہ ۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری (جاوید نامہ نظم نمبر 7)

اقبال کے ہاں فقر مستغنی ہے اور شاہی سے بالا و برتر ہے ۔

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے (بال جبریل)

ایک اور جگہ فقر کے مقام بلند کو اقبال یوں بیان کرتا ہے ۔

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ

Marfat.com

(بال جبریل غزل نمبر ۵۹۔ ش ۱)

اقبال اپنی فقیری پر خوش وہ دلپسند ہے

فقیر راہ کو بخشے گئے اسرار سلطانی
بہا میری نوا کی دولت پرویز ہے ساقی

(بال جبریل غزل ۷۔ ش ۶)

مگر آج تاریخ کے روبرو اقبال فقر سے نامیدی و یاس کا تصور پیش کرتا ہے۔

اب حجرہ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خون دل شیراں ہو جس فقر کی دستاویز (بال جبریل)

فقر صوفیاء کی نظر میں فقر

ترک حفظ اور ترک تصرف کا نام ہے۔ (کشف شرح المحجوب ص ۱۹۵)

فقیر نہ اسباب دنیا کے ہونے سے خود کو غنی محسوس کرتا ہے اور نہ اس کے نہ ہونے سے اپنے آپ کو محتاج سمجھتا ہے۔ مال و اسباب کا ہونا یا نہ ہونا اس کے فقر کیلئے برابر ہے۔ بعض مشائخ فقر کو غنا سے افضل سمجھے ہیں اس کی وجہ یہ کہ کتاب و سنت میں فقر کی فضیلت آئی ہے۔ (شرح کشف المحجوب ص ۱۹۱،۱۸۵)

ابو نصر

فرماتے ہیں کہ فقر شرف والا مقام ہے۔ اللہ نے فقراء کی تعریف کی ہے اور اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فقر شرف والی چادر ہے۔ مرسلین کا لباس، صالحین کی اوڑھنی، متقیوں کا تاج، مومنوں کی زینت، عارفوں کی غنیمت، مریدین کی آواز، اطاعت گزاروں کا قلعہ، گنہگاروں کا قید خانہ، گناہوں کا کفارہ، نیکیوں کو بڑھانے والی، درجات کو بلند کرنے والی، مقصد تک پہنچانے والی۔ (کتاب اللمع فی التصوف۔ ص ۸۸)

بقول جنید بغدادی

صوفیہ کی خاصیت ہے اور انفرادیت یہ ہے کہ وہ فرائض کی ادائیگی اور محارم سے اجتناب کے علاوہ ہر اس لامعنی چیز کو ترک اور ہر اس تعلق کو منقطع کرتے ہیں جو ان کے اور ان کے مطلوب و مقصود کے مابین حائل ہوتا ہے اور ان کا مطلب و مقصود اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا ہے۔ بس وہ اتنی ہی پر اکتفا کرتے ہیں جتنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ (فلسفہ تصوف۔ ص ۴۵،۴۴)

امام جوزی

فقراء پر تلبیس ابلیس پر لکھتے ہیں۔ فقراء کو بھی شیطان نے فریب دیا۔ بعض فقراء ایسے ہیں کہ فقر کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ غنی ہوتے ہیں۔ (تلبیس ابلیس)

امام قشیری

کا قول ہے کہ فقر، اولیاء کا شعار ہے اور اصفیاء کا زیور ہے۔ فقراء اللہ عزوجل کے برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں۔ (تاریخ تصوف)

ذوالنون مصری

سب لوگوں میں سے کفر کے قریب تر وہ ہے جس پر فقر و فاقہ کی حالت ہو اور وہ صبر نہ کرتا ہو۔

Marfat.com

(مکاشفۃ القلوب۔ص ۳۰۳)

ایک آدمی عامر بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ وہ نمک اور سبزی کھا رہے تھے۔ اس سے پوچھا۔ اے اللہ عزوجل کے بندے کیا تو اس قدر دنیا پر خوش ہو گیا؟ انہوں نے کہا کیا میں تمہیں اس سے بدتر نہ بتاؤں؟ کہا ہاں، فرمائیں۔ جو آخرت کے عوض دنیا پر راضی ہو گیا۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۲)

قطب ربانی

سے ارشاد فرمایا! ''اللہ عزوجل اپنے بعض محبوب و برگزیدہ بندوں کو مصائب و شدائد میں اس لئے مبتلا فرماتا ہے۔ تاکہ وہ مخلوقات سے بیزار ہو کر اس کی طرف زیادہ سے زیادہ رجوع کریں۔ (فتوح الغیب ص ۱۳۶)

شیخ عبدالقادر جیلانی

جب ایک شخص زہد و فقر میں پختہ ہو جائے گا تو پھر اسے حقیقی معنوں میں اطمینان حاصل ہوگا۔ (فتح الغیب)

غلط فقر اور اسلامی تردید

فقر اگر بھیک مانگنے اور دوسروں پر انحصار کر کے زندگی گزارنے کا نام ہو تو یا فقر اسلامی ضوابط و قواعد کے متضاد ہو تو یہ جائز نہیں۔ اسلام میں گداگری کی مذمت ہے۔

حدیث میں ہے۔ جو لوگوں سے ہمیشہ سوال کرتا ہے۔ قیامت کے دن اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔ (صحیحین)

تاریخی اعتبار سے

موسیٰ کے زمانے میں بھیک مانگنا ابھی پیشہ نہیں بنا تھا۔ موسوی شریعت میں غریبوں کی مدد کا اچھا انتظام تھا۔ اسیری کے بعد جب شہر آباد ہوئے اور آبادی بڑھی تو بھیک مانگنا بھی ایک پیشہ بن گیا۔ اگرچہ نئے عہد نامہ میں لفظ فقیر شاذ و نادر ہی استعمال ہوا ہے۔ تو بھی بھیک مانگنے والوں کا بار بار ذکر ہوا۔ (قاموس الکتاب ص ۷۰۷)

عام طور پر یہ معذور شخص ہوتے تھے۔ اندھے (متی ۹:۲۷) لنگڑے (اعمال ۳:۱-۱۷) وغیرہ سب سے مشہور فقیر لعزر تھا۔ جو دولت مند کے دروازے پر ڈالا جاتا تھا۔ (لوقا ۱۶:۱۹-۳۱)

غلط فقر سے نجات کے اسلامی ذرائع

حج و عمرہ:

حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو۔ یہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں۔ جس طرح بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کرتی ہے۔ حج مبرور کا بدلہ تو صرف جنت ہی ہے۔ (ترمذی کتاب الحج) (عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

میانہ روی:

جس نے میانہ روی اختیار کی وہ فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔ (معجم صغیر) (عن انس رضی اللہ عنہ)

غرور سے اعراض

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! چار آدمیوں کو دشمن رکھتا ہے۔ ایک تو بیچنے والا قسمیں کھا کر دوسرے مغرور فقیر، تیسرے بوڑھا بدکار، چوتھے حاکم ظالم۔

(نسائی ۲:ص ۱۷۱)

فقر سے پناہ مانگنا :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پناہ مانگو اللہ عزوجل کی فقیری سے اور کمی اور ذلت اور ظلم کرنے یا ظلم ہونے سے۔(نسائی ۳:ص ۵۷۹)

رسول اللہ ﷺ نے فقر کے شر سے پناہ مانگی

اللھم انی اعوذ بك من فتنة النار و عذاب القبر و فتنة القبر و من شر فتنة الغنی و من شر فتنة الفقر و من شر المسیح الدجال .

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ آگ کے فتنہ سے اور امیری کے فتنہ سے اور تفقیری کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے شر سے۔

فقر سے نجات کی مسنون دعائیں

نماز کے بعد کہا کرتے ہیں: اللھم انی اعوذ بك من الكفر والفقر وعذاب القبر . ترجمہ: اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری کفر سے اور فقیری سے اور قبر کے عذاب سے۔

یوں دعا فرماتے

اللھم انی اعوذ بك من فتنة النار ومن عذاب النار واعوذبك من فتنة القبر واعوذبك من عذاب القبر واعوذ بك من فتنة الغنی واعوذبكمن فتنة الفقر واعوذبك من فتنة المسیح الدجال .

ترجمہ: یا اللہ میں دوزخ کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ عزوجل میں قبر کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا اللہ عزوجل میں مالداری کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور فقر کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (صحیح بخاری ۳۔ص ۵۷۹)

Marfat.com

اسلامی تصوف اور کشف و کرامات

کشف

کے لفظی معنی ہیں کھولنا، ظاہر کرنا، پردہ اٹھانا، انکشاف، الہام، القا، غیب کی باتوں کا اظہار، پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنا۔ صوفیاء کے نزدیک کسی حقیقت کے ادراک کو ''مکاشفہ'' کہتے ہیں۔

مکاشفہ اس روحانی کیفیت کا نام ہے جو حق تعالیٰ کے باطنی اسرار و رموز کے مشاہدہ سے طاری ہوتی ہے۔ اس کا تعلق باطنی مشاہدات سے ہے۔ مکاشفہ کی علامت کنہہ ذات حق میں تحیر دوام ہے۔ یہ اس تفکر کا نام ہے جو ذات حق میں مستغرق ہو جانے سے ہوتا ہے۔ (کشف المحجوب (شرح) ص ۸۷۷)

حدیث میں اس کشف کی تمثیل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں پیچھے کی طرف بھی اسی طرح دیکھ سکتا ہوں جیسے آگے کی طرف۔ (صحیح بخاری)

ایک قرآنی تمثیل

وکذالك نری ابرهیم ملکوت السموٰت والارض . (۷۵ الانعام ۶)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے دکھادیا ابرہیم کو عجائبات آسمانوں اور زمین کا۔

ایک آیت قرآنی میں اس کا عطار سول اللہ ﷺ کی طرف منسوب

وماهو علی الغیب بضنین . ک (۲۴ التکویر ۸۱)

ترجمہ: اور غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں۔

آدم علیہ السلام کو بھی اس علم کشف کا ادراک اللہ عزوجل نے عطا کیا۔

قال یآدم انبئهم باسمآئهم فلما انباهم باسمائهم ۔ (۱۳۳ البقرۃ ۲)

ترجمہ: فرمایا! اے آدم بتادے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام پھر جب بتادیئے اس نے ان کے نام۔

مزید لفظی تحقیق

مکاشفۃ (apocalyptic) یونانی لفظ کا مطلب مخفی بات کو ظاہر کرنا۔

(قاموس الکتاب ص ۹۴۴)

شیخ عبدالقادر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

جب اللہ عزوجل کی ذات وصفات کے متعلق تیرا علم اور یقین محکم راسخ ہو جائیگا۔ اندریں حالت کشف باطن اور نور کرامت سے تجھے ہمیشہ جتلا دیا جائے گا۔ اللہ عزوجل کی طرف سے تیری حاجت روائی اور مشکل کشائی ہونے والی ہے۔ اللہ عزوجل نے بعض اپنی کتابوں میں فرمایا! اے فرزند آدم! میں اللہ عزوجل ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں جس چیز کو حکم دیتا ہوں ہو جا، وہ یقیناً ہو جاتی ہے۔ پس تو میری اطاعت اختیار کر پھر میں تجھے بھی ایسا ہی بنادوں گا تو جس چیز کو حکم دے گا ''ہو جا'' وہ ہو جائیگی اور اذن الٰہی سے عالم وجود میں آئیگی اور بلاشبہ اللہ عزوجل نے اپنے انبیاء، صدیقین اولیاء اور خواص بنی آدم کو ایسی ہی روحانی قوتوں کا حامل بنایا ہے۔ (فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۶ ص ۵۲)

کرامات

Marfat.com

عصر حاضر میں نام نہاد صوفیاء کا اصل فکری مرکز ''کرامات'' ہے۔ لوگ کشی، وظائف اور غیر شرعی بدعی تصوف کے اذکار سے کرامات کے حصول کو ممکن بنانے کی سعی کرتے ہیں۔ حالانکہ کرامات تو تعمیل کتاب وسنت کا نام ہے۔ ایک شخص علی ہجویری کے پاس آیا کہ کرامات دیکھے۔ عرصہ دراز تک رہا کچھ نہ دیکھا۔ بولا میں تو اس مقصد کیلئے آیا تھا کہ کرامات دیکھوں۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے کوئی کتاب وسنت کے مخالف کام کیا ہو۔ فرمایا نہیں۔ تو آپ نے کہا یہی تو کرامت ہے۔

رہا نہ حلقہ صوفی میں سوز مشتاقی
فسانہ ہائے کرامات رہ گئے باقی (اقبال)

❁ اقبال ایک اور جگہ صوفی کے کرامات سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے

رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات

(جاوید نامہ نظم ۶)

کرامت ایسا فعل ہے جس پر عقل عاجز آ جائے یہ ولیوں کیلئے اصطلاح ہے جبکہ معجزہ نبوی اصطلاح ہے۔ (کشف المحجوب)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی ہوا میں اڑ کر دکھا دے اس پر ایمان نہ لاؤ جبتک کہ وہ میری شریعت کا پابند نہ ہو۔

کرامت اگر شریعت کی تابع ہے تو کرامات ہے ورنہ یہی عمل جادو یا استدراج کی ایک شکل ہے۔ (کشف القلوب ص ۶۰۸)

کرامت برحق ہے۔ یہ اس خلاف عادت فعل کا نام ہے جو ایسے آدمی سے صادر ہو جو نبوت کا مدعی نہ ہو اور نیکوکار ہو۔ کرامتیں ولیوں سے ظاہر ہوتی ہیں جو نبی کے حق میں معجزے ہوتی ہیں۔

اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ ولیوں کی کرامات مثلاً پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا وغیرہ حق ہے۔ (مگر تبلیغ وترویج اسلام کے مقصد کے لئے۔)

❁ کرامات کا ثبوت قرآن سے ثابت ہے۔

ہر نبی ولی بھی ہوتا ہے جبکہ ہر ولی نبی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جو انبیاء سے معجزات سرزد ہوتے وہ کرامات بھی شمار ہو سکتی ہیں۔ جبکہ کرامات ولی کیلئے مخصوص لفظ ہے۔ ولی کیلئے معجزہ کا لفظ ممکن نہیں ہے۔

خداوند نے قرآن میں فرمایا! وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوٰی. (۱۵۷ البقرۃ ۲)

ترجمہ: ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور من وسلوٰی اتارا۔

جب سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ ملکہ بلقیس کا تحت لایا جائے تو آصف بن برخیا کی کرامت سے وہ تخت فی الفور پہنچ گیا۔ اس کی خبر قرآن میں۔ قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک۔ (۳۹ النحل ۲۷)

ترجمہ: ایک جن عفریت نے کہا کہ میں لا کر دیتا ہوں قبل اس کے کہ آپ مجلس برخاست کریں۔

Marfat.com

مگر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس سے بھی جلدی چاہئے تو ان کے ایک صحابی آصف بن برخیا نے کہا کہ

انا اٰتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک۔ (۴۰ النمل ۲)

میں آنکھ جھپکنے سے پہلے لا سکتا ہوں۔

اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خطبہ میں ساریہ کو یا سادیة الجبل کہ کر پکارنا اور سینکڑوں کوسوں سے وہ آواز ساریہ کے کان میں پہنچ جانا، دریائے نیل کو عمر رضی اللہ عنہ کا رقعہ لکھنا اور دریا کا اس کی تعمیل کرنا۔

کرامات اولیاء کا ذکر احادیث اور آثار میں

چٹان سرکتے کرامت:

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک بار جب اصحاب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ پرانے زمانے کی امتوں کے حالات سے آگاہ فرمادیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تین آدمی سفر میں جارہے تھے۔ جب رات ہوئی تو انہوں نے غار کے اندر جا کر رات بسر کی۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر چکا تو پہاڑ سے ایک چٹان گری جس سے غار کا منہ بند ہو گیا اس سے وہ لوگ سخت پریشان ہوئے اور آپس میں کہا کہ اب رہائی ناممکن ہے سوائے اس کے کہ ہم اپنے بہترین اعمال کو وسیلہ بنا کر حق تعالیٰ سے دعا کریں۔ چنانچہ ایک نے کہا کہ میں اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتا تھا۔ میرے پاس ایک بکری تھی جس کا دودھ ان کو پلاتا تھا اور جنگل سے لکڑی کاٹ کر فروخت کرتا اور اس سے روٹی خرید کر ان کو کھلاتا تھا۔ ایک رات میں دیر سے پہنچا اور دیکھا کہ وہ بھوکے سو گئے ہیں مجھ سے نہ رہا گیا۔ دودھ کا پیالہ بھر کر انکے بستر کے پاس رات کھڑا رہا تا کہ جس وقت وہ بیدار ہوں تو دودھ پیش کروں اسی طرح رات گزر گئی۔ جب صبح کو وہ بیدار ہوئے تو ان کو دودھ پیش کیا۔ یاالٰہی اگر میرا یہ کام تیری بارگاہ میں مقبول ہو تو ہمیں اس آفت سے نجات دلائیں۔ یہ کہنا تھا کہ اس چٹان میں حرکت ہوئی اور غار کا منہ ذرا سا کھل گیا۔ اس کے بعد دوسرے آدمی نے کہا کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جو بہت حسین تھی۔ میرا دل اس سے لگ گیا میں جس قدر اس کے پیچھے جاتا وہ اتنی دور بھاگتی تھی ایک بار میں نے اس کو ایک سو بیس دینار دے کر راضی کیا۔ جب رات کو میرے پاس آئی تو مجھ پر خوف خدا طاری ہو گیا۔ چنانچہ میں اس گناہ سے باز آ گیا اور وہ رقم بھی اس کو بخش دی۔ یاالٰہی اگر میرا یہ کام بارگاہ معلیٰ میں قبول ہوا ہو تو ہماری جان رہا فرمائی جائے۔ اس پر اس چٹان میں مزید حرکت ہوئی۔ اور وہ سوراخ زیادہ بڑا ہو گیا۔ مگر ابھی اتنا زیادہ بڑا نہ ہوا تھا۔ کہ وہ لوگ باہر نکل سکتے۔ تیسرے نے کہا کہ ایک بار میرے ہاں کچھ مزدور کام کر رہے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد سب مزدور اپنی اجرت لے گئے۔ لیکن ایک مزدور اجرت لئے بغیر غائب ہو گیا۔ میں نے اس کی رقم سے ایک بھیڑ خرید لی۔ دوسرے سال دو بھیڑیں ہو گئیں اسی طرح ہر سال بھیڑیں بڑھتی رہیں۔ اور ایک اچھا خاصہ ریوڑ بن گیا۔ جب وہ مزدور واپس آیا۔ تو مجھ سے مزدوری طلب کی میں نے کہا یہ سب بھیڑیں تمہاری ہیں لے جاؤ اس نے کہا آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ میں نے کہا مذاق نہیں حقیقت ہے۔ چنانچہ وہ سب بھیڑیں لے کر چلا گیا۔ یاالٰہی اگر میرا یہ کام تیری بارگاہ میں مقبول ہوا ہو تو ہمیں اس غار سے نجات دلائی جائے۔ یہ کہنا تھا کہ چٹان کر مزید حرکت ہوئی اور ہم تینوں صحیح وسالم باہر آ گئے۔

(صحیح مسلم ج ۶ ص ۳۱۱)

Marfat.com

بچے کا گود میں بولنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ گہوارے میں سوائے تین بچوں کے اور کسی نے بات نہیں کی۔ فرمایا! کہ گہوارے میں سوائے تین بچوں کے اور کسی نے بات نہیں کی ایک عیسیٰ روح اللہ جو مشہور واقعہ قرآنی ہے۔ دوسرا واقعہ جریج کا ہے جو بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا۔ وہ بہت عبادت گزار بزرگ تھا۔ ایک دن اس کی ماں اسے ملنے گئی تو نماز میں مشغول تھا۔ دوسرے دن گئی تو اس نے دروازہ نہ کھولا تیسرے دن گئی تو پھر بھی نہ مل سکی۔ اب اس نے بدعا کی کہ الٰہی میرے بیٹے کو رسوا کرتا کہ میرا حق ادا کرے۔ اس زمانے میں ایک بدکار عورت تھی۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ میں جریج کو گمراہ کرسکتی ہوں۔ چنانچہ وہ اس کے عبادت خانہ میں داخل ہوئی لیکن جریج نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اس عورت نے وہاں سے مایوس ہو کر راستے میں ایک چرواہے کو بدکاری پر آمادہ کیا اور حاملہ ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو اس عورت نے کہا کہ یہ جریج کا بیٹا ہے۔ لوگ اس (جریج) کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جریج نے شیر خوار بچے کو مخاطب کر کے کہا کہ تو کس کا بیٹا ہے۔ اس نے کہا میری ماں تجھ پر غلط الزام لگا رہی ہے۔ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ تیسرا ایک عورت کا بچہ تھا۔ ایک دن وہ عورت اپنے بیٹے کو گود میں لئے بیٹھی تھی کہ وہاں سے ایک سوار گزرا جو بہت خوبصورت اور خوش لباس تھا۔ ماں نے کہا یا الٰہی میرے بیٹے کو اس سوار کی طرح بنادے مگر گود والے بچے نے کہا کہ یارب مجھے اس طرح بہ بنا۔ اس کے بعد وہاں سے ایک بدنام عورت گزری تو اس نے کہا یا الٰہی میرے بچے کو اس عورت کی طرح نہ بنا لیکن بچے نے کہا یارب مجھے اس عورت کی مثل بنا۔ یہ سن کر اس کی ماں حیران ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ بچے نے کہا کہ وہ سوار ایک ظالم شخص تھا۔ اور یہ عورت ایک نیک خاتون ہے۔ لیکن خلق اس کو یوں ہی بدنام کر رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ظالم نہ بنوں بلکہ اس عورت کی طرح نیک بنوں۔

مزید تحقیق

مومن متقی سے اگر کوئی ایسی نادرالوجود تعجب خیز چیز صادر و ظاہر ہو جائے جو عموماً نہیں ہوا کرتی تو اس کو ''کرامت'' کہتے ہیں۔ اسی قسم کی اگر انبیاء علیہم السلام سے اعلان نبوت کرنے سے پہلے ظاہر ہوں تو ''ارہاص'' اور اعلان نبوت کے بعد ہوں تو معجزہ کہلاتی ہیں۔ اور اگر عام مومنین سے اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہو تو اس کو ''معونت'' کہتے ہیں۔ اور کسی کافر سے کبھی اس کی خواہش کے مطابق اس طرح کی چیز ظاہر ہو جائے تو اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔

ابھی اور چند کرامات کا تذکرہ

کرامت: ابوبکر صدیق... کھانے میں عظیم برکت

عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار ابوبکر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت کے تین مہمانوں کو اپنے گھر لائے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور گفتگو میں مصروف رہے یہاں تک کہ رات کا کھانا آپ نے دسترخوان نبوت پر کھالیا۔ اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد مکان پر واپس تشریف لائے۔ ان کی بیوی نے عرض کیا کہ آپ اپنے گھر پر مہمانوں کو بلا کر کہاں غائب ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کہ کیا اب تک تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا کہ میں نے کھانا پیش کیا مگر ان لوگوں نے صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر آپ اپنے صاحبزادے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ

Marfat.com

خفا ہوئے اور وہ خوف و دہشت کی وجہ سے چھپ گئے اور آپ کے سامنے نہیں آئے پھر جب آپ کا غصہ فرو ہو گیا تو آپ مہمانوں کے ہمراہ کھانے کے لئے بیٹھ گئے اور سب مہمانوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔ان مہمانوں کا بیان ہے کہ جب ہم کھانے کے برتن میں سے لقمہ اٹھاتے تھے تو جتنا کھانا ہاتھ میں آتا تھا۔اس سے کہیں زیادہ کھانا برتن میں نیچے سے ابھر کر بڑھ جاتا تھا۔اور جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو کھانا بجائے کم ہونے کے برتن میں پہلے سے زیادہ ہو گیا۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا! کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زائد نظر آتا ہے۔بیوی صاحبہ نے قسم کھا کر کہا واقعی یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا بڑھ گیا ہے۔پھر آپ اس کھانے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گئے۔جب صبح ہوئی تو نا گہاں مہمانوں کا ایک قافلہ دربار رسالت میں اترا جس میں بارہ قبیلوں کے بارہ سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ بہت سے دوسرے شتر سوار بھی تھے۔ان سب لوگوں نے یہی کھانا کھایا اور قافلہ کے تمام سردار اور تمام مہمانوں کا گروہ اس کھانے کو شکم سیر کھا کر آسودہ ہو گیا لیکن پھر بھی اس برتن میں کھانا ختم نہیں ہوا۔

(صحیح بخاری جلد اول،اختصار)

کرامت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ---مدینہ کی آواز نہاوند تک

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ساریہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی سرزمین میں جہاد کیلئے روانہ فرما دیا۔آپ جہاد میں مصروف تھے کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے نا گہاں یہ ارشاد فرمایا! کہ یا ساریہ الجبل (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کر لو) حاضرین مسجد حیران رہ گئے کہ ساریہ تو سرزمین نہاوند میں مصروف جہاد ہیں اور مدینہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر ہیں آج امیر المومنین نے انہیں کیوں کر اور کیسے پکارا؟ لیکن نہاوند سے جب ساریہ رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا تو اس نے کہا دی کہ میدان جنگ میں جب کفار سے مقابلہ ہوا تو ہم کو شکست ہونے لگی۔اتنے میں نا گہاں ایک چیخنے والی آواز آئی جو چلا چلا کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے ساریہ تم پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کر لو۔ساریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کہ یہ تو امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔یہ کہا اور فوراً ہی انہوں نے اپنے لشکر کو پہاڑ کی طرف پشت کر کے صف بندی کا حکم دیا اور اس کے بعد جو ہمارے لشکر کی کفار سے ٹکر ہوئی تو ایک دم اچانک جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور دم زدن میں اسلامی لشکر نے کفار کی فوجوں کو روند ڈالا اور عساکر اسلامیہ کے قاہرانہ حملوں کی تاب نہ لا کر کفار کا لشکر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور افواج اسلام نے فتح مبین کا پرچم لہرا دیا۔

(مشکوۃ۔باب کرامات)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ ---دریا کے نام خط

عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ایک بار مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا۔مصری باشندوں نے مصر کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فریاد کی اور یہ کہا کہ مصر کی تمام تر پیداوار کا دارومدار اس دریائے نیل کے پانی پر ہے۔اے امیر اب تک ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کبھی بھی یہ دریا سوکھ جاتا تھا تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو اس دریا میں زندہ دفن کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے۔تو یہ دریا جاری ہو جایا کرتا تھا۔اب ہم کیا کریں؟ گورنر نے جواب دیا کہ ارحم الرحمین اور رحمۃ للعالمین کا رحمت بھرا دین ہمارا اسلام ہرگز کبھی بھی اس بے رحمی اور ظالمانہ فعل کی اجازت نہیں دے سکتا لہٰذا تم لوگ انتظار کرو۔میں دربار خلافت میں خط لکھ کر دریافت کرتا ہوں۔وہاں سے جو حکم

Marfat.com

ملے گا ہم اس پر عمل کریں گے۔ چنانچہ ایک قاصد گورنر کا خط لیکر مدینہ منورہ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ امیر المومنین نے گورنر کا خط پڑھ کر دریائے نیل کے نام ایک خط لکھا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ۔

اے دریائے نیل! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اگر تو اللہ عزوجل کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو پھر اللہ عزوجل کے حکم سے جاری ہو جا۔

امیر المومنین نے اس خط کو قاصد کے حوالہ فرمایا! اور حکم دیا کہ میرے اس خط کو دریائے نیل میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق گورنر مصر نے اس خط کو دریائے نیل کی خشک ریت میں دفن کر دیا۔ اللہ عزوجل کی شان کہ جیسے ہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط دریا میں دفن کیا گیا فوراً ہی دریا جاری ہو گیا اور اس کے بعد پھر کبھی خشک نہیں ہوا۔ (حجۃ اللہ جلد ۲)

کرامت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۔۔۔ ہاتھ میں کینسر

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے منبر اقدس پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بدنصیب اور خبیث النفس انسان جس کا نام ''جہجاہ غفاری'' تھا۔ کھڑا ہو گیا اور آپ کے دست مبارک سے عصا چھین کر اس کو توڑ ڈالا۔ آپ نے اپنی علم و حیاء کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا! مگر خدا کی قہاری و جباری نے اس بے ادبی اور گستاخی پر اس مردود کو یہ سزا دی کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہو گیا۔ اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مر گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

عکرامت علی رضی اللہ عنہ ۔۔۔ در خیبر کا پھاٹک اکھاڑا

جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو علی رضی اللہ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے جوش جہاد میں آگے بڑھ کر قلعہ خیبر کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا۔ اور اس کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے۔ یہ کواڑ اتنا بھاری اور وزنی تھا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی ملکر بھی اس کو نہ اٹھا سکے۔

(زرقانی جلد ۲)

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ۔۔۔ صورت جبرائیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ جنگ بدر کے دن جبرائیل علیہ السلام پیلے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے زبیر رضی اللہ عنہ کی صورت میں فرشتوں کی فوج لے کر اترے تھے۔ (کنز العمال جلد ۲)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۔۔۔ چہرہ پیٹھ کی طرف کرنا

ایک عورت کی یہ عادت بد تھی کہ وہ ہمیشہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مکان میں جھانک جھانک کر آپ کے گھریلو حالات کی جستجو تلاش کیا کرتی تھی۔ آپ نے بار بار اس کو سمجھایا اور منع کیا مگر وہ کسی طرح باز نہیں آئی۔ یہاں تک کہ ایک دن نہایت جلال میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ ''تیر چہرہ بگڑ جائے'' ان الفاظ کا یہ اثر ہوا کہ اس عورت کی گردن گھوم گئی اور اس کا چہرہ پیٹھ کی طرف ہو گیا۔ (ابن عساکر)

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ۔۔۔ بے مثال مچھلی

آپ تین سو مجاہدین اسلام کے لشکر پر سپہ سالار بن کر ''سیف البحر'' میں جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں فوج کا راشن ختم ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ چوبیس چوبیس گھنٹے میں ایک ایک کھجور بطور راشن کے مجاہدین کو دینے لگے۔ پھر وہ کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔ اب بھکمری کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس موقع پر آپ کی یہ کرامت

Marfat.com

ظاہر ہوئی کہ اچانک سمندر کی طوفانی موجوں نے ساحل پر ایک بہت بڑی مچھلی کو پھینک دیا اور اس مچھلی کو تین سو مجاہدین کی فوج اٹھارہ دنوں تک شکم سیر ہو کر کھاتی رہی اور اس کی چربی کو اپنے جسموں پر ملتی رہی۔ یہاں تک کہ سب لوگ تندرست اور خوب فربہ ہو گئے۔ پھر چلتے وقت اس مچھلی کا کچھ حصہ کاٹ کر اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی اس مچھلی کا ایک ٹکڑا پیش کیا جس کو آپ نے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس مچھلی کو اللہ نے تمہارا رزق بنا کر بھیج دیا۔ یہ مچھلی کتنی بڑی تھی لوگوں کو اس کا اندازہ بتانے کے لئے امیر لشکر ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی دو پسلیوں کو زمین میں گاڑ دیں۔ چنانچہ دونوں پسلیاں زمین پر گاڑ دی گئیں تو اتنی بڑی محراب بن گئی کہ اس کے نیچے سے کجاوہ بندھا ہوا اونٹ گزر گیا۔ (صحیح بخاری۔ باب غزوہ سیف البحر)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔ زہر نے اثر نہیں کیا

روایت ہے کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقام ''حیرہ'' میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر لشکر آپ عجمیوں کے زہر سے بچتے رہیں۔ ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ آپ کو زہر نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا! کہ لاؤ میں دیکھ لوں کہ عجمیوں کا زہر کیسا ہوتا ہے؟ لوگوں نے آپ کو دیا تو آپ ''بسم اللہ'' پڑھ کر کھا گئے اور آپ کو بال برابر بھی ضرر نہیں پہنچا اور کلبی کی روایت میں یہ ہے کہ ایک عیسائی پادری جس کا نام عبد المسیح تھا۔ ایک ایسا زہر لے کر آیا کہ اس کے کھانے سے ایک گھنٹہ کے بعد موت یقینی ہوتی ہے۔ آپ نے اس سے وہ زہر مانگ کر اس کے سامنے ہی ''بسم اللہ الذی لایضر مع اسمه شی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ''۔ پڑھا اور یہ زہر کھا گئے۔ یہ منظر دیکھ کر عبد المسیح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! یہ اتنا خطرناک زہر کھا کر بھی زندہ ہے۔ یہ بہت ہی حیرت کی بات ہے۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لو ورنہ ان کی فتح یقینی ہے۔ چنانچہ ان عیسائیوں نے ایک گراں قدر جزیہ دے کر صلح کر لی۔ یہ واقعہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔ (بیہقی)

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔ زیاد کیسے ہلاک ہوا

زیاد سلطنت بنو امیہ کا بہت ہی ظالم و جابر گورنر تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ وہ حجاز کا گورنر بن کر آ رہا ہے۔ آپ کو یہ ہرگز ہرگز گوارا نہ تھا کہ مکہ اور مدینہ پر ایسا ظالم حکومت کرے، چنانچہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ ابن سمیہ (زیاد) کی اس طرح موت ہو جائے کہ اس کے قصاص میں کوئی مسلمان قتل نہ کیا جائے۔ آپ کی یہ دعا مقبول ہو گئی۔ کہ اچانک زیاد کے انگوٹھے میں طاعون کی گلٹی نکل پڑی اور وہ ایک ہفتہ کے اندر ہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ (ابن عساکر)

عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔ شہد کی مکھیوں کا پہرہ

چونکہ عاصم رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن کفار مکہ کے بڑے بڑے نامی گرامی سورماؤں اور نامور سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس لئے جب کفار مکہ کو ان کی شہادت کی خبر ملی تو ان کافروں نے چند آدمیوں کو اس لئے مقام رجیع میں بھیج دیا تاکہ ان کے بدن کا کوئی ایسا حصہ (سر وغیرہ) کاٹ کر لائیں جس سے یہ شناخت ہو جائے کہ واقعی عاصم قتل ہو گئے۔ چنانچہ کفار ان کی لاش کی تلاش میں مقام رجیع تک پہنچ گئے مگر وہاں جا کر ان کافروں نے اس شہید مرد پر کرامت دیکھی کہ لاکھوں کی تعداد میں شہد کی مکھیوں کے جھنڈ نے ان کی لاش کو

Marfat.com

اردگرد اس طرح گھیرا ڈال رکھا ہے۔ جس سے وہاں تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا ہے اس لئے کفار مکہ ناکام و نامراد ہو کر مکہ واپس چلے گئے۔ (صحیح بخاری جلد دوم)

انس بن نصر رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔خدا نے قسم پوری فرمادی

انس بن نصر رضی اللہ عنہ کی بہن ربیع رضی اللہ عنہا نے جھگڑا و تکرار کرتے ہوئے ایک انصاری کی لڑکی کے دو اگلے دانت توڑ ڈالے۔ لڑکی والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے قرآن کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ فرما دیا کہ ربیع بنت انس کے دانت قصاص میں توڑ دیئے جائیں۔ جب انس رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا، یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ اے انس بن نصر تم کیا کہہ رہے ہو؟ قصاص تو اللہ عزوجل کی کتاب کا فیصلہ ہے۔ یہ گفتگو ابھی ہو رہی تھی کہ لڑکے والے دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ قصاص میں ربیع کا دانت توڑنے کے بدلے میں ہم لوگوں کو دیت (مالی معاوضہ) دلا دیا جائے۔ اس طرح انس بن نصر رضی اللہ عنہ کی قسم پوری ہو گئی اور ان کی بہن ربیع کا دانت توڑے جانے سے بچ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا! کہ اللہ عزوجل کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر وہ کسی معاملہ میں اللہ عزوجل کی قسم کھا لیں تو اللہ عزوجل ان کی قسم کو پوری فرما دیتا ہے۔ (صحیح بخاری۔ جلد دوم۔ باب قولہ والجروح قصاص)

حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔غسیل الملائکہ

حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے۔ جب ان کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا گیا تو انہوں نے یہ بتایا کہ وہ جنگ احد کی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ سوئے تھے اور غسل کی حاجت ہو گئی تھی۔ مگر وہ رات کے آخری حصہ میں دعوت جنگ کی پکار سن کر اس خیال سے بلا غسل میدان جنگ کی طرف دوڑ پڑے کہ شاید غسل کرنے میں اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کی پکار پر دوڑنے میں دیر لگ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے شہادت کے بعد ان کو غسل دیا، ورنہ شہید کو غسل دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسی واقعہ کی بنا پر حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل الملائکہ (فرشتوں کے نہلائے ہوئے) کہا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ۔۔۔شیر نے راستہ بتایا

ان کی مشہور اور نہایت ہی مستند کرامت یہ ہے کہ روم کی سرزمین میں جہاد کے دوران اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور لشکر کی تلاش میں دوڑتے بھاگتے چلے جا رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک جنگل سے ایک شیر نکل کر ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے ڈانٹ کر بلند آواز سے فرمایا! کہ اے شیر میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور میرا معاملہ یہ کہ میں لشکر اسلام سے الگ پڑ گیا ہوں اور لشکر کی تلاش میں ہوں۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا اور برابر ان کو اپنے ساتھ میں لیتے ہوئے چلتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر اسلام میں پہنچ گئے۔ تو شیر واپس چلا گیا۔

(مشکوٰۃ۔ جلد دوم۔ باب الکرامات)

یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔عذاب قبر کی آواز سن لی

Marfat.com

ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ قبرستان میں گزرے تو میں نے ایک قبر میں دھماکہ سنا۔ گھبرا کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک قبر میں دھماکہ کی آواز سنی ہے آپ نے ارشاد فرمایا! کہ تو نے بھی اس دھماکہ کی آواز سن لی؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ ارشاد فرمایا! کہ ٹھیک ہے ایک قبر والے کو اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ یہ اسی عذاب کی آواز کا دھماکہ تھا۔ جو تو نے سنا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس قبر والے کو کس گناہ کے سبب عذاب دیا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا! کہ یہ شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ اور اپنے بدن اور کپڑوں کو پیشاب سے نہیں بچاتا تھا۔ (بیہقی) (یعلی کی کرامت اور نبی ﷺ کا معجزہ)

عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ ۔۔۔ مستجاب الدعوات

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد قبول ہوا کرتی تھیں۔ اور ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں بحالت سفر خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ مگر ناگہاں میرا اونٹ اس قدر تھک گیا کہ چلنے کے قابل ہی نہ رہا چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دوں۔ لیکن پھر میں نے اللہ عزوجل سے دعا مانگی تو بالکل ناگہاں میرا اونٹ چاق و چوبند ہو کر تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔ (طبرانی)

بشر بن معاویہ بکائی ۔۔۔ ہاتھ ہر مرض کی دوا

رسول اللہ ﷺ نے جیسے ہی اپنا دست مبارک پھیرا ان کو دو کرامات ملیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیشہ کے لئے ان کا چہرہ روشن ہو گیا اور دوسری کرامت یہ ملی کہ یہ جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے فوراً ہی وہ شفایاب ہو جایا کرتا تھا۔ (کنز العمال)

ابو قرصافہ ۔۔۔ سینکڑوں میل دور آواز پہنچتی تھی

اس کی یہ کرامت تھی کہ رومی کفار نے ان کے ایک فرزند کو گرفتار کر کے جیل خانہ میں بند کر دیا تھا۔ ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ جب نماز کا وقت آتا تو عسقلان کی چار دیواری پر چڑھتے اور بلند آواز سے پکار کر کہتے کہ اے میرے پیارے بیٹے نماز کا وقت آ گیا ہے اور ان کی اس پکار کو ہمیشہ ان کے صاحبزادے سن لیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ سینکڑوں میل کی دوری پر رومیوں کے قید خانہ میں قید تھے۔ (طبرانی)

حسان بن ثابت ۔۔۔ جبرائیل علیہ السلام مددگار

ان کی ایک خاص کرامت یہ ہے کہ جب یہ نعت خوانی فرماتے رہتے تھے جبرائیل علیہ السلام ان کی امداد و نصرت کے لئے ان کے پاس موجود رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

یعنی جب تک حسان میری طرف سے کفار کو مدافعانہ جواب دیتے اور میرے بارے میں اظہار فخر کرتے رہتے ہیں، جبرائیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۔۔۔ ان کے لحاف میں وحی اتری

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا میری کسی دوسری بیوی کے کپڑوں میں مجھ پر وحی نہیں اتری اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک لحاف میں سوئے رہتے تھے اور آپ پر اللہ عزوجل کی وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ (کنز العمال)

ام سائب رضی اللہ عنہا ۔۔۔ دعا سے مردہ زندہ ہو گیا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام سائب رضی اللہ عنہا کا بیٹا نو عمری میں اچانک انتقال کر گیا۔ ہم لوگوں

Marfat.com

نے اس لڑکے کی آنکھوں کو بند کر کے اسی کو ایک کپڑا اوڑھا دیا اور ہم لوگوں نے اس کی ماں کے پاس پہنچ کر لڑکے کی موت کی خبر سنائی اور تعزیت وتسلی کے کلمات کہنے لگے۔ ام سائب رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کی موت کی خبر سن کر چونک گئیں اور آبدیدہ ہو گئیں۔ پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اس طرح دعا مانگی "یااللہ میں تجھ پر ایمان لائی اور میں نے اپنا وطن چھوڑ کر تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی ہے اس لئے میرے اللہ عزوجل میں تجھ سے دعا کرتی ہوں کہ تو میرے لڑکے کی معیت مجھ پر مت ڈال"۔ یہ دعا ختم ہوتے ہی ام سائب رضی اللہ عنہا کا مردہ لڑکا اپنے چہرہ سے کپڑا اٹھا کر اٹھ بیٹھا اور زندہ ہو گیا۔ (بیہقی)

زنیرہ رضی اللہ عنہا ۔۔۔۔۔ اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں

عمر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی لونڈی تھیں۔ اسلام کی حقانیت ان کے دل میں گھر کر چکی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ جونہی زنیرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو عمر رضی اللہ عنہ آپے سے باہر ہو گئے اور انہوں نے خود بھی ان کو خوب مارا اور ان کے گھر کے افراد بھی برابر مارتے رہے۔ یہاں تک کہ مکہ کے کفار نے سر بازار ان کو اس قدر مارا کہ ضربات کے صدمات سے ان کی آنکھوں کی روشنائی جاتی رہی اور نابینا ہو گئیں۔ اس کے بعد کفار مکہ نے طعنہ دینا شروع کیا کہ اے زنیرہ رضی اللہ عنہا چونکہ تم ہمارے معبودوں یعنی لات وعزیٰ کو برا بھلا کہتی تھیں اس لئے ہمارے ان بتوں نے تمہاری آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے۔ یہ خون کھولا دینے والا طعنہ سن کر زنیرہ رضی اللہ عنہا کی رگوں میں اسلامی خون جوش مارنے لگا۔ اور انہوں نے کہا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم تمہارے لات وعزیٰ میں ہرگز ہرگز یہ طاقت نہیں کہ وہ میری آنکھوں کی روشنی چھین سکیں۔ میرا اللہ جو وحدہ لاشریک ہے وہ جب چاہے گا میری آنکھوں میں روشنی آجائے گی۔

ان الفاظ کا ان کی زبان سے نکلنا تھا۔ کہ بالکل ایک دم ہی اچانک ان کی آنکھوں میں روشنی واپس آ گئی۔ (بیہقی)

Marfat.com

اسلامی تصوف اور معرفت

معرفت وہ ہے جو صوفی کو ایک خاص منزل پر پہنچ کر ملتی ہے۔ اس کا مطلب آگہی، گیان اور خدا شناسی ہے۔ اللہ عزوجل کی پہنچا حاصل کرنے سے ہی تصوف اسلام کا مقصد سراپا ہے۔

آگہی میں اک خلا موجود ہے
اس کا مطلب ہے خدا موجود ہے

عارف باللہ معرفت شریعت میں منہمک ہو کر ہی حاصل کر سکتا ہے۔ کتاب وسنت کی نصوص سے ہی معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس میں ماسوا شریعت اسلام وطریقت نبوی کسی اسلوبی وسیلہ کی ضرورت نہیں معرفت سے مقصد اللہ عزوجل کے رنگ کو اپنے ملمع کرنا ہے۔ جو توحید سے ممکن ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دوعالم سے خفا میرے لئے ہے

اقبال کے نزدیک معرفت ۔

کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی

قطب ربانی نے ''ایک نکتہء معرفت'' یوں قلمبند کیا ہے

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں ''اے انسان! اے ظاہر میں اللہ عزوجل کی مخلوق کو اس کے ساتھ شریک کرنے والے اور عمل الٰہی میں اپنے ارادے کو شریک ٹھہرانے والے اور اے باطن میں اپنے نفس امارہ کو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک کرنے والے توحید و اخلاص کو اپنے قلب میں جاگزیں کر۔ یہ سن کر ایک شخص جو میرے پاس موجود تھا بولا یہ کیا کلام ہے۔ اور اس کا مقصد کیا ہے؟ میں نے جواب دیا یہ توحید و شرک کا امتیاز ہے۔ اور معرفت کی ایک رمز ہے۔

(فتوح الغیب مقالہ نمبر ۶۳۔ ص ۱۶۴)

ایک جگہ معرفت کے اسلوب پر شیخ عبدالقادر قطب ربانی کا قول!

مخلوقات اور غیر اللہ سے صرف وہ لوگ سوال کرتے ہیں جن کا یقین و ایمان ضعیف ہے۔ جن میں صبر و توکل نابود ہے۔ اور جو توحید الٰہی کی معرفت نہیں رکھتے۔ (فتوح الغیب مقالہ نمبر ۴۳ ص ۱۱۶)

پھر جب اللہ عزوجل کی ذات وصفات کے متعلق تیرا علم اور یقین محکم راسخ ہو جائے گا تو تجھے قدرتی طور پر شرح صدر ہو گا اور تیرا قلب و دماغ انوار معرفت سے منور اور تیری روح اسرار خداوندی سے سیراب ہو جائے گی۔

واذا سمعوا ما انزل الی الرسول ترى اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق. يقولون ربنا امنا فاكتبنا مع الشهدين. (۸۳: المائدہ ۵)

ترجمہ: اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں۔ تو آپ انکی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں۔ اس سبب سے کہ انہوں نے حق کی معرفت حاصل کر لی۔ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہوئے۔

Marfat.com

پس تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔

وقل الحمد لله سيريكم آيته فتعرفونها وما ربك بغافل عما تعملون. (۹۳ النحل ۲۵)

ترجمہ: اور کہہ دیجئے کہ تمام حمد وثناء اللہ عزوجل ہی کو سزاوار ہیں۔ وہ عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے گا۔ جن کی تم معرفت حاصل کرلو گے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آپ کا رب غافل نہیں۔

معرفت الٰہی سالکین راہ سلوک کی اپنی استعداد اور سعادت پر منحصر ہے۔ اس معرفت الٰہی کی کوئی حد و حصر نہیں، سوائے اعتراف عجز کے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کی طرف سوائے اعتراف عجز کے اور کوئی راہ تجویز نہیں فرمائی۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ ص ۱۴۷۵)

جتنے مذاہب گزرے ہیں تمام کے بانیوں کو اللہ عزوجل نے معرفت وگیان کی ثروت عطا کر کے سرخرو وسربلند کردیا۔ زرتشت نے جب معرفت حاصل کی۔ تو بول اٹھا! اے اہوارمزدا میں نے ابتدائے تخلیق سے ہی تم کو خدا کی حیثیت سے پہچان لیا تھا۔ وہ تم ہی ہو جس کی بخشش اور رحمت سے تمام انسانوں کو قیامت کے دن کے اعمال وخیالات کا بدلہ ملے گا۔ نیکی کے بدلے نیکی اور بدی کے بدلے بدی۔ اس تجلی کے بعد اسے سکون نصیب ہوا۔ تمام شکوک وشبہات (معرفت سے) دور ہوگئے اور وہ اپنی قوم کی راہنمائی کے قابل ہوگیا۔ زندگی کے تمام لاینحل سوال اور پیچیدگیاں حل ہوگئیں۔ (غیر سامی مذاہب کے بانی ص 175)

ہندومت میں معرفت (عملی تصوف) کیلئے یوگ کا لفظ، لذات نفسی، آرزو اور انفرادیت کی دنیا سے کنارہ کرنے کی باقاعدہ مشق کیلئے مستعمل ہے۔ یوگ دل اور عقل کو متحد کر کے حقیقت تک پہنچنے کا طرز عمل اور فلسفہ، ذات مطلق کی عبادت، یکسوئی مشق اور ریاضت کا نام ہے۔ یوگی یکسوئی اور ریاضت کے ساتھ جسمانی ضبط کی کئی مشقوں کے ذریعہ اپنی ذات کو خارجی دنیا سے الگ کرنے یا منفی کرنے کی جدوجہد کرتا ہے۔ یوگ اپنے باطن میں ذات کے اندر جھانک کر جذبات واحساسات، لذت کی خواہش اور اس خواہش میں اس حد تک پہنچتا ہے کہ جہاں تجربات یکجا ہوجائیں یوگ کی مشق کا مقصد مایا کا مکمل تیاگ اور آتما میں بھرپور طریقے سے سما جانا ہے۔ یہ یکسو ارتکاز فکر، ذات پر لاگو زمان ومکان اور انا کی تنگ حدود کو وسیع کرنے کی کوشش ہے حتیٰ کہ یہ سب لا اپنتا اور بے ہئیت یک وتنہا خدائے مطلق میں تحلیل ہوتی نظر آتی ہیں۔ (غیر سامی مذاہب کے بانی ص 47)

اسلام میں

عارف کی دو روحیں ہوتی ہیں۔ ایک ابدی روح ہے جس میں کوئی تبدیلی یا تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ اس روح سے اسے غیب کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس سے کرامات صادر ہوتی ہیں۔ دوسری روح وہ بشری روح ہے جس میں تبدیلی اور ولادت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔ ص ۱۴۷۵)

گوتم بدھ نے نروان (معرفت) دارومدار انسان کی ذاتی کوششوں پر رکھا ہے۔ (غیر سامی مذاہب کے بانی۔ ص ۱۶۱)

اور گرونانک کے نزدیک معرفت

کھلے میدان میں برسرپیکار ہونا۔ ذہن کو پوری طرح قابو میں رکھ کر اور دل میں پوری طرح اور ہر وقت محبت بسا کر رکھنا۔ (گرونانک۔ سوانح عمری۔ ص 799)

مزید اسلامی تحقیق

Marfat.com

امام علی نقی سے پوچھا گیا کہ ادنیٰ معرفت کیا ہے۔ فرمایا! اقرار کرنا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ کوئی اس کی نظیر ہے نہ مثل و مانند اور وہ قدیم اور ثابت الوجود اور موجود ہے۔ فنا ہونے والا نہیں اور اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

(اصول کافی جلد اول ص144)

اللہ کی پہچان

عرفان الٰہی کے لئے مقام انسانیت کو پہچاننا ضروری ہے۔ انسانوں سے محبت کرو یہی اللہ سے محبت کا ایک پہلو ہے۔ اللہ کی منزل کے سفر پر انسانوں کے ڈیرے ہیں یہ راستہ انسانوں سے گزرتا ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے والے اللہ کے نام پر نثار ہونے والے اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے، اللہ کی یاد میں بے خبر ہونے والے۔ سب اللہ کے مظاہر ہیں۔ (حرف حرف حقیقت۔ واصف علی۔ صفحہ 47)

حدیث میں معرفت کے اسالیب

ڈھونڈو شب قدر کو عشرہ اخیر میں رمضان کے۔ (مسلم 3۔ ص175)

آپ ﷺ نے فرمایا! احسان یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ (مسلم 1۔ ص77)

Marfat.com

اسلامی تصوف اور نفس

(Soul Spirit)

نفس کے معانی

روح، خون، بدن، عظمت، ہمت، نفس سے اگر روح مراد ہو تو مونث اور اگر شخص مراد ہو تو مذکر ہوتا ہے۔ (المنجد ص1036)

نفس اور بائبل

نفس کا مطلب جان، روح، خواہش نفسانی وغیرہ۔ یہ لفظ کلام مقدس (بائبل) کے اردو ترجمہ میں تقریباً سات مرتبہ آیا ہے اور یہ عبرانی اور یونانی الفاظ کا ترجمہ ہے۔

پرانے عہد نامہ میں

۱) استثناء ۱۱:۶ میں ''ذی نفس'' تشریح میں ترجمہ ہے عبرانی متن میں لفظ نفش نہیں ہے۔

۲) استثنا ۲:۱۶ میں ذی نفس عبرانی نشاماہ بمعنی دم یا روح کا ترجمہ ہے۔ کیتھولک ذی روح ہے۔ اسی عبرانی لفظ کا ترجمہ یشوع ۱۰:۴۰ میں
متنفس یعنی سانس رکھنے والا ہے۔

(۳،۴) امثال ۲۵:۲۸ اور ملاکی ۲:۱۵ میں یہ عبرانی، روائج یعنی روح کا ترجمہ ہے۔

نئے عہد نامہ میں

۵) ا۔ کرنتھیوں ۷:۵ میں یونانی اکراسیہ (akrasia) کا ترجمہ ہے۔ یہ لفظ کراتوس بمعنی قوت، اختیار، اور الف بطور علامت منفی سے ترکیب دیا گیا ہے۔ یعنی (اپنے پر) اختیار نہ رکھنا سو غلبہ نفس کا مطلب ہوا اپنے پر خود ضبطی کی کمی (تب کیتھولک ترجمہ) یہی یونانی لفظ متی ۲۳:۲۵ میں آیا ہے۔ جہاں ترجمہ ناپرہیزگاری (کیتھولک بدپرہیزی) کیا گیا ہے۔

۶) ا۔ کرنتھیوں ۱۵:۴۵ میں یہ یونانی پسوخے Pasyche کا ترجمہ ہے۔ اس کے معنی بہت وسیع ہیں اور یہ پرانے عہد نامہ میں استعمال کا تجزی ہم آگے پیش کر رہے ہیں۔

۷) ا۔ تمتھیس ۵:۱۱ میں یہ یونانی کتاستر یناؤ Katastreniao کا ترجمہ ہے۔ یہ لفظ ستر یناؤ بمعنی حد سے بڑھ جانے کی موکد یعنی پرزور شکل ہے۔ اس آیت کو سمجھنے کے لئے اس کے تاریخی پس منظر کو یاد رکھنا ضروری ہے۔

یونانی لفظ پسوخے Psyche کا تجزیہ

اس لفظ کے بنیادی معنی سانس، زندگی کا دم ہیں۔ پھر جان کے مختلف معنی ہیں۔ جن میں نفس دماغ ذہن شامل ہیں۔ (تب سائیکولوجی (Psychology) علم نفسیات۔

نئے عہد نامہ میں اس کا ترجمہ اکثر جان وغیرہ سے کیا گیا ہے۔

۱) انسان کا غیر مادی نادیدنی عنصر متی ۱۰:۲۸ = پروٹسٹنٹ ترجمہ روح۔ کیتھولک جان

۲) بے جسم آدمی، جسم روح کا زمینی لباس ہے۔ اس لئے جسم کو اتارنا گویا ننگا پن ہے۔ ۲۔ کرنتھیوں ۵:۴۳۔

Marfat.com

۳) شخصیت کا مرکز۔لوقا ۹:۲۴ اقبال نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن ترا

تیرے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے۔(اقبال)

۴) نفس انسان میں وہ مدرک بالحواس عنصر ہے جو جذبات، احساسات اور سوچ کا مرکز ہے۔(متی 29:11)

۵) عزم اور ارادے کا مرکز: متی ۲۲:۳۷

۶) خواہش کا مرکز: مکاشفہ ۱۸:۱۴۔ دل قب زبور ۱۰۷:۹ جان امثال ۲:۳۰۔ پیٹ یسعیاہ ۵:۱۴

۷) شخص: افراد۔ اعمال ۲:۴۱، ۴۳۔ لوگ، شخص

۸) صیغہ متکلم کو زوردار بنانے کے لئے بھی نفش ار پسوخے استعمال ہوا ہے۔ یوحنا ۱۰:۲۴۔

بائبل میں عام طور پر روح جان (نفس) سے اعلیٰ عنصر ہے۔ روح کے بارے کہا جا سکتا ہے کہ یہ انسان کی زندگی کا وہ عنصر ہے جو اسے خصوصاً خدا کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے۔ اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا۔ (پیدائش ۲:۷) جسم مادی شے ہے اور وہ روح اور جان (نفس) سے زندہ ہے۔ متی ۲۶:۳۸ میں جذبات کا تعلق جان سے ہے۔ یوحنا ۱۳:۲۱ ان کا تعلق روح سے ہے۔ قب زبور ۴۲:۱۱ جان (عبرانی نفش) اور ا۔ سلاطین ۲۱:۵ جی (دل) عبرانی روئخ۔ زبور ۳۵:۹ میں میری جان خداوند میں خوش رہے گی۔ (عبرانی نفش) اور لوقا ۱:۴۷ میں میری روح میرے منجی خدا سے خوش ہوئی۔ (یونانی پنیوما) اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بدن اور روح علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن روح اور جان صرف ذہنی تمیز کی جا سکتی ہے۔

(قاموس الکتاب۔ ص ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰)

نفس اور قرآن

قرآن میں مختلف مقامات پر مختلف اشکال میں ۲۹۸ بار آیا ہے۔ (معجم المفہرس۔ ص ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶) شخصی حوالے سے تذکرہ۔ ۴۸: البقرۃ ۔۔۔ ۱۲۳: البقرۃ ۲ ۔۔۔ ۲۸۰: البقرۃ

یوم لا تملك نفس لنفس شیئاً ۔ ۱۹ الانفطار ۸۲)

ترجمہ: جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لئے کسی چیز کا مختار نہ ہوگا۔

(ذی روح) جان کے معانی میں

لا تکلف نفس الا وسعھا ۔ ۲۳۳: البقرۃ ۲

ترجمہ: ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ وما کان لنفس ان تموت الا باذن الله کتٰبا موجلا ۔145 آل عمران 2

ترجمہ: بغیر اللہ کے حکم کے کوئی جاندار نہیں مرتا مقرر شدہ وقت لکھا ہوا ہے۔

جان کے مترادف

یا ایھا الناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ ۔ ۱: النساء ۴

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکا نما قتل الناس جمیعاً .۳۲ :المائدۃ ٥

ترجمہ: جو قتل کرے کوئی جان بغیر جان کے یا فساد مچائے زمین میں پس اس نے پوری عوام الناس کو قتل کیا۔

(جی) دل کے مطلب میں

ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ .(۲۸_لقمان ۳۱)

ترجمہ: تم سب کی پیدائش اور مرنے کے بعد جلانا ایسا ہی ہے جیسے ایک جی کا۔

نفس نکرہ بھی ہے۔ جو عوم کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین ۔(السجدۃ ۳۲)

ترجمہ: کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے۔

قرآن میں مذکور انسانی نفس کی تین اقسام کا تذکرہ

۱) نفس لوامہ

جو انسان کو برائی کرنے پر ملامت کرے، روکے اور رکاوٹ (Friction) پیدا کرے۔ یہ بمثل انسان کے ساتھ فرشتہ کے ہے۔ یا انسانی روح میں شامل خیر کے ہے۔ جو رغبت حق و بھلائی دیتا رہتا ہے۔

ولا اقسم بالنفس اللوامۃ ۔(۲_القیمۃ ۲۵)

ترجمہ: اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہے۔

۲) نفس مطمئنۃ

یہ نفس کی وہ قسم ہے جسمیں انسان کو فعل حق کرنے اور فعل بد کے روکنے پر اطمینان ملتا ہے۔ یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا داعی ہے۔ منتج ہے۔ یہ گویا انسان کی جبلت کا خاصہ ہے۔ اور ایمان کی علامت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ جب تمہیں نیکی پر اطمینان ہو اور برائی پر کھٹکا تو ایمان کی علامت ہے۔ یہ نفس اطمینان نیکی کے ہو چکنے کا اشارہ ہے۔ فرجام ہے۔ یہیں سے ایمان وایقان کی کیفیات کا تعارف ہوتا ہے۔ قرآن میں اس کا یوں تذکرہ ہے۔

یا یتھا النفس المطمئنہ .(۲۷_الفجر ۸۹)

ترجمہ: اے اطمینان والی روح

۳) نفس امارہ

یہ نفس انسان کو برائی کی ترغیب دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ یہ اسی کی ایک شکل ہے۔ یا انسانی روح میں شامل شر کی مثل ہے۔ جو رغبت برائی و جھوٹ پر آمادہ کرتا ہے۔ قرآن میں۔

ان النفس لا مارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ۔(۵۳: یوسف ۱۲)

ترجمہ: بیشک نفس برائی پر ابھارنے والا ہے۔ مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے۔ (ترجمہ قرآن: محمد جوناگڑھی)

Marfat.com

نفس اور حدیث

۱) جہنم کولذتوں اور نفس کی خواہشات سے گھر دیا گیا ہے۔ اور جنت کو سختیوں اور مشقتوں سے گھیرا گیا ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

۲) رسول اللہ ﷺ نے نفس امارہ سے پناہ مانگی

اللھم انی اعوذبك من علم لا ینفع ومن دعاء لا یسمع ، ومن قلب لا یخشع ومن نفس لا تشبع.

ترجمہ: اے اللہ میں اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جو فائدہ نہ دے اور اس دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو سنی نہ جائے اور اس دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں اللہ عزوجل کا خوف نہ ہو اور اس نفس سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو کبھی سیر نہ ہوتا ہو۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الایمان / عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۳) نفس کی ہزیمت

اور جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے لیا (یعنی سوال کر کے لجاجت کر کے)

اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کا حال ایسا ہوتا ہے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ عمدہ ہے۔ نیچے کے ہاتھ سے۔ (صحیح مسلم ۳۔ ص ۵۹)

۴) نفس۔ حرص طمع

جب پتلا بنایا اللہ عزوجل نے آدم کا بہشت میں تو اس کو پڑا رہنے دیا۔ جتنی مدت اس کا پڑا رکھنا چاہا تو شیطان نے اس کے گرد گھومتا اور اس کی طرف دیکھنا شروع کیا پھر جب اس کو خالی پیٹ دیکھا۔ تو پہچان لیا یہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے۔ جو تھم نہ سکے گا۔ (یعنی نفسانی خواہشات اور شہوت میں اپنے تئیں سنبھال نہ سکے گا)۔

۵) نفسانی خواہشات دل کا زنا

انسان کی تقدیر میں اس کا حصہ زنا کا لکھ دیا گیا ہے۔ جس کو وہ خواہ مخواہ کرے گا۔ تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔ اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے۔ اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا جانا ہے اور دل کا زنا خواہشات نفسانی ہے اور شرمگاہ ان باتوں کو سچ کرتی ہے یا جھوٹ۔ (صحیح مسلم ۶۔ ص ۲۶۳)

۶) نفسانی خواہشات اور افکار

رسول اللہ ﷺ نے جب قریب ہو جاوے زمانہ نہ ہووے گا خواب مومن کا جھوٹ اور سچا خواب اس کا ہے۔ جس کی بات سچی ہے یعنی جو صادق ہے اور خواب مسلمان کا چھیالیسواں حصہ نبوت کا اور خواب تین طرح کے ہیں۔ ایک خواب نیک کہ بشارت ہے اللہ کی طرف سے اور دوسرا وہ خواب کہ غمگین کرتا ہے اس میں شیطان کی طرف سے اور ایک خواب حدیث نفس ہے۔ مرد کی یعنی خیالات ہیں کہ متصور ہوتے ہیں۔ پھر جب دیکھے کوئی خواب میں وہ چیز کہ مکروہ رکھے تو کھڑا ہو جاوے اور تھوکے اور نہ بیان کرے لوگوں سے۔ (جامع ترمذی ۱۔ ص ۸۴۷)

۷) قبض نفس۔ اخوت

مومن کامل نہیں ہوتا تم میں کا یہاں تک کہ دوست رکھے اپنے بھائی کے لئے جو دوست رکھتا ہے اپنے

Marfat.com

نفس کے لئے۔(ترمذی ۲۔ص ۱۱۸)

۸) کوئی تم میں سے یوں نہ کہے میرا نفس خبیث ہو گیا بلکہ اگر ضرورت ہو تو یوں کہے کہ میرا نفس پریشان ہو گیا۔(ابوداؤد ۳۔ص ۶۴۲)

نفسانی خواہشات

كلما جآء هم رسول بما لا تهوى انفسهم فريقاً كذبوا وفريقاً يقتلون . (۷۰:المآئدہ ۵)

ترجمہ: جب کبھی رسول اللہ ﷺ ان (بنی اسرائیل) کے پاس وہ احکام لے کر آئے جو ان کی نفسانی خواہشات کے خلاف تھے تو انہوں نے ان کی ایک جماعت کی تو تکذیب کی اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

ان هي الا اسمآء سميتوها انتم و اٰبآؤكم ما انزل الله بها من سلطٰن ان يتبعون الا الظن وماتهوى الانفس ولقد جآء ه من ربهم الهدٰى . (۲۳:النجم ۵۳)

ترجمہ: دراصل یہ صرف نام ہیں (لات، عزیٰ اور منات) جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کے رکھ لئے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اس کی کوئی سند نہیں اتاری۔ یہ لوگ تو صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔ (شرک کو چھوڑ کر توحید کو اپنانے کی)

❁ نفسانی خواہشات، عصبیت یا بغض تمہیں انصاف کرنے سے نہ روک دے اس لئے نفس پر کنٹرول دسترس مضبوط کرنے کی قرآنی تلقین۔

فلا تتبعو الهوٰى ان تعدلو. (۱۳۵:النسآء ۴)

ترجمہ: پس تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ دینا۔

حاکم کیلئے اصول قرآنی کے فیصلہ کرتے ہوئے نفس کی خواہش پر دھیان نہ دیا جائے کہیں فیصلہ غلط نہ صادر ہو۔ اور بھٹک نہ جاؤ۔

ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله۔(۲۶:ص ۳۸)

ترجمہ: اور نہ خواہش کی پیروی کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دے گی۔

❁ نبی ﷺ کے بارے میں کہ وہ خواہشات نفسانی سے بات نہیں کرتے بلکہ وحی سے بات کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ مزاح و خوش طبعی پر بھی حق ہی زبان سے نکلتا ہے۔ (ترمذی/باب البر)

وما ينطق عن الهوى ○ ان هوا لا وحی یوحیٰ ○ (النجم ۵۳)

ترجمہ: اور نہ اپنی خواہش نفسانی سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

❁ نفس (امارہ) کی خواہشات کو رد کرنے والے کیلئے جنت کی بشارت۔

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى ○ فان الجنة هى الماوى ○ (النزعت ۷۹)

ترجمہ: ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانہ۔۔۔۔۔ ہی ہے۔

❁ نفسانی خواہشات پر چلنے والے کو قرآنی تمثیل ''کتے'' سے بیان کیا گیا۔

Marfat.com

وانبع ھوٰعه ممثله كمثلا لكلب o (الاعراف ۷)

ترجمہ: اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی۔

نفسانی خواہشات پر چلنے والے کی اتباع وتقلید سے قرآنی ممانعت۔

ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هوٰه وكان امره فرطاً o (الکھف ۱۸)

ترجمہ: اور اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا!

❁ خواہش نفسانی پر چلنے والے کی بات مت تسلیم کرو۔

فلا يصدنك عنها من لا يومن بها واتبع وهه فتردیo (طٰہٰ ۲۰)

ترجمہ: پس اب اس کے یقین سے تجھے کوئی ایسا شخص روک نہ دے جو اس پر ایمان نہ رکھتا ہو اور پانی خواہش کے پیچھے پڑا ہو۔

❁ نفسانی خواہشات کی تائید مخفی شرک وابطال ہے۔

ارائيت من اتخذ الٰهه هوٰه افانت تكون عليه وكيلاً o (الفرقان ۲۵)

ترجمہ: کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔

❁ نفسانی خواہشات پر چلنے والا بہکا ہوا ہے۔

ومن اضل ممن اتبع هوٰه بغير هدًى من الله o (القصص ۲۸)

ترجمہ: اور اس سے بڑا بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو بغیر اللہ کی راہنمائی کے۔

❁ نفسانی خواہشات کا پیروکار، گمراہ، اس کے چشم پر پردہ اور قلب وگوش پر مہر لگائی گئی ہے۔ کہ اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔

افرايت من اتخذ الٰهه هوٰه واضله الله علىٰ علم وختم علىٰ سمعه و قلبه وجعل علىٰ بصره غشوة o (الجاثیہ ۴۵)

ترجمہ: کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اور باوجود سمجھ بوجھ کے [illegible] گمراہ کر دیا [illegible] مہر لگادی گئی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے۔

نفسانی خواہشات احادیث کے تناظر میں

۱) کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ (صحیح مسلم ۵۔ ص ۳۰۲)

۲) علمند وہ ہے کہ عبادت میں لگاوے اپنے نفس کو اور عمل کرے مابعد موت کے واسطے اور بے وقوف وہی ہے کہ پیچھے پڑا رہے خواہش نفس کے اور غرور کرے اللہ عزوجل کی رحمت پر۔ (ترمذی ۲۔ ص ۹۰)

۳) روایت ہے حکیم بن حزام سے کہا مانگا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یعنی کچھ مال سو عطا

Marfat.com

ءکیا مجھ کو پھر مانگا میں نے پھر دیا مجھ کو پھر مانگا میں نے پھر دیا مجھ کو پھر فرمایا! آپ نے اے حکیم تحقیق ی ہمال ہر ہرا ہے میٹھا میٹھا پھر جس نے لیا اسے سخاوت نفس سے برکت دیا جاتا ہے۔اس میں اور جس نے لیا اپنے نفس کو ذلیل کر کے برکت نہ دی جائے گی۔اس کو۔(ترمذی ۲۔ص ۹۵)

۴) مت خواہش کرو حکومت کی اس لئے کہ اگر تجھے حکومت ملے گی مانگنے سے تو تو چھوڑ دیا جائے گا۔اور جو بن مانگے دی جائے گویا اللہ عزوجل کی طرف سے تجھ کو دی جائے گی۔(نسائی ۳۔ص ۵۴۴)

۵) نفسانی خواہش کے باب سے ابوداؤد حدیث نقل کرتے ہیں۔

کسی چیز کی محبت تجھ کو بہرا اور اندھا کر دیتی ہے۔(ابوداؤد ۳۔ص ۷۰۱)

تزکیہ نفس

اسلامی تصوف نے جو اصول بتائے ہیں کہ جن کے ذریعے نفس کو پاک وصاف کر کے نفسانی خواہشات کو پائمال کیا جا سکتا ہے۔تزکیہ نفس باطنی صفائی کا نام ہے۔

○ تزکیہ نفس اللہ کی طرف سے فضل ہے

ولو فضل الله عليكم ورحمته ما ذكیٰ منكم من احد ابداً ولكن الله يزكی من يشآء ○ (النور۲۴)

ترجمہ:اور اگر اللہ عزوجل کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک وصاف (تزکیہ نفس) نہ ہوتا۔ لیکن اللہ عزوجل جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے۔

○ تزکیہ نفس میں کامیابی وکامرانی

قد افلح من زکٰها ○ (الشمس۹۱)

ترجمہ:جس نے اسے (یعنی نفس کو) تزکیہ کر لیا وہ فلاح پا گیا۔

○ تزکیہ نفس کی ریاکاری مت کرو

فلا تزکوا انفسکم هو اعلم بمن اتقٰی ○ (النجم۵۳)

ترجمہ:پس تم تزکیہ نفس کی ریاکاری مت کرتے پھرو۔وہ پچھتا ہے کہ پرہیزگار متقی کون ہے۔ایک اور جگہ فرمایا! الم تر الیٰ الذین یزکون انفسهم بل الله یزکی من یشآء ○ (النسآء۴)

ترجمہ:کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو اپنی تزکیہ نفس اور ستائش خود کرتے ہیں بلکہ اللہ عزوجل جسے چاہے پاکیزہ کرتا ہے۔

○ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے متعدد مقاصد میں سے ایک مقصد تزکیہ نفس بھی تھا۔ اذبعث فیهم رسولاً من انفسهم یتلو علیهم آیٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة ○ (آل عمران۳)

ترجمہ:جب ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا ان میں جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

○ ھل تزکیہ نفس کی آخرش

جنٰت عدن تجری من تحتها الانهار خالدین فیها وذالك جزاء من تزکیٰ ○ (طٰہٰ ۲۰)

ترجمہ:ہمیشگی والی جنتیں جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں۔جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔یہی انعام ہے ہر

Marfat.com

شخص کا جو تزکیہ نفس کرے۔

٥) تزکیہ نفس میں اپنی ہی کامیابی مضمر ہے

ومن تزکیٰ فانما یتزکیٰ لنفسه ٥ (فاطر ٣٥)

ترجمہ: اور جو تزکیہ نفس کرتا ہے پس اپنے ہی نفع کے لئے پاکیزہ ہوگا۔

تزکیہ نفس کے اسلامی ذرائع

١) خوف خدا اور نماز

انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب واقامو الصلوۃ ومن تزکی فانما یتزکیٰ لنفسه ٥ (فاطر ٣٥)

ترجمہ: تو صرف اسی کو آگاہ کرسکتا ہے جو غائبانہ طور پر اللہ سے ڈرے اور نماز قائم کرو اور جو پاک ہو جائے وہ اپنے ہی نفع کے لئے تزکیہ نفس کرے گا۔

٢) صدقات وزکوٰۃ

الذی یوتی ماله یتزکیٰ ٥ (الیل ٩٢)

جو تزکیہ نفس کے لئے اپنا مال دیتا ہے۔

٣) صلہ رحمی وصلح

واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازوا جھن اذا تو ا منو بینھم بالمعروف ذالك یو عظ به من کان منکم یومن بالله والیوم الأخر ذٰلکم اذکیٰ لکم واطھر ٥ (البقرۃ ٢)

ترجمہ: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔ یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ عزوجل پر اور قیامت کے دن پر یقین وایمان ہو اس میں تمہارا تزکیہ اور پاکیزگی ہے۔

٤) شریعت کی سراپا پیروی

وان قیل لکم ارجعو فارجعوا ھو اذکیٰ لکم ٥ (النور ٢٤)

ترجمہ: اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ جاؤ یہی بات تمہارے لئے تزکیہ والی ہے۔

٥) نگاہ وشرمگاہ کی محافظت

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذٰلك اذکیٰ لھم ٥ (النور ٢٤)

ترجمہ: مسلمان مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت رکھیں یہی ان کے لئے تزکیہ و پاکیزگی کا باعث ہے۔

٦) اعمال صالح

ویزکی به اعمالکم . (ابن ماجہ۔ کتاب الفتن / مسند احمد)

ترجمہ: اور تمہارے اعمال (صالح) سے تزکیہ حاصل ہوتا ہے۔

٧) ذکر اللہ

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ نہ خبر دوں میں تم کو سب عملوں سے بہتر کام کی اور

Marfat.com

نہایت تزکیہ کرنے والے کی اپنے مالک کے نزدیک اور بہت بلند کرنے والا تمہارے درجات کو اور بہتر تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر تم کو اس سے کہ ملو تم اپنے دشمن سے اور تم گردنیں مارو ان کی اور وہ گردنیں ماریں تمہاری انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا! وہ ذکر ہے اللہ عزوجل کا۔ معاذ بن جبل نے کہا کوئی چیز اللہ عزوجل کے عذاب سے نجات دینے والی ذکر الٰہی سے بڑھ کر نہیں۔ (ترمذی ۲۔ ص ۵۶۳)

۸) روزہ

روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم جوان تھے ۔قدرت اور مقدور نکاح کا نہ رکھتے تھے۔ سو آپ نے فرمایا! اے گروہ جوانوں کے تم ضرور نکاح کرو اس لئے کہ وہ آنکھوں کو نیچا رکھتا ہے۔ یعنی جھانک تاک سے بچاتا ہے۔ سو جو شخص تم میں سے طاقت نہ رکھتا ہو نکاح کی تو وہ روزے رکھنا اختیار کرے کہ روزہ اس کے حق میں گویا خصی کرنا ہے۔ (ترمذی ۱۔ ص ۳۸۵)

۹) موت کو یاد کرنا

بہت یاد کرو لذتوں کو مٹانے والی کو یعنی موت کو۔ (ترمذی ۲۔ ص ۱۷)

۱۰) دعا کرنا

نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم انی اعوذبك من نكرات الاخلاق والاعمال والاھوآء.

ترجمہ: اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے بری عادتوں اور برے اعمال اور بری خواہشات سے۔ (ترمذی ۲۔ ص ۶۲۹)

اللھم انی اعوذبك من العجز والكسل والبخل والجبن والھرم وعذاب القبر اللھم ات نفسی تقوٰھا وزکھا انت خیر من ذکاھا انت ولیھا ومولاھا. اللھم انی اعوذبك من نفس لا تشبع ومن قلب لا یخشع ومن علم لا ینفع و دعوۃ لا تستجاب .

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی اور بخیلی اور نامردی اور بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے۔ یا اللہ میرے نفس کو پرہیزگاری دے اور اس کو پاک کر تو بہتر پاک کرنے والا ہے۔ تو مالک و مختار ہے۔ اس کا (یعنی نفس کا) یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دل سے جو جس میں ڈر نہ ہو اللہ کا اور اس علم سے جو فائدہ نہ دے اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔

(سنن نسائی ۳۔ ص ۶۰۱)

[illegible] تم میں سے [illegible] پہلے اپنے نفس [illegible]" سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ کہ۔

یرحمنا اللہ واخا عاد۔

ترجمہ: اللہ رحم کر ہمارے (نفس) پر اور عاد کے بھائی پر۔ (ابن ماجہ ۳۔ ص ۳۴۷)

جبر نفس کا شرعی تصور قرآن میں ہے

لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا. (البقرۃ ۲)

ترجمہ: نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ۔

Marfat.com

درج بالا آیت کے مطابق انسان کو بے وجہ ،خود سوز چلہ کشی اور جبر نفس کی ممانعت ظاہر ہوتی ہے۔

دین اسلام انسانی مذہب ہے۔

لااکراہ فی الدین . (البقرۃ ۲)

ترجمہ: دین میں زبردستی نہیں۔

حدیث میں ہے۔رسول اللہ ﷺ جب کسی کو اپنے کاموں کی طرف بھیجتے تو اس کو فرماتے ۔خوشخبری دیا کرو اور نفرت مت دلایا کرو اور آسانی کرو تنگی مت کرو۔(ابوداؤد/عن ابوموسیٰ اشعریؓ۔ کتاب الادب)

آپ نے فرمایا! جو ہمیشہ کیا جائے گو تھوڑا ہی ہو اور آپ نے فرمایا! کہ نیک عمل کرنے میں اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہو۔جو ہمیشہ نبھ سکے۔

(صحیح بخاری ۲۔ص ۶۱۵)

دیکھو جو نیک کام کرو وہ ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بلکہ اس کے قریب رہو۔(صحیح بخاری ۲۔ص ۶۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ حج میں دو آدمیوں کے سہارے چل رہا ہے۔آپ نے فرمایا! یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اس نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے۔آپ نے فرمایا! اللہ اس سے بے پرواہ ہے کہ یہ اپنے نفس کو عذاب میں مبتلا کرے اسے کہو کہ سواری پر سوار ہو جائے۔

(البخاری نجوہ ۴۔ص ۴۵۔مسلم ۱۱/ص ۱۰۲)

رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو دھوپ میں چلتے ہوئے دیکھا اس کے بارے میں دریافت کیا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس نے روزہ رکھنے،کام نہ کرنے ،دھوپ میں بیٹھنے کی نذر مان رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا! روزہ پورا کرے البتہ کام کرے اور سائے میں بیٹھے۔(ابوداؤد۔ص ۳۲۰۰)

بے شک تیرے رب کا تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔لہٰذا ہر حقدار کے حق کو پورا کرو۔(البخاری جلد ۵۔۱۱۵۔الفتح)

صوفیاء کے نزدیک نفس اور خواہشات کا تصور

علامہ ابن جوزی

جب اللہ نے اس عالم انسانی پر عقل کا انعام کیا تو پہلے پہل ان کے باپ آدم کی پیغمبری سے شروع کیا۔ پس آدم علیہ السلام ان کو اللہ عزوجل کی وحی سے تعلیم فرمایا کرتے تھے۔سب انسان ٹھیک راہ پر جمع تھے۔ انہوں نے گندم کے درخت سے پھل کر نفس کی پیروی کی۔ پھر قابیل نے اپنی خواہش نفس کی پیروی میں جدا ہو کر اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ پھر تو لوگ مختلف خواہشات کی پیروی میں جدا جدا شاخیں ہو کر مختلف گمراہیوں کے بیابانوں میں بھٹکنے لگے یہاں تک نوبت پہنچی کہ بت پوجنے لگے۔ ھابیل کا بت ''ھبل'' بنالیا گیا۔(تلبیس ابلیس ۔ص ۳)

مولف

تقلید نفسانی خواھشات کی پیروی کی ایک پختہ شکل ہے۔(مولف)

علی ھجویری

Marfat.com

اور یہ جو میں نے کہا ہے کہ میننے تمام نفسانی اغراض کو دل سے باہر نکالا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کام میں نفسانیت شامل ہو جاتی ہے س کی برکت جاتی رہتی ہے۔اور دل صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے سے بھٹک کر کج روی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ہر کام کے دو نتائج نکلتے ہیں۔ یا وہ کام ہو جاتا ہے یا نہیں ہوتا۔ جب نفسانی خواہش پوری ہو جاتی ہے تو اس سے اس کو تباہی کا سامنا ہوتا ہے۔ اور دوزخ کا دروازہ اس کے لئے کھل جاتا ہے۔اگر نفسانی خواہش پوری نہیں ہوتی تب بھی اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

ونهى النفس عن الهوى ○ فان الجنة هي الماوى ○ (النزعات ۷۹)

ترجمہ: جو شخص نفسانی خواہش کے خلاف عمل کرتا ہے۔اس کی جگہ جنت میں ہے۔

نفسانی خواہشات کا دنیا کے کاروبار مین شامل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر عام مین حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے۔

(کشف المحجوب (شرح) اردو ترجمہ۔ص ۱۲۶)

عبدالقادر جیلانی

اور اللہ عزوجل کے احکام اور افعال کا احترام کرتے ہوئے اپنی خواہشات ولذات کو فنا کر دے کیوں کہ اس عمل سے تیرے دل مین علم الٰہی کا ظرف ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔اپنی خواہشات سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ نفع وضرر، دفع جرروشر، اسباب دنیوی اور جدوجہد کے تمام معاملات میں اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی بجائے ان امور کو کلی طور پر اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا جائے اور قاضی الحاجات سمجھا جائے۔خدا کو مختار کل نہ سمجھ کر اپنے نفس پر اعتماد کر لینا ہی شرک ہے۔اور خدا کے ارادے کی خاطر اپنے ارادے سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ تو کسی خواہش ومراد کا قصد نہ کرے اس لئے کہ ارادہ خداوندی سراسر خیر و بہتری پر مبنی ہے۔اور اس میں تیرا قصد کرنا بھی شرک ہو جائے گا۔خواہشات نفسانیکیفی سے اللہ عزوجل کا فعل تجھ پر جاری رہے گا اور افعال الٰہی کے نافذ ہوتے وقت تیرے اعضاء ساکن وغیر متحرک ہوں گے،قلب مطمئن ہوگا،سینہ فرخ وکشادہ ہو گا،چہرہ روشن و پر نور ہوگا اور تعلق باللہ کی روحانی توانائی پا کر تو کائنات کی تمام چیزوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ (فتوح الغیب ص۲، ۲۲) بہر کیف نفس امارہ کی خواھشات سے انحراف ہی توحید کی تکمیل ہے۔ (فتوح الغیب۔ص۴۴)

شاہ ولی اللہ

معلوم کرو کہ آدمی کی قوت ملکی کو ہر جانب سے قوت بہیمی احاطہ کئے ہوئے ہے۔اس کا حال ایسا ہے جیسے قفس میں کسی پرند کا ہوتا ہے۔اس پرند کی خوش نصیبی اور سعادت اسی مین ہے کہ اس قفس سے نکل کر اپنے اصل وطن تروتازہ باغات میں پہنچ جائے۔وہاں غذائی دانوں اور لذیذ میوہ جات کو کھائے۔اوا پنے ہم جنس پرندوں کے جھنڈ میں ہشاش بشاش زندگی بسر کرے۔اسی طرح آدمی کے لئے نہایت درجہ بد نصیبی اور شقاوت اس میں ہے کہ وہ دھریہ ہو،دھریہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ ان علوم کے مخالف ہو جو اس کی طبع اور فطرت میں خدا نے پیدا کئے ہیں۔ آدمی کی اصل فطرت میں مبدا کی جانب ذاتی میلان ہے اور نہایت درجہ اس کی تعظیم کرنے کی خواہش ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ۔ص ۱۳۱)

Marfat.com

علی کرم اللہ وجہ کا کلام

وذی همة لم ترض بالضیم نفسه

فاصبح قرحاً هبرزیاً ممجدا

بہت سے صحب ہمت جنکی نفس نے ذلت اور ظلم کو گوارا نہیں کیا بہتر قابل تعریف سردار بن گئے

(دیوان علی۔ص ۴۸)

فرمایا! تم کو دو باتوں سے ڈراتا ہوں ایک خواہش کی پیروی دوسرے آرزوں کا پھیلاؤ۔ خواہشوں کی پیروی انسان کو حق سے روکتی ہے اور خواہشات کا زیادہ ہونا آخرت کو بھلاتا ہے۔ (اصول کافی۔ جلد ۴۔ ص ۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام

اپنی خواہشات سے اس طرح بچو جیسے اپنے دشمنوں سے بچتے ہو کوئی شے انسان کیلئے خواہشات کی پیروی اور زبان کا زخم لگانے سے زیادہ دشمن نہیں۔

(اصول کافی جلد ۴۔ ص ۳۹۲)

جب بھی انسان کوئی کام کرتا ہے تو اس کے دو راستے نکلتے ہیں۔ ایک وہ راستہ ہوتا ہے جسمیں نفس روکتا ہے یہ مت کرو۔ لہٰذا جسمیں نفس روکتا ہے اگر وہ کام سرانجام کر دیں تو حقیقت دین کو پالیتا ہے۔ اور اصل منفعت نفس سے بغاوت کرنے میں ہے۔ ایمان و اسلام کا ارتقاء بھی اسی میں پنہاں ہے کہ حق کو اپنایا جائے اور اس منہج جو نفس سے منسوب ہو اس کی نفی کر کے اسلوب دین کیا سرار کو پایا جائے۔

(سوھد روی)

نفس/ھوا ______ (معجمین)

عمر بن خطاب کی نصیحت

فرماتے ہیں تم اپنے آپ کا محاسبہ کیا کرو پہلے اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے اور نفسوں کا وزن کیا کرو پہلے اس کے کہ تمہارا وزن (بروز حشر) کیا جائے۔ (اور کوئی عظمت نہ ہو) کیوں کہ آج کا حساب لینا آسان ہے۔ قیامت کے دن حساب دینے سے اور خود کو بڑی پیشی کے لئے سنوار لو۔ جس دن تم پیش کئے جاؤ گے۔ تمہاری کوئی غلطی پنہاں نہ رہے گی۔ (ذم الھویٰ/از امام ابن جوزی)

نفس کا قیدی

ابو محمد جریری فرماتے ہیں جس پر اس کا نفس حاوی ہو جائے وہ شہوات کا اسیر بن جاتا ہے۔ اور خواہشات نفس کی جیل میں قید ہو جاتا ہے۔ اللہ عزوجل اس کے دل پر فوائد کے نزول کو حرام کر دیتے ہیں۔ اس طرح سے وہ اللہ عزوجل کے کلام سے نہ لذت پا سکتا ہے نہ اس پر عمل کر سکتا ہے اگر چہ اس کا مذاکرہ اس کی زبان پر کثرت سے ہو۔ (ذم الھویٰ/از امام ابن جوزی)

افضل الاعمال

عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر اعمال وہ ہیں جن کے عمل کرنے پر نفس کو مجبور کیا جائے۔ (ذم الھویٰ/از امام ابن جوزی)

Marfat.com

شیخ سعدی ۔

ہمہ باہوا و ہوش ساختی
دمے با مصالح نہ پرداشتی

تمام خواہش وحوص کا وجود ہے۔۔۔۔۔ ایک بھی لمحہ مصلحت ومصروفیت کا نہیں ہے۔(پنج کتاب۔ کریما۔ص۲)

دیگر مذاہب میں نفس کا نظریہ (Concept)

بدھ مت کے بانی گوتم بدھ نے چار اعلیٰ صداقتوں کا ذکر کیا ہے۔

۱) زندگی مجسم دکھ ہے۔

۲) زندگی کے ان دکھوں کا سبب نفسانی خواہشات مین (یعنی جبلتوں کے مطالبات کا نفسیاتی خواھشات کی تسکین کے لئے استعمال جیسے شہوت، غصہ، لالچ وغیرہ کا انسان کے نیک اور تعمیری معاملات کے خلاف تخریبی استعمال)

۳) ان خواہشات کو دبانا اور ان سے بچنا ضروری ہے اور یہ بالک ممکن ہے کہ ہر انسان ان سے بچ سکے۔

۴) ترک خواہشات اور ہوائے نفس سے بچاؤ کے لئے کسی سخت ریاضت کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی عبس پرستی کی، بلکہ ان دونوں کے درمیان اعتدال پہ یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے۔(غیر سامی مذاہب کے بانی ۔ص۱۴۰)

ہندومت میں

خدا کے بارے میں ہی طاقت وروں میں طاقت ہوں مگر حرص وہوا سے پاک ہوں ۔ میں ہی انسانوں میں ایسی خواہش یا آرزو ہوں جو دھرم کے خلاف نہ ہو۔ انسانوں میں ایسی خواہش یا آرزو ہوں جو دھرم کے خلاف نہ ہو۔ مجھ سے ہی فہم، علم، معرفت، ضبط نفس پیدا ہوتے ہیں۔

گیتا کی تعلیم یہ ہے کہ جب کوئی شخص یوگ اختیار کر کے تمام شرائط کی پابندی کرتا ہے۔ یعنی تزکیہ نفس کرلیتا ہے تو اسے خدا کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

(تاریخ تصوف ۔ص۶۰)

کنموشس ازم کا بانی کہتا ہے۔ ریاستوں اور حکومتوں کے والی اپنی خواہشات کے بندے ہیں۔ (غیر سامی مذاہب کے بانی ۔ص۲۰۷)

چونکہ تزکیہ نفس میں دل، دیدہ، دماغ کا گہرا تعلق ہے لہٰذا اسلام نے ان تینوں کی اصلاح کا بندوبست بھی فرمادیا تا کہ نفس کی آرائش وتصحیح ممکن ہو سکے۔ اس ضمن میں تصفیہء دل، تصفیہء دیدہ اور تصفیہء دماغ یکے بعد دیگرے کتاب وسنت کے حوالہ سے خامہ فرسا کیا جائے گا۔

جسم کا حق سنت نبوی اور جدید سائنس

۱) عبادت کی کثرت اور مشقت سے اپنے نفس کو تکلیف نہ پہنچائے نہ ساری رات جاگے اور نہ ہمیشہ روزہ رکھے۔ نفس کو آرام بھی پہنچائے۔

(صحیح مسلم ۔ منہاج المعلمین)

Marfat.com

۲) اپنے نفس کے متعلق یہ نہ کہے "میرا نفس خبیث ہو گیا ہے" بلکہ یہ کہے "میرا نفس کابل ہو گیا ہے"۔

۳) نفس کو غنی بنائے، مال و دولت کی محبت سے بچائے۔
(صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق۔ منہاج المسلمین)

۴) اپنے نفس کو ایسی آزمائش میں نہ ڈالے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو۔ (ابن ماجہ۔ مسند احمد)

۵) اپنے نفس سے جہاد کرے یعنی اپنے نفس کو اللہ عزوجل کے احکام کا تابع بنائے۔
(مسند احمد۔ حاکم)

حقوق نفس (Rights of Body)

اس دنیا میں جتنے مذاہب آئے ان میں سے اکثر میں معاشرتی حقوق کو اہمیت دی گئی ہے اور سب سے زیادہ اہمیت ہر مذہب نے والدین کے حقوق کو دی ہے۔ اگر بہ اعتبار فطرت اس پر غور کیا جائے تو ماں باپ اور ان کے حقوق کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اسلام بھی ماں باپ کے حقوق کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے مگر دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام نے ایک امتیازی شان اختیار کی ہے۔ حقوق کے معاملے میں اسلام نے یہ امتیاز قائم کیا ہے کہ اس نے انسانی حقوق کی درجہ بندی کے ساتھ تفصیل بھی مہیا کر دی ہے۔ اور حقوق کی فہرست میں تمام ممکنہ جزئیات کا اس طرح احاطہ کیا ہے کہ کوئی نکتہ تشنہ نہیں رہ گیا ہے۔ انسانوں کے انسانوں پر جو حقوق ہیں ان کی درجہ بندی کے علاوہ حیوانات اور نباتات اور جمادات کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے انتہائے احتیاط یہ کہ انسان پر اپنے نفس کا بھی جو حق ہے اس کو بھی بدرجہ کمال اہمیت دی گئی ہے۔ بلکہ اصرار انسان کی اپنی ہلاکت کے مترادف ہو۔ چنانچہ سرکار دو عالم، فخر رسل رحمۃ اللعالمین ﷺ کے مطابق ہر انسان کو خود اپنے اوپر بھی حق ہے۔ بلکہ اس کے ایک ایک عضو کا اس کے اوپر حق ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا! بے شک تیری جان کا تجھ پر حق ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔ ابن آدم کو تین اشیاء کے علاوہ کسی چیز پر حق نہیں۔ رہنے کیلئے مکان، پہننے کیلئے کپڑا اور کھانے کیلئے طعام۔

اس حدیث سے بھی نفس کی اہمیت اور اس کی حق بندی کا عکس ملتا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا! "تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے"۔

بعض دوسرے مذاہب میں اس بات کا تقویٰ اور پرہیز گاری سمجھا جاتا تھا کہ انسان اپنے جسم کے اعضاء کو زیادہ سے زیادہ مشقت میں مبتلا کرے۔ نفس کی خواہشات کو مختلف غیر فطری طریقوں سے ہلاک کرنے کی کوشش کرے۔ دنیا سے کنارہ کش ہو جائے۔ اور آبادی سے الگ تھلگ دھیان گیان میں مشغول رہے۔ اگر اسلام نے پوری قطعیت کے ساتھ ان غیر فطری اصولوں پر پابندی لگا دی اور س نے یہ تعلیم دی کہ رہبانیت اور تقشف یعنی اوپر سختیاں عائد کرنا اسلام کی نگاہ میں مطلوبہ طریقہ عبادت سے نہیں ہے بلکہ اسلام اس کا سخت مخالف ہے۔

اسلام میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ نفس کو مار ڈالا جائے بلکہ اسلامی شریعت چاہتی ہے کہ نفس

Marfat.com

کے تمام حقوق ادا کیے جائیں اور اسے زندہ اور کارآمد رکھا جائے لیکن اس طرح کہ نفس فرمان الٰہی کے تابع رہے۔ اسلام کا انداز فکر یہ ہے کہ نفس مارڈالنا نہیں بلکہ اسے قابو میں رکھنا انسان کا تقوئی ہے۔ اور تزکیہ نفس منتہائے مقصود ہے۔ جس کے متعلقات اور طریقے قرآن میں بھی موجود ہیں۔

تزکیہ نفس کی مثل ایک تلوار کی سی ہے۔ تلوار سے بے گناہوں کا قتل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے سابق شریعتیں کہتی ہیں کہ تلوار کو توڑ کر پھینک دو یا اسے اس طرح کند کر دو کہ اس میں کوئی قوت باقی نہ رہ جائے۔ اس کے برعکس اسلام کہتا ہے کہ تلوار کو نہایت اچھی حالت میں رکھو، مگر اسے فرمان الٰہی کے تابع کر دو تاکہ مظلوموں کی حمایت کے کام آئے۔ آنحضور ﷺ کبھی نفس کو اس کے حقوق سے محروم کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آپ ﷺ کی تاکید یہ بھی کہ دنیا میں کھاؤ پیو اچھے لباس پہنو، شادی بیاہ کرو، حتیٰ کہ جانوروں کے اوپر بھی ان کے نفس سے زیادہ بوجھ یا ظلم روا رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ یہ اللہ عزوجل کا قانون ہے۔ لا یکلف اللہ نفس الا وسعھا اور دین کی فطرت بھی لا اکرہ فی الدین۔

اسلامی شریعت تسہیل اور اعتدال و توازن قائم رکھنے کا حکم دیتی ہے۔ اور پیش آنے والی مشکل کو آسانی کا نقطہ آغاز کہتی ہے۔ ان مع العسر یسرًا۔
(الم نشرح ۹۴:۶)

آنحضرت ﷺ کو کثرت قیام سے اللہ عزوجل منع فرماتے۔ ارشاد ہے۔

قم الیل الا قلیلًا ० نصفه او انقص منه قلیلًا ०

ترجمہ: کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات آدھی رات یا اس میں کر دے تھوڑا سا زیادہ۔

عبادت بے شک اللہ عزوجل سے لو لگانے کا وسیلہ ہے لیکن اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اپنے جسم کو اس سے زیادہ مشقت میں ڈالے جو وہ برداشت نہ کر سکے۔

شریعت اسلامی کا اصرار

اسلامی شریعت اس بات پر اصرار کرتی ہے کہ انسان احکام الٰہی کے دائرے میں رہ کر اس دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرے کہ تمام جنس کے حقوق بھی ادا ہوتے رہیں اور نفس بھی ظلم و زیادتی کا شکار نہ ہو۔ اسلام ایک دین فطرت ہے۔ اور اس کی شریعت امر اور کوئی حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام جب توازن اور عدل و اعتدال کا مشورہ دیتا ہے اور میانہ روی کو خیر۔۔۔ ہے تو وہ فطرت کے عین تقاضے پورے کرتا ہے۔

نفس اور حقوق نفس کے باب میں بھی شریعت اسلامیہ نے اعتدال کو بدرجہ کمال اہمیت دی ہے۔ ایک طرف اصرار کیا ہے کہ انسان کے تمام حقوق ادا ہونے چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی فیصلہ دیا ہے کہ نفس کو تابع فرمان الٰہی ہونا چاہئیے۔ نفس کے تزکیئے۔۔۔ بتادی اور اسے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس روشنی میں ہمیں چاہئیے کہ افراط و تفریط سے اجتناب کریں۔ عبادت بھی کریں اور دوسروں کے حقوق بھی ادا کریں۔

زیادتی کار مہلک ہے۔ برطانیہ میں ایک زیر تربیت ڈاکٹر جو طویل ساعتوں تک کام کر رہا تھا، اور جسے بہت کم نیند کیلئے وقت مل رہا تھا، انتقال کر گیا۔ جاپان میں جہاں زیادتی کار عام بات ہے بہت سے لوگ اسی وجہ سے اپنے جان سے گزر جاتے ہیں۔ ایک جاپانی جس نے سترہ ماہ تک بغیر ایک چھٹی کیئے ہوئے کام کیا، مر گیا اور

Marfat.com

اس کے پسماندگان کو بطور معاوضہ زرتلافی دیا گیا۔ یہ سب واقعات بتاتے ہیں کہ واقعی زیادتی کار نقصان دہ ہوسکتی ہے۔

بعض دیگر مشاہدات بھی یہ تصدیق کرتے ہیں کہ زیادہ کام باعث مرض و موت ہوسکتا ہیاور جو گاڑی چلانے والے پرہجوم راستوں پر گاڑی چلاتے ہیں۔ ان میں حملہ قلب کی وجہ سے شفا خانہ میں داخلہ کا امکان زیادہ تھا۔ اگر لوگ کام زیادہ کریں اور سماجی، خاندان یا ملسی سہاروں سے بھی محروم رہیں تو مرض و موت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ خصوصاً جب ذمہ داریاں کم اور اختیارات زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ زیادہ صحت مند رہتے ہیں۔ اگر کام کی زیادتی کے ساتھ غذا غلط اور جسمانی ورزش کم ہو تو مزید نقصان ہوتا ہے۔ زیادہ کام کرنے والوں میں پٹھوں کی تکالیف بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ ان تکالیف کا سبب اعصابی، ہارمونی محرکات ہیں۔ جن میں ''ایڈرے نے لن'' کی طرح اور ''کارٹی سون'' کی ریزش بڑھ جاتی ہے۔ دل برقی لحاظ سے زیادہ متعش ہوسکتا ہے۔ فشار کون بلند ہو جات ہے نیند اڑ جاتی ہے۔ خون کی کولیسٹرول چربیاں اور شکر میں خراز آجاتا ہے۔

Marfat.com

اسلامی تصوف اور باطن

باطن بطن سے ہے۔ بطن پیٹ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پیٹ میں حلال وحرام، مولود، مرج و کیفیات پوشیدہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا باطن کا مشتق مطلب ''پوشیدہ علوم و جواھر'' مخفی و پنہاں نوادرات فطرت کے اجزاء کا نام باطن ہے۔

❁ المنجد میں

ہر شے کا اندرونی حصہ، پوشیدہ وغیرہ۔ ایک وادی کا نام بھی باطن ہے۔ (اسلامی انسائیکلو پیڈیا (شاھکار) ص ۳۲۶) جو شمال مشرقی عرب میں ہے۔

❁ تصوف کی اصطلاح میں

رسول اللہ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا! کہ مجھے ظاہری علم کے علاوہ باطنی علم بھی دیا گیا ہے اگر فاش کروں تو جان اچک لی جائے۔

علی رضی اللہ عنہ کا ایک شعر

فلا تفش زرك الا اليك

فان لكل نصيح نصيحاً

اپنا بھید (باطن) بجز اپنے کسی سے نہ کہو۔ اسلئے کہ ہر خیر خواہ کا دوسرا خیر خواہ ہوتا ہے۔ (دیوان علی۔ ص ۴۶)

اللہ عزوجل، روح، ملائکہ، جن، آخرت وغیرہ تمام کا نظریاتی طور پر باطن سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ لہٰذا باطن کی نمود ایک روحانی قدر ہے۔ جس کی نمود فکر و قلب سے ہے۔ نظر و شواہد سے نہیں۔ یہ استنباطی عمل ہے۔ استقرائی پہلو نہیں۔ یہ باطن کس طرح سدھارا جا سکتا ہے۔

باطن کی اصلاح تصوف میں دو اجزاء سے ممکن ہے۔

۱) اکل حلال

۲) صدق مقال (بقول علامہ ادریس فاروقی۔ سوہدرہ)

❁ شیخ عبد القادر جیلانی کے نزدیک

ورع یعنی پرہیز گاری اور راست بازی کا اختیار کرنا تیرے لئے لازمی ہے۔ کیوں یہی مسلمان کے ظہر و باطن کی صحت و عافیت ہے اور یہی صراط مستقیم کی روش ہے۔ (فتوح الغیب۔ ص ۹۴)

❁ قرآن میں باطن کے بارے آیات

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ. (آیت 151 الانعام)

ترجمہ: اور نہ قریب جاؤ بے حیائی کے طریقوں کے خواہ علانیہ ہوں، خواہ پوشیدہ۔

❁ قرآن میں ظاہر و باطن دونوں گناہوں کو چھوڑنے کا حکم الٰہی۔

وذروا ظاهر الاثم وباطنه ہ الانعام ۶

ترجمہ: اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔

❁ انسان کو ظاہری نعمتوں جو ادراک عقل میں آتی ممکن ہوں اور باطنی نعمتوں جن کا ادراک و احساس

Marfat.com

انسان کے بس میں نہیں دونوں کو انسان کیلئے مختص کر دیا۔

واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة . (لقمان ۲۱)

ترجمہ: اور تمہیں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

✿ اللہ عزوجل نے پوشیدہ وظاہری دونوں طرح کی نیکی کا حکم کیا۔

وینفقوا مما رزقنٰھم سرًّا وعلانیةً ○ (ابراھیم ۱۴)

ترجمہ: اور جو کچھ ہم نے رزق دیا انفاق کرتے ہیں۔ پوشیدہ وعلانیہ۔

✿ اللہ عزوجل سینوں کے باطنی تمام رموز سے آشنا ہے۔

یعلم خآئنة الاعین وما تخفی الصدور ○ (المومن ۴۰)

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

احادیث مبارکہ

✿ حرم الفوٰحش ما ظھر وما بطن. (بخاری، کتاب تفسیر)

ترجمہ: حرام کیا تم پر فحاشی کو ظاہر اور باطن۔

اللہ عزوجل نے بخش دیا میری امت کی دل کی باتوں کو جب تک ان پر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے۔ (صحیح مسلم، عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

✿ انما الاعمال بالنیات .

ترجمہ: تحقیق اعمال کا دارومدار نیتوں (باطن) پر ہے۔ (صحیح بخاری)

باطن اور اعمال مخفی

سات اشخاص ہیں جن کو اللہ عزوجل اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ جو صدقہ دے کہ ایسا چھپا کر کہ داھنے کو نہ خبر ہو کہ بائیں ہاتھ نے خرچ کیا۔ (صحیح مسلم ۳۔ ص ۵۷)

باطن اور کینہ

جس سے علم دین کا مسئلہ پوچھا گیا اور جان بوجھ کر اس مسئلہ کو اس نے نہ بتایا تو قیامت کے دن وہ شخص آگ کی لگام دیا جائے گا۔ (ابوداؤد ۳، ص ۱۲۰)

باطن مخفی علوم

[illegible] علم کے [illegible] کے علم حاصل کئے۔ ایک کو میں نے (لوگوں تک) پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ میرا بلعوم کاٹ ڈالا جائے۔ امام بخاری نے کہا بلعوم (نرخرا) وہ ہے جس میں سے کھانا اترتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد اول۔ ص ۱۴۹)

باطن کا تعلق دل سے

اللہ عزوجل تمہاری اشکال اور اموال نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر)

باطنیہ فرقہ

حقیقتاً ہر وہ بندہ جو علوم ظاہر یہ کو پوشیدہ رکھے اور اندر ہی اندر سچ کو جھوٹ، حق کو باطل، اعتدال کو لالچ

Marfat.com

،اور معاشرت کو چھوڑ کر راہ فرار ڈھونڈے اس فرقہ کا متقدی ہے۔مزید باطنیہ ایک فرقہ ہے۔جس نے اسلام کے پردے میں اپنے ااپ کو چھپایا اور رفض کی طرف جھکے،ان کے عقائد و اعمال سب اسلام سے بالکل مخالف ہیں۔ چنانچہ ان کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ صانع بے کار ہے۔نبوت باطل ہے۔عبادات بے فائدہ ہیں۔(تلبیس ابلیس۔ص ۱۵۳)۔صرف اندرونی کیفیات کا نام،ذاتیات اور خود پرستی زندگی و مذہب ہیں۔ باطنیہ کا یہ نام اس لئے پڑا کہ وہ لوگ کہتے ہیں۔قرآن و حدیث کے باطنی معنی بھی ہیں۔اور وہ مغز ہیں اور ظاہری معنی چھلکا ہیں ۔(تبلیس ابلیس۔ص ۱۵۳)

باطنیت کی حقیقت

حالانکہ قرآن و حدیث ظاہری علوم کا منبہ ہے۔جس میں اطوار و افعال کے رموز ملتے ہیں۔مخفی علوم کا اگر تذکرہ ہے بھی تو ظاہریت کی آڑ میں۔قرآن و حدیث سورج کی طرح روشن ہے۔باطن چاند کی مانند ہے جو سورج سے روشنی مستعار لیتا ہے۔اگر علوم باطنیہ قرآن و حدیث کے پاسدار ہیں تو اسلامی تصوف علوم باطنیہ کا علمدار ہے۔وگرنہ بدعی علوم پر مبنی باطنیت استدراج، جادو، کینہ، بغض، حسد و دیگر اخلاقی آلائشوں کو جنم دیتی ہے۔ اس لئے باطن کا تعلق ظاہری علوم شرعیہ سے ہے۔جس میں انسانی جبلت اور فطری و مظاہری اشارات کے نقوش پر بحث کی جاتی ہے۔باطن کا تعلق دل و دماغ سے ہے۔ظاہر خواص خمسہ سے متصف ہے۔جب خواص خمسہ کے اندرونی اور بیرونی کیفیت میں تضاد باقی نہ رہے تو باطنی خصائل اسلامی تصوف کا عکس پیش کرتے ہیں۔اگر ظاہر حق ہو اور باطن میں شبہات تو اس سے منفی اسالیب کے رجحانات کا وسیع احتمال ہے۔نماز میں آمین بلا جبر، رفع الیدین (عندالرکوع کرنا)،سورۂ فاتحہ (خلف الامام پڑھنا)،وغیرہ ظاہری کیفیت کا نام ہے اور نماز میں آمین بالسر، رفع یدین (عندالرکوع کرنا)،سورۂ فاتحہ (نہ پڑھنا) وغیرہ باطنی اسلوب نماز ہے۔دونوں کا تذکرہ احادیث میں ملتا ہے۔

Marfat.com

اسلامی تصوف اور اذکار

قرآن میں ذکر کا جابجا ''ذکر'' (یعنی یاد، نصیحت، وعظ وغیرہم) کی تلقین کی گئی ہے۔ قرآن میں ۲۸۹ بار یہ لفظ مختلف صیغوں کے ساتھ مستعمل ہے۔

(معجم المفہرس لالفاظ القرآن۔ ص ۳۴۴)

بعض جگہ اللہ عزوجل نے قرآن کو ''ذکر'' سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی ہر آیت ذکر کا مفہوم پیش کرتی ہے۔ ابھی قرآنی حوالہ جات سے ذکر کی فضیلت واہمیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

۞ ذکر اور راہ فلاح

واذکرو الله کثیرا لعلکم تفلحون o (الجمعہ ۶۲)

ترجمہ: اور بکثرت اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم فلاح پا لو۔

۞ ذکر اور معاشیات

فاذا قضیت الصلوٰة فانتشرو فی الارض وابتغوا من فضل الله واذکروا لله کثیرا لعلکم تفلحون o (الجمعہ ۶۲)

ترجمہ: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ عزوجل کا فضل تلاش کرو (اور ساتھ) بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو۔ تا کہ تم کامیاب وکامران ہو جاؤ۔

۞ ایک جگہ ذکر سے غفلت کا نتیجہ معاش

ومن اعرض عن ذکری مان معیشة فنکا ونحشره یوم القیمه اعمیo (طہ ۲۰)

ترجمہ: جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

۞ ذکر اور تسکین قلب

الذین امنوا وتطمئن قلوبهم بذکرا لله الا بذکر الله تطمئن القلوبo (الرعد ۱۳)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسکین ملتی ہے۔

۞ ذکر اور کثیر

یا ایها الذین اٰمنو اذکرو الله ذکرا کثیراo (الاحزاب ۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

۞ ہر کیفیت میں ذکر کرنے کا حکم

الذین یذکرون الله قیماوقعوداوعلی جنوبهمo (آل عمران ۳)

ترجمہ: اللہ عزوجل کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔

اٹھنے بیٹھنے سے مراد کے مسنون دعائیں جو طہارت، وضو، سونے، جاگنے اور دیگر معاملات میں پڑھی جاتی ہیں۔ پڑھ کر اللہ کا ذکر (ذکر کثیر) کیا جا سکے۔

۞ ذکر اور اسلوب یزدان

Marfat.com

فاذکرونی اذکرکم o (البقرۃ ۲)

ترجمہ: پس تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔

ذکر اور تلاوت قرآن

کلا انہ تذکرۃ o فمن شآء ذکرہ o (المدثر ۷۴)

ترجمہ: سچی بات تو یہ ہے کہ قرآن سراپا ذکر ہے۔ پس اب جو چاہے اس کو یاد کرے (تلاوت کرے)

ذکر اور توبہ

والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا الذنوبھم o (آل عمران ۳)

ترجمہ: اور جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار (استغفر اللہ) کرتے ہیں۔

ذکر اور نماز

واقم الصلوۃ لذکری o (طہ ۲۰)

ترجمہ: اور میری یاد کیلئے نماز قائم کرو۔

ذکر اور حج

فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھدکم وان کنتم من قبلہ لمن لاضالین o (البقرۃ ۲)

ترجمہ: (عرفات سے لوٹو) مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے۔

ذکر اور درود

ورفعنا لک ذکرک o (الم نشرح ۹۴)

ترجمہ: اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا۔

سورۂ احزاب میں ہے

ان اللہ ملکہ یصلون علی النبی o (الاحزاب ۳۳)

ترجمہ: تحقیق اللہ اور ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

احادیث فضائل درود

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ کعب بن عجرہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اس نے (مجھ سے) کہا، کیا میں تجھے ایسا ہدیہ عطا نہ کروں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ میں نے عرض کی، ضرور! مجھے ہدیہ عطا فرمائیں۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ ہم اہل بیت پر کیسے درود بھیجیں؟ کیوں کہ آپ پر سلام بھیجنے سے کی تعلیم اللہ عزوجل نے ہمیں دی ہے۔ آپ نے فرمایا! تم درود (اس طرح) پڑھو۔

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد، کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم، انک حمید مجید، اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم

Marfat.com

انك حميد مجيد. (مشکوٰۃ جلد اول۔ص ۴۰۳۔ متفق علیہ)

سلام کا بیان

التحيات لله والصلوات والطيبات الغاديات الرآئحات الزاكيات الطاهرات الله . (طبرانی۔ المعجم الکبیر جلد ۳۔ حدیث نمبر ۲۹۰۵۔ الصلاۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین حصہ دوم۔ص ۲۹۴)

درود وسلام کے بارے احادیث نبوی ﷺ

جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم / عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۴)

جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کی دس غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے دس درجات بلند ہوتے ہیں۔ (نسائی / عن انس رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ ص ۴۰۴)

قیامت کے دن میرے قریب سب سے زیادہ وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں۔ (ترمذی / عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۴)

بلاشبہ اللہ عزوجل نے فرشتے متعین کئے ہیں۔ جو زمین پر چلتے ہیں اور میری امت سے مجھ پر سلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ ص ۴۰۵)

تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ۔ پر درود بھیجتے رہنا۔ بلاشبہ تمہارا درود مجھ تک پہنچے گا۔ جہاں کہیں بھی تم ہو۔

(نسائی، عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۵)

وہ بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی، عن علی رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ص ۴۰۶)

دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ دعا اوپر نہیں جاتی جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجو۔ (ترمذی، عن عمر رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ ص ۴۱۰)

احادیث میں ذکر اللہ کا بیان

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا! اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرات ہے تو میں اس سے بہتر کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اروا گر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر جاتا ہوں۔

(اللؤلؤ والمرجان۔ حدیث نمبر ۱۷۱۳ (صحیح بخاری و صحیح مسلم))

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں ہی مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنا لوں۔ فرمایا! کہ اللہ عزوجل کے ذکر سے ہر وقت رطب اللسان رہ۔

(ترمذی، ابن ماجہ، فضائل اعمال۔ص ۴۰۶)

Marfat.com

٭ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں جسکی وجہ سے اللہ عزوجل جنت کے اعلیٰ درجات مین ان کو پہنچادیتا ہے۔
(صحیح مسلم، فضائل اعمال۔ص ۴۱۰)

٭ جو شخص اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے اور جونہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔
(بخاری و مسلم، فضائل اعمال۔ص ۴۱۱)

٭ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق وافسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ عزوجل کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔
(طبرانی، فضائل اعمال۔ص ۴۱۳)

٭ اللہ عزوجل کا ذکر ایسی کثرت کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔
(مسند احمد، فضائل اعمال۔ص ۲۳۰)

٭ جو شخص ہمارے اس دین میں ایسی چیز داخل کرے گا جو اس میں نہیں اس کو مردود سمجھا جائے گا۔
(بخاری و مسلم)

٭ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد میں لوگ مختلف حلقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ہر حلقہ کے درمیان کنکریوں کا ڈھیر ہے اور ہر حلقہ پر ایک آدمی کھڑا ہے جو ان سے کہتا ہے کہ سو بار سبحان اللہ کہو، لوگ سبحان اللہ کہنا شروع کردیتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے، سو بار اللہ اکبر کہو لوگ اللہ اکبر کہنا شروع کردیتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھ کر خبردار کیا۔ واللہ تم اب ایسے دین پر ہو جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے حدیث والد ہے یا تم گمراہی کے دروازے کو کھول رہے ہو۔
(اس کی سند جید ہے۔ علامہ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے)

خلاصہ کلام

جتنے بھی اذکار مسنون احادیث میں مروی ہیں۔ کہیں سو بار سے زیادہ کا ذکر نہیں بعض اذکار ایسے سنے میں آتے ہیں جن کی تعداد ۳۱۳، ۱۰۱، سوا لاکھ ہوتی ہے۔ یہ تخفیص غلو کی دین ہے۔ صحیح احادیث سے کہیں بھی اتنے کٹھن اذکار کا تذکرہ نہیں۔

دین آسان ہے۔ بعینہ اذکار بھی آسان اور ہلکے پھلکے ہیں۔ اور ذکر اللہ تصوف میں بنیادی خاصیت کا حامل شے ہے۔ کہیں بھی ذکر خفی وقلبی کا تذکرہ نہیں۔ صرف ذکر بلسان کا شرعی جواز ہے۔

مسنون اذکار کا بیان

تمام اذکار میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل الحمدللہ ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ ،فضائل اعمال۔ص ۴۶۴)

اللہ عزوجل کے ننانوے نام ہیں۔ ایک کم سو۔ جو شخص بھی انہیں یاد کرے گا جنت میں جائے گا۔
(صحیح بخاری وصحیح مسلم (اللؤلؤ والمرجان ص ۳۸۸)/ عن ابوہریرہ)

جو شخص دن بھر میں سو بار یہ دعا پڑھے گا۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك وله الحمد

Marfat.com

وھو علی کل شئی قدیر.

ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کا ہے۔ اور تمام تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان اسے اس کی حفاظت کری رہے گی۔ تا آنکہ شم ہو جائے اور وہی شخص اس سے بہتر عمل کر آئے گا جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم (اللولو والمرجان۔ ص ۳۹۳/ عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جس نے "سبحان اللہ وبحمدہ" دن میں سو بار کہا اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم (اللولو والمرجان۔ ص ۳۹۳/ عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۞ مصیبت کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت پریشانی میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔

لا الہ الا اللہ العظیم العلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السموٰت، ورب الارض، ورب العرش الکریم.

ترجمہ: اللہ صاحب عظمت اور بردباد کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔ (صحیحین (اللولو المرجان ص ۴۰۰/ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ کا پڑھنا ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے سہل غم ہے۔

(طبرانی/ عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں دن میں سو بار [ستر بار (مسلم، طبرانی عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ] توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔ (ابن ابی شیبہ / عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

استغفراللہ (اے اللہ مغفرت فرما دے) (صحیح مسلم/ علی الاوزاعی)

رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم.

ترجمہ: اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور میری توبہ قبول فرما۔ کیوں بلاشبہ آپ ہی بہت زیادہ توبہ قبول [illegible]

(سنن اربعہ / عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو استغفراللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ. تین یا پانچ بار پڑھے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، خواہ وہ میدان جنگ سے بھاگا ہو۔ (ابوداؤد)

کتاب الزھد مین لقمان (حکیم) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا! اپنی زبان کو اللھم اغفرلی کا عادی بناؤ۔ کیوں کہ اللہ عزوجل کی کچھ ایسی ساعتیں ہیں جن میں وہ سائل کو محروم نہیں رکھتا۔ (حصن حصین)

Marfat.com

مسنون دعائیہ اذکار

واذکرو الله کثیرًا لعلکم تفلحون

ترجمہ: اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ فلاح پا جاؤ۔ (یعنی اٹھتے بیٹھتے خدا کو یاد کیا کرو)

صبح وشام کی دعا

جو یہ کلمات ہر صبح وشام تین تین بار پڑھ لے اسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شئی فی الارض ولا فی السمآء وهو السمیع العلیم .

ترجمہ: اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی (یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی۔ اور وہ سننے والا، علم والا ہے۔

(سنن اربعہ / عن عثمان رضی اللہ عنہ (حصن حصین۔ ص ۱۱۵)

گھر میں داخل ہونے کی دعا

اللهم انی اسئالك خیر المولج وخیر المخرج. بسم الله ولجنا وبسم الله خرجنا وعلیالله ربنا توکلنا .

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے اندر آنے اور باہر جانے کی بہتری طلب کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل کے نام سے جو ہم داخل ہوئے اور اللہ کا نام لے کر ہم نکلے اور خدا پر جو ہمارا پروردگار ہے بھروسہ کیا۔ اس کے بعد اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔

(ابوداؤد / عن ابو مالک اشعری (حصن حصین۔ ص ۱۴۰)

سونے کی دعا

اللهم باسمك اموت واحیٰ.

ترجمہ: اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔

(صحیحین عن حذیفہ (حصن حصین ص۔ ۱۴۴)

سو کر اٹھنے کی دعا

الحمدلله الذی احیانا بعد ما اماتنا والیه النشور.

ترجمہ: سب تعریف اللہ عزوجل کے لئے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد جلایا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ (حاکم عن جابر (حصن حصین)

بیت الخلاء میں جانے کی دعا

اللهم انی اعوذبك منالخبث والخبائث .

ترجمہ: اے اللہ عزوجل میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں اور جنیوں سے۔ (ابن ابی شیبہ (حصن حصین)

بیت الخلاء سے نکلے تو پڑھے

غفرانك

ترجمہ: اے اللہ عزوجل! مجھے بخش دے۔ (ابن حبان (حصن حصین)

Marfat.com

گھر سے نکلے تو یہ ذکر کرے! بسم الله توکلت علی الله .

ترجمہ: میں اللہ عزوجل کے نام سے نکلتا ہوں، میں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا۔ (ابو داؤد (حصن حصین)

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

اللھم افتح لی ابواب رحمتك.

ترجمہ: اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔

(صحیح مسلم (حصن حصین)

مسجد سے نکلنے کی دعا

اللھم انی اسئلك من فضلك.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم حصن حصین)

فرمایا! رسول اللہ ﷺ نے کہ آگے پیچھے آنے والی چند چیزیں ہیں۔ ہر فرض نماز کے بعد ان کا کہنے والا محروم نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ ۳۳ بار۔۔۔ الحمدللہ ۳۳ بار۔۔۔ اور اللہ اکبر ۳۴ بار (صحیح مسلم (حصن حصین)

۳۳ بار سبحان الله ۔۔۔ ۳۳ بار الحمد لله ۔۔۔ ۳۳ بار الله اکبر اور ایک بار لا اله الله وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علیٰ کل شئی قدیر۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس پر عمل کرنے سے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اگرچہ سمندروں کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (صحیح مسلم (حصن حصین) عن ابوھریرہؓ)

اللھم انت السلام، ومنك السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام ۔

ترجمہ: اے اللہ عزوجل تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے تو بابرکت ہے اے بزرگی اور اکرام والے۔ (ترمذی/ عن توبان (حصن حصین))

کھانے کی دعا

بسم الله وعلی برکة الله .

ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کے نام سے اور اللہ کی برکت پر کھانا شروع کیا۔ (حاکم/ عن ابو سعید حذری رضی اللہ عنہ (حصن حصین)

کھانے کے بعد

الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین .

ترجمہ: سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔ (سنن اربعہ / عن ابی سعید حذری (حصن حصین))

کپڑے پہننے کی دعا

الحمد لله الذی کسانی هذا ورزقنیه،من غیر حول منی ولا قوة .

Marfat.com

ترجمہ: سب تعریف اللہ عزوجل کے لئے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا اور کہا بغیر میری سعی اور قوت کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

(ابوداؤد، ترمذی/ عن معاذ بن جبل (حصن حصین)

❁ اترتے چڑھتے ذکر

جب کسی گھاٹی پر چڑھے تو "اللہ اکبر" اور گھاٹی (یا سیڑھی) سے اترے تو کہے "سبحان اللہ"۔ (صحیح بخاری/ عن جابر (حصن حصین)

❁ حج کی تلبیہ

لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک حمد و نعمت تیرے ہی لئے ہے اور ملک بھی تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

(صحیح مسلم/ عن جابر، حصن حصین)

❁ مصیبت کے وقت ذکر اللہ

حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا۔

ترجمہ: اللہ عزوجل ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے اللہ عزوجل ہی پر ہم نے بھروسہ کیا۔ (ترمذی/ عن ابی سعید، حصن حصین)

❁ جب کوئی دل برا کرنے والی چیز دیکھے

الحمد للہ علی کل حال۔

ترجمہ: ہر حال میں اللہ تعریف کا مستحق ہے۔ (حاکم/ عن جابر، حصن حصین)

❁ جب قرض میں مبتلا ہو

اللھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغنی بفضلك عمن سواك. ترجمہ: اے اللہ حرام سے بچاتے ہوئے اپنے حلال کے ذریعے تو میری کفالت فرما اور اپنے فضل سے مجھے اپنے غیر سے بے نیاز کر دے۔ (حصن حصین)

❁ مشغولیات کی وجہ سے تھکن محسوس کرتا ہو [illegible] قوت کا [illegible]

سوتے وقت تینتیس (۳۳) بار "سبحان اللہ" اور تینتیس (۳۳) بار "الحمدللہ" اور چونتیس (۳۴) بار "اللہ اکبر" کہے۔ (صحیح بخاری/ حصن حصین)

❁ ابتدائے قرآن، وسوسں، غصہ، گدھے کی آواز سننے پر یہ ذکر کرے

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. ترجمہ: میں اللہ کی پناہ میں آیا شیطان مردود سے۔ (صحیح بخاری/ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، سلیمان رضی اللہ عنہ (حصن حصین)

❁ جس کی آنکھ میں درد یا تکلیف ہو تو یہ پڑھ کر دم کرے

بسم اللہ اللھم اذھب حرھا وبردھا وصبھا۔

Marfat.com

ترجمہ: میں اللہ عزوجل کا نام لے کر دم کرتا ہوں، اے اللہ عزوجل اس کی گرمی اور ٹھنڈک اور مرض کو دور کر دے۔

اس کے بعد یوں کہے۔قم باذن اللہ۔(اللہ عزوجل کے حکم سے کھڑا ہو جا)(نسائی، ابن ماجہ / عن بابر بن ربیعہ (حصن حصین)

جب کسی مریض کی عیادت کرے

لا باس طهور ان شآء الله لا باس طهوران شآء الله .

ترجمہ: کچھ حرج نہیں ان شاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔کچھ حرج نہیں ان شاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔

(صحیح بخاری عن ابن عباس (حصن حصین)

مریض کے پڑھنے کے لئے ذکر

فرمایا! رسول اللہ ﷺ نے کہ جو مسلمان مرض کی حالت میں چالیس بار یہ ذکر کرے۔لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین .

ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

اور پھر اسی مرض میں مرجائے تو اسے شہید کا ثواب دیا جائے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو اس حال میں اچھا ہو گا کہ اس کے سب گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔

(مستدرک حاکم / عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (حصن حصین)

جان کنی کے وقت

اللهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔(بخاری / عن عائشہ رضی اللہ عنہا (حصن حصین))

جان کنی کے وقت جو شخص موجود ہو

لا اله الله کی تلقین کرے یا قریب با آواز بلند یہ پڑھے۔

(صحیح مسلم / عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (حصن حصین)

لا الہ الا اللہ کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اپنا ایمان تازہ کیا کرو۔انہوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنا ایمان کس طرح تازہ کریں؟ آپ نے فرمایا! لا الـه الا اللـه کثرت سے پڑھا کرو۔(مسند احمد طبرانی / عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ)

اگر ساتوں آسمانوں اور زمینوں والے ایک پلڑے میں ہوں اور لا اله الا اللـه دوسرے پلڑے میں ہو تو لا اله الا الله کا پلڑہ جھک جائے گا۔

(ابن حبان / عن ابن عمر)

اور یہ دو کلمے (لا اله الا الله ، والله اکبر) لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم کے ساتھ

Marfat.com

مل کر، جو بھی کوئی شخص زمین پر ان کو کہے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ سمندروں کے جھاگوں کے برابر ہوں۔(ترمذی/عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

مزید اذکار مسنونہ

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ مجھے چند کلمات دیجئے زیادہ نہ ہوں۔فرمایا دس بار اللہ اکبر کہو۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میرے لئے ہیں اور کہو اللھم اغفرلی ، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے بخشا۔تم دس مرتبہ کہو تو اللہ تعالیٰ ہر بار فرمائے گا میں تجھے بخش دیا۔(طبرانی/عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ)

فرمایا! کہ چار کلمے اللہ تعالیٰ عزوجل کو سب سے پیارے ہیں۔سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ان کلمات کو جس سے چاہو شروع کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔(مسلم/عن سمرہ بن جندب ؓ)

فرمایا! یہ چاروں کلمات قرآن کے بعد سے بہتر کلام ہیں اور یہ قرآن ہی کے کلمات ہیں۔(احمد/سمرہ رضی اللہ عنہ)

اور فرمایا! جو شخص ان کلمات کو کہے گا اس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔(طبرانی/ابن عمر رضی اللہ عنہ)

بے شک جنت اچھی مٹی والی ہے اور اس کا پانی شیریں ہے اور وہ ایک ہموار میدان ہے اور اس کے درخت یہی کلمات ہیں۔(ترمذی/عن ابن مسعود)

ان مین ہر کلمہ کے بدلہ تمہارے لئے جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے۔(ابن ...)

فرمایا! ہر بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے۔ہر بار الحمد للہ کہنا صدقہ ہے۔ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے ار ہر بار اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔(صحیح مسلم/عن ابی ذر)

فرمایا! سبحان اللہ احد سے بڑا ہے۔اللہ اکبر اور الحمد للہ بھی۔(بزار/عن عمران بن حصین)

فرمایا! سو بار سبحان اللہ کہنے کا ثواب اسماعیل علیہ السلام کی نسل کے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور الحمد للہ سو بار کہنا کا ثواب ایسے سو گھوڑوں کے برابر ہے جن پر زین کسی ہوئی ہو اور لگام لگی ہو۔اور ان پر جہاد میں غازیوں کو سوار کرا دیا جائے اور اللہ اکبر سو بار کہنے کا ثواب ان سو مقبول اونٹوں کے برابر ہے جن کی گردنوں میں قربانی کا پٹہ پڑا ہو۔(نسائی/عن ام ھانی)

جو شخص ہر روز مومن مردوں اور عورتوں کے لئے ۲۷ یا ۲۵ بار استغفار پڑھے ان لوگوں میں سے ہو گا جان کی دعا قبول ہوتی ہے اور جن کی وجہ سے اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔(طبرانی/عن ابی درداء)

فرمایا! جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا (کم از کم) دس گنا ثواب ہے۔میں یہ نہیں کہتا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے۔میم ایک حرف ہے۔(ترمذی/عن ابن مسعودؓ)

سورۃ فاتحہ قرآن کی سورتوں میں سب سے بڑی (بلحاظ مرتبہ) سورۃ ہے۔جو سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔(بخاری/عن ابی سعید حذری)

سورۃ یٰسین قرآن کا دل ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ عزوجل کی رضا کے لئے اور آخرت کے ثواب کے لئے پڑھتا ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہیا سے اپنے مردوں پر پڑھو (بوقت نزع) (نسائی/عن معقل)

Marfat.com

سورۃ ملک کی تیس آیات ہیں۔ انہوں نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ بخش دیا گیا۔ (ابن حبان/ عن ابوھریرہ رضی اللہ عنہ) فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ سورۃ ملک ہر مومن کے دل میں ہو۔ (حاکم/ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

- سورۃ اذا زلزلت قرآن کا چوتھائی حصہ ہے۔ (ترمذی/ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)
- سورۃ کافرون چوتھائی قرآن ہے۔ (ترمذی/ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)
- سورۃ نصر چوتھائی قرآن ہے۔ (ترمذی/ عن انس رضی اللہ عنہ)
- سورۃ اخلاص تہائی قرآن ہے۔ (بخاری/ ابی سعید خذریص)

جو شخص اپنے بستر پر سونے سے پہلے داھنی کروٹ سو بار سورۃ اخلاص پڑھ کر سوئے۔ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا تو جنت میں داھنی طرف سے داخل ہو جا۔ (ترمذی/ عن انس رضی اللہ عنہ)

معوذات (سورۃ خلق، سورۃ ناس) (جادو کا توڑ) ان جیسی سورتوں کے ذریعے نہ کسی سائل نے سوال کیا اور نہ کسی پناہ مانگنے والے نے پناہ مانگی۔ (نسائی، عن عقبہ)

Marfat.com

اسلامی تصوف اور بیعت

''بیعت'' کا المنجد میں مطلب معاملہ کرنا، باہم معاہدہ کرنا اور اصطلاحاً خلافت کو تسلیم کرنا کے ہیں۔ بیعت کا مقصد اپنی جان، مال، نفس اور فکر و عمل کو کسی کے تابع کرنے کا عزم ہے۔ کہ وہ جس کی بیعت کر رہا ہے ابھی اس کا تابعدار، اس کا مطیع ہے۔ اسلام میں اس کا حسین امتزاج عہد نبوی میں جا بہ جا ملتا ہے۔ بیعت شرعاً خلیفہ وقت سے لی جاتی ہے۔ عصر حاضر میں ووٹ ڈالنا ایک طرح کی بیعت، مشاورت یا عزم اطاعت کی شکل ہے ۔ یہ تو ایک دنیاوی، جمہوریتی انداز کی بیعت ہے۔

علماء سے، بزرگان سے بیعت کا تصور کتاب وسنت کا پابندہ۔ یعنی کسی خاص بزرگ یا صالح ومتقی کے ہاتھ پر بیعت کرنا کہ وہ کسی قسم کے شرعی مسئلہ کا جواز، یا شرعی راھنمائی آپ سے لینے کا معاملہ کرتا ہے، معاہدہ کرتا ہے۔ بیعت کسی ایک سے کرنا محدود نہیں بلکہ مختلف افراد صلحاء سے لی جا سکتی ہے لیکن اسلام پر اگر تو بزرگ عالم، صالح ومتقی شریعت کے پابند ہیں اور وہ راہنمائی انداز شریعت میں کرتے ہیں تو ایسی صورت میں بیعت اسلامی تصوف کا آرگن شمار کی جا سکتی ہے۔ اگر راہنما جس سے بیعت کی جارہی ہے، قبر پرستی، غیر مسنون اذکار، خلاف شرع افعال (مثلاً چلاکشی، جبر نفس وغیرہ) کی تلقین کرے تو ایسی صورت میں یہ بیعت ناجائز بلکہ ممنوع ہے۔ بیعت کا تصور اسلام کتاب وسنت کا پابند ہے۔ ابھی قرآنی آیات واحادیث جن میں بیعت کی تعلیم ہے مرقسم کی جاتی ہیں۔

شریعت اسلام پر بیعت

یا ایھا النبی اذا جاء ک المومنٰت یبا یعنک علیٰ ان لا یشرکن باللہ نساءً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولا دھن ولا یئین ببھتٰان یفترینہ بین ایدیھن وا رجلھن ولا یعفینک فی معروف فبا یعھن واستغفرلھن ٥ (الصف ٦١)

ترجمہ: اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کیسامنے گھڑ لیں اور کسی امر شرعی میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت کرلیا کریں۔

احادیث

جریر بن عبداللہ بجلی سے سنا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے میں نے بیعت کی ان باتوں پر کہ نماز درستی کے ساتھ ادا کروں گا اور زکوٰۃ دیا کروں گا اور ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔ (صحیح بخاری جلد اور۔ حدیث نمبر ٥٥)

مغیرہ معافی کو پسند کرتا تھا۔ پھر کہا اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے (شریعت) اسلام کی شرط مجھ پر کرلی اور ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی کی شرط میں نے اسی شرط پر آپ سے بیعت کی۔ اس مسجد کے مالک کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں ۔ پھر استغفار کیا اور (منبر سے) اترے۔ (صحیح بخاری جلد اول حدیث نمبر ٥٦)

کہا ہم سے عبداللہ بن عبداللہ بن دینارن بیان کیا انہوں نے کہا میں اس وقت موجود تھا جب لوگوں

Marfat.com

نے عبدالمالک بن مروان پر اتفاق کرلیا۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کا خط اس مضمون کا لکھا۔ میں اللہ کے بندے عبدالمالک بن مروان کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل کی شریعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور میرے بیٹے بھی ایسا ہی اقرار کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری جلد سوم۔ حدیث نمبر ۲۰۷۳)

عبادہ بن صامت سے سنا وہ کہتے تھے ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تم سے ان شرطوں پر بیعت کرتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور نہ چوری کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کا خون ناحق نہ کرو گے، اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان طوفان نہ جڑو گے، اچھی بات میں نافرمانی نہ کرو گے، جو کوئی ان شرائط کو پورا کرے گا اللہ عزوجل اس کا ثواب دے گا۔ جس سے ان میں سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر دنیا میں ہی اس کی سزا مل جائے تو وہ سزا کے گناہ کا اتار ہو جائے گی۔ اگر سزا نہ ہو اللہ اس کا گناہ چھپائے رکھے تو قیامت کے دن اللہ کا اختیار ہو گا چاہے تو اس کو عذاب کرے گا چاہے تو معاف کر دے، ہم نے انہی شرائط پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ (صحیح بخاری۔ جلد ۳۔ حدیث نمبر ۲۰۸۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا! نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیتے۔ عائشہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا۔ البتہ اس عورت کو آپ نے ہاتھ لگایا جو آپ کی بی بی یا لونڈی تھی۔
(صحیح بخاری ۳۔ حدیث نمبر ۲۰۸۳)

ابی ادریس خولانی ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ روایت مجھ سے ایک دوست امانتدار نے اور تحقیق وہ میرے دوست اور میرے نزدیک امانتدار ہیں۔ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ نو یا آٹھ یا سات آدمی اور آپ نے فرمایا! تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارہم ان دنوں بیعت کر چکے تھے۔ تو ہم نے عرض کی کہ ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ہن نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کی کہ ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ہم نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ تو بیعت اول کر چکے ہیں۔ اب کس بات کی بیعت کریں؟ فرمایا۔ عبادت کرو، اللہ عزوجل کی اور نہ شرک کرو اس کے ساتھ کسی کو اور نمازوں کی پنجگانہ اور اللہ عزوجل کی فرماں روی کرو اور ایک بات چپکے سے کہی کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگو تو میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا کہ ان کو کوڑا گر پڑتا تھا۔ تو کسی سے سوال نہ کرتے تھے کہ وہ اٹھا دے (یہ بیعت کا اثر)۔ (صحیح مسلم جلد سوم۔ ص ۶۳)

جہاد پر بیعت

ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسه ومن اوفیٰ بما عھد علیه الله مسیوتیه اجراً عظیماً o (الفتح ۴۸)

ترجمہ: جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ عزوجل سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ عزوجل کا ہاتھ ہے، تو جو شخص عہد شکنی کرے وہ اپنے نفس پر ہی عہد شکنی کرتا ہے۔ اور جو شخص اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ عزوجل کے ساتھ کیا ہے۔ تو اسے عنقریب اللہ بڑا اجر دے گا۔

لقد رضی الله عن المومنین اذیبایعونك تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینة

Marfat.com

کان اللہ عزیزاً حکیماًo (الفتح ۴۸)

یقیناً اللہ عزوجل مومنوں سے خوش ہوگیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کررہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا۔ اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا۔ اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

احادیث

راوی انس رضی اللہ عنہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سردی کے وقت برآمد ہوئے دیکھا تو مہاجریں اور انصار خندق کھود رہے تھے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا۔

اللہم ان الخیر خیر الآخرۃ.... فاغفر للانصار والمہاجرۃ

ترجمہ: فائدہ جو کچھ ہے وہ آخرت کا ہے فائدہ۔۔ بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا۔

انہوں نے جواب میں یہ شعر پڑھے۔

نحن الذین بایعو امحمدًا

علی الجہاد ما بقین ابدًا

ترجمہ: اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیعت ہم نے کی جان جب تک ہے لڑیں گے کافروں سے ہم سدا (صحیح بخاری جلد۳ حدیث نمبر ۲۰۷۰)

انہوں نے یزید بن ابی عبیدہ سے میں نے سلمہ بن اکوع سے پوچھا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے دن کس پر بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا (ٹرکر) مرجانے پر۔ (صحیح بخاری جلد۳۔ حدیث نمبر ۲۰۷۵)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو آدمی تھے۔ ہم نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑے ہوئے شجرہ رضوان کے تلے تھے اور وہ سمرہ کا درخت تھا۔ (سمرہ ایک ریگستانی درخت ہے) اور ہم نے بیعت کی آپ س یا س شرط پر کہ نہ بھاگیں گے۔ (صحیح مسلم ۵۔ص ۱۵۳)

مجاشع سے روایت ہے میں اپنے بھائی ابو سعید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا مکہ فتح ہونے کے بعد اور میں نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے بیعت لیجئے ہجرت پر آپ نے فرمایا ہجرت مہاجرین کے ساتھ ہو چکی میں نے کہا پھر کس چیز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لیں گے اس سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اسلام پر اور جہاد پر اور نیکی پر۔ (صحیح مسلم ۵۔ص ۱۵۷)

خلافت کی بیعت

احادیث

عبادہ بن صامت سے انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ کا حکم سننے اور ماننے پر بیعت کی خوشی اور ناخوشی دونوں حالوں میں اور اس شرط پر کہ جو شخص سرداری کے لائق ہوگا (مثلاً قریش مین سے ہو اور شرع پر قائم ہو) اس کی سرداری قبول کرلیں گے۔ اس سے جھگڑا نہ کریں گے اور جہاں کہیں رہیں گے وہاں حق پر قایم رہیں گے۔ اور اللہ عزوجل کی راہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرنے کی۔ (صحیح بخاری ۳۔ حدیث نمبر ۲۰۶۹)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اور دیکھو (مسلمانو)! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رفیق ہیں یعنی غار ثور میں دوسرے شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تمام مسلمانوں کا ایک گروہ پہلے ہی بنی ساعدہ کے

Marfat.com

منڈوے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکا تھا۔ یہ عام عام بیعت ہوئی۔ منبر پر (وفات کے دوسرے روز) اسی سند سے زہری نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ اسی روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے برابر یہی کہتے رہے۔ اٹھو منبر پر چڑھو۔ (آخر وہ چڑھے) اور لوگوں نے عام طور پر ان سے بیعت کی۔ (صحیح بخاری ۳۔ حدیث نمبر ۲۰۸۸)

ابو سعید حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جب دو خلیفہ سے بیعت کرو تو جس سے اخیر میں بیعت ہوئی ہو اس کو مار دو۔ (تلف کر دو) کیوں کہ اس کی خلافت پہلے خلیفہ کے ہوتے ہوئے باطل ہے۔ (صحیح مسلم ۵ ص ۱۵۱)

اور (بیعت کریں گے پھر اطاعت) جو کوئی ہم پر سردار بنایا جاویگا۔ اس سے نہ جھگڑا کرنے پر، ہمیشہ ہم حق کے تابع رہیں گے، جہاں ہوں ہم نہ ڈریں گے کسی برا کہنے والے کی برائی سے۔ (سنن نسائی ۳ حدیث نمبر ۴۱۵۵)

شرعی بیعت کے بعد فسخ کرانا کیسا ہے؟

جابر بن د بن عبداللہ اے ایک گنوار نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی پھر مدینہ میں اس کو تپ آنے لگی۔ وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا۔ پھر دوبارہ آپ کے پاس آیا کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ آخر مدینہ سے نکل کر چل دیا۔ اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ پلید میل کچیل کو چھانٹ ڈالتا ہے۔ اور ستھرا خالص مال رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری ۳۔ حدیث نمبر ۲۰۸۰)

فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسه. (الفتح)

ترجمہ: پھر جو کوئی اس بیعت کو (اپنا اقرار) توڑے، وہ اپنا نقصان کرے گا۔

غیر شرعی (زر پرستانہ) بیعت پر وعید

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ عزوجل تین آدمیوں سے بات تک نہ کرے گا۔ نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کریگا۔ بلکہ ان کو دکھ کی مار پڑے گی۔ (ان میں سے ایک) جو شخص محض دنیا کمانے کی غرض سے کسی امام سے بیعت کرے اگر وہ اس کو دنیا کا روپیہ پیسہ دے تب تو بیعت پوری کرے، ورنہ پوری کرے۔ (صحیح بخاری ۳۔ حدیث نمبر ۲۰۸۱)

شرعی بیعت بالعموم مساعی و استطاعت پر موقوف

جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرمائیں گے اس کو سنوں گا اور بجا لاؤں گا) پھر آپ نے مجھے سکھلا دیا اتنا اور کہ جہاں تک مجھے قدرت ہے۔ یہ آپ کی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت خلل آوے اس لئے اتنا اور بڑھا دیا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے اور اس بات پر میں نے بیعت کی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۸۰۔ ص ۱۵۶)

شرعی بیعت، شریعت کو طوعاً و کرھاً اپنانے کا نام

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آٹھ آدمی عکل (قبیلہ) کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ

Marfat.com

ﷺ سے بیعت کی اسلام پر پھر ان کو ہوا نا موافق ہوگئی اور بدن بیمار ہو گئے۔انہوں نے شکوہ کیا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرمایا! تم ہمارے چرواھے کے ساتھ جاتے ہو، اونٹوں میں وہاں ان کا دودھ اور موت (پیشاب) پیو۔انہوں نے کہا اچھا پھر وہ نکلے اور اونٹوں کا موت اور دودھ پیا اور اچھے ہو گئے۔

(صحیح مسلم ۵۔ص ۳۰۰)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے سننے اور ماننے پر یعنی جو حکم آپ دینگے اس کو سنیں گے اور اس کے موافق عمل کریں گے۔آسانی اور دشواری اور خوشی اور رنج ہر حال میں ۔(سنن نسائی ۳۔حدیث نمبر ۴۱۵۵)

غلام سے بیعت لینے کا بیان

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک غلام آیا اس نے نبی ﷺ سے بیعت کی ہجرت پر اور آپ کو یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ غلام ہے۔پھر اس کا مالک آیا اس کو ڈھونڈتا ہوا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اس غلام کو میرے ہاتھ بیچ ڈال۔ پھر آپ ﷺ نے اس غلام کو خریدا، دو کالے غلام دے کر (اس کے بدل) بعد اس کے آپ ﷺ نے کسی سے بیعت نہیں لی۔جب تک آپ ﷺ دریافت نہ کر لیتے کہ وہ غلام ہے۔

(سنن ابن ماجہ ۲۔حدیث نمبر ۲۸۶۹)

عورتوں کی بیعت کا بیان

امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں آئی نبی ﷺ کے پاس چند عورتوں کے ساتھ آپ ﷺ سے بیعت کرنے کو۔آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا یوں کہو جہاں تک ہم کو طاقت ہے اور قدرت ہے اور میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

(سنن ابن ماجہ ۲۔حدیث نمبر ۲۸۷۴)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسلمان عورتیں جب ہجرت کر کے نبی ﷺ کے پاس آ جاتیں تو آپ ﷺ ان کا امتحان لیتے اس آیت کا: کانت المومنات اذا هاجرن الیٰ رسول الله ﷺ یمتحن یقول الله یا ایها النبی ﷺ اذا جاء ك المومنات یبا یعنك الخ.

ترجمہ: جب تیرے پاس مومن عورتیں آویں بیعت کرنے کے لئے تا آخر امتحان یہ تھا کہ ان کو رسول ﷺ حلف دیتے کہ وہ دین کے لئے نکلی ہیں نہ یہ کہ اپنے خاوندوں سے لڑ کر یا کسی کے عشق و محبت میں ۔(سنن ابن ماجہ۔ حدیث نمبر ۲۸۷۵)

عائشہؓ نے کہا جو کوئی مومن عورت اس آیت کے موافق اقرار کرتی کہ شرک نہ کرے گی، چوری، زنا نہ کرے گی۔اپنی اولاد کو نہ مارے گی، طوفان نہ جوڑے گی، نیک بات میں رسول اللہ ﷺ کا خلاف نہ کرے گی، اس نے گویا امتحان کا اقرار کیا تو جب عورتیں اپنی زبان سے یہ اقرار کر لیتیں رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے بس جاؤ میں تم سے بیعت کر چکا نہیں قسم خدا کی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک کسی عورت کے ہاتھ سے کبھی نہیں لگا۔صرف اتنا تھا کہ آپ ﷺ ان سے بیعت کرتے زبان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم خدا کی۔رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے اقرار نہیں لیا مگر انہی باتوں کا جن کو اللہ عزوجل نے حکم دیا۔اور نہ آپ ﷺ کی ہتھیلی کسی عورت کی ہتھیلی سے لگی کبھی اور آپ ﷺ جب ان سے بیعت لیتے تو کہتے میں نے تم سے بیعت لی بات کہ کر۔(سنن ابن

Marfat.com

ماجہ ۲۔ حدیث نمبر ۲۸۷۶)

المختصر: ''اولی الامر'' کے اعتبار سے کسی عالم فاضل، صاحب شریعت سے بیعت کرنا کہ اس سے شرعی مسائل کے بارے معلومات پوچھنی ہو تو ایسی بیعت میں خرج نہیں مگر غلوئے تعظیم سے احتراز کیا جائے کہ یہ تقلید شخصی کی صورت اختیار نہ کر جائے۔

Marfat.com

اسلامی تصوف اور فنا فی اللہ

عہد حاضر کے غیر اسلامی تصوف کے علمبرداروں نے فنا و وجد کے غلط تصورات کو جس انداز سے طشت از بام کیا ہے اس نے اسلامی تصوف کی شکل وصورت کو بدقطع کر دیا ہے۔

خانقاہی طریقت اور سلسلہ خانوادوں کے نظم ہائے اذکار میں مرید کو خاص اسلوب کے ساتھ فنا فی شیخ کی طرف مرغوب کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے فنا فی شیخ، پھر فنا فی رسول' پھر فنا فی اللہ بتدریج حصول منزل ممکن ہے۔ یوں اس کو فنا فی شیخ میں اس قدر مستغرق کیا جاتا ہے کہ وہ تاحیات اسی دلدل میں دھنستا رہتا ہے۔ اور تمام عمر بدعی تصوف میں گزار دیتا ہے۔ نہ فنا فی الرسول اور نہ ہی فنا فی اللہ کی نوبت آنے دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے منسوب بخاری کی ایک حدیث ہے کہ اس طرح عبادت کرو تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر تم نہیں دیکھتے اللہ تو دیکھتا ہی ہے۔ یا اسقدر اللہ کی عبادت کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں۔

یہ عالم فنا فی اللہ سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس کی شکل وھئیت بھی مسمار نہیں ہونی چاھئی کہ انسان آپے سے باہر ہو جائے۔ حال آنا وغیرہ

ایک شخص کو ایک شخص کی وقرآن کی تلاوت سن کر حال آتے اور جنونی ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور دیوار پر بیٹھا دیا۔ اور اسی قلوی کو بلایا جو تلاوت کرتا تھا مگر دیور پر ساکن رہا۔

اسلام نقل و عقل سے مستعار ہے۔ قرآن بھی غور و فکر، سوچ و بچار اور دعوت تعقل دیتا نظر آتا ہے۔ اگر چہ اپنی ہستی کو مٹا کر ہی منازل فطرت کو طے کیا جا سکتا ہے۔ مگر شریعت حجاب و سنت کا پابند رہتے ہوئے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے (اقبال)

اس ضمن فنا فی اللہ سے مراد توجہ، خشوع و خضوع دین میں استغراق ہے۔ نہ کہ خود کو مضمحل بنا کر زندگی گزارنا۔

قرآن میں ہے: قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون ٥ (المومنون) ترجمہ: بلا شبہ ایمان والے فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں خشوع پیدا کرتے ہیں۔

تفسیر قرطبی مین ہے ''خشوع کا محل قلب ہے۔ جب دل خشوع والا ہوتا ہے تو جسم کے تمام اعضاء خشوع والے ہوتے ہیں۔''

المختصر: فنا فی اللہ کا اصل مرک ومحور یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی خوشنودی کیلئے اس قدر منہمک مستغرق ہونا کہ شریعت کے پیش نظر اسلام کے پابند رہتے ہوئے ہر کام اللہ عزوجل کی رضا کیلئے کرنا۔ یہی ایمان کی دلیل ہے۔

ایک حدیث

جس نے اللہ عزوجل کے لئے دوستی کی اور اللہ عزوجل کے لئے دشمنی کی اور اللہ کیلئے دیا اور اللہ عزوجل کے لئے روک رکھا اس نے ایمان مکمل کیا۔

(صحیح بخاری/عن ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

کوئی بھی عبادت ہو خالصتاً اللہ عزوجل کے لئے ہو۔ اور اسمیں خشوع و خضوع ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی نماز میں ادھر ادھر جھکنے لگی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں نماز توڑنے کے قریب ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو کر اپنے بدن کو بالکل سکون سے رکھے۔ یہود کی طرح ہلے نہیں، بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔ (ترمذی/ فضائل الاعمال باب ۳۔ص ۳۷۰)

اسی طرح قرآن کے بارے ایک واقعہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ۔ آپکا ایک شخص پر گزر ہوا انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا اسے کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا اس پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے اور اللہ کا ذکر سنتا ہے تو یہ گر پڑتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! بلاشبہ ہم اللہ سے ڈرتے ہیں لیکن ہم اس طرح نہیں گرتے ان میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ اصحاب محمد ﷺ اس طرح نہیں گرتے۔ (فتوح القدیر ۴/۴۵۹)

فنافی اللہ جنونی، مجذوجی، استغراقی کیفیات کا نام نہیں، نہ ہی عبادت سے انحراف کا نام ہے بلکہ ایک خاص اسلوب، طریق کار کا نام ہے جو ہم کو رسول ﷺ کی زندگی سے ملتا ہے۔

اس اعتبار سے فنافی اللہ کے صحیح معنوں کو لینا چاہیئے۔ فنا فی اللہ کو نہ تو شیوخ سے منسوب کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کو جنونی کیفیات سے مستعد لیا جاسکتا ہے۔ بلکہ فنافی اللہ مکمل طور پر اللہ عزوجل کی طرف راغب ہونے کا اک عمل ہے، درس ہے۔ جس کا نصاب کتاب وسنت سے آراستہ ہے۔

اولیاء اللہ

جس طرح نبوت ایک سند، دلیل کی آئینہ دار ہے۔ ولیت اس چیز کی اتھارٹی نہیں کہ فلاں بندہ ولی ہے۔ بلکہ ولی کوئی بھی ہوسکتا ہے اور اس کی کوئی سند نہیں ممکن ہیا یک آدمی کو کوئی ولی سمجھ رہا ہے اور دوسروں کی نگاہ میں نہ ہو۔ جیسے نبوت ہمہ گیریت کی حامل ہے۔ ولیت نہیں۔ عیسیٰ روح اللہ کو ہر دور کے فرد و نبی نے نبی تسلیم کیا۔ مگر کسی ولی کو ہر کوئی ولی شمار نہیں کرسکتا۔ یہ ایک صفت ہے جس کا تعلق اس کی ایمانی کیفیات سے ہم آہنگ ہے۔ ولی گو کہ ہر دور میں رہے ہیں مگر ولی کا خود کو ظاہر کرنا، یا خود کو ولی کہنا کہیں بھی ثابت نہیں بلکہ اولیاء اللہ نے خود کو اعمال سے، افکار سے دین کی رغبت سے منوایا۔ ان کی فکری و عملی تشکیلات وخلوص کی بدولت لوگوں نے بے چون و چرا تسلیم کیا۔ جنہوں نے ان میں رمق دیکھی۔

خیر یہ بات یا یہ بحث طویل تر ہے۔ ابھی یہم ولی کی صفت اور اس کی تشکیل وتزئین کے بارے قرآنی آیات اور احادیث سے شذرہ نوٹ قلمبند کریں گے۔

سورۃ حم سجدہ میں ہے

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۴۱/۵

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہہ دیا کہ ہمارا رب اللہ عزوجل ہے اور پھر اپنے ایمان پر جم کر کھڑے ہو گئے تو ان پر (سکون وطمانیت کے حامل) فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ (جو ان سے کہتے ہیں کہ) مت خوف کھاؤ غمگین نہ ہو اور اس جنت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

دوسرے مقام پر

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ٥ (یونس ۱۰)

ترجمہ: یاد رکھو اللہ عزوجل کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔

اولیاء ولی کی جمع ہے۔ صاحب منجد نے ولی کا مطلب ''محبت کرنے والا'' دوست، مددگار، حلیف لکھا ہے۔ مزید ولی اللہ کا نام ہے اس نسبت سے حافظ و نگران معانی تحریر کئے ہیں۔ ولی کسی انسان کے سرپرست کو بھی کہا جاتا ہے۔ بائبل میں مالک، سرپرست۔ یہ کیتھولک ترجمہ میں رشتہ دار کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(احبار ۲۵، عدد ۵:۷ یا ۳۵:۱۹؛ داعوت ۲:۲۰؛۳:۹)

اسطلاحاً اولیاء وہ سچے اور مخلص مومن جنہوں نے اللہ عزوجل کی اطاعت اور معاصی سے اجتناب کر کے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کی مساعی کی اور خاص حد تک کامیاب ہوئے۔ کوئی بھی نبی، صحابی، صالح اور شہید بھی اللہ کا ولی (دوست) کہلانے کا اہل ہے۔ لہٰذا کسی ولی کو ولیت کے عہدہ کو پانے کے لئے نبوی و صحابہ کی حیات کو مشعل راہ بنانا لازم و ملزوم ہے۔ ولی کا صاحب کرامت ہونا شرط نہیں۔ اگر کوئی شخص منہ سے آگ اور ہوا میں اڑ کر دکھا دے اور وہ متبع شریعت یا رسول اللہ ﷺ کی سنت کا پابند نہیں تو بقول نبوی ﷺ وہ ولی نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس پر یقین کرو۔

قرآن میں لفظ اولیاء ۴۴ بار آیا ہے اور اس کے مشتاق الفاظ ۵۴ بار مختلف آیات میں آئے ہیں۔ ابھی چند ایک آیات کو قلمبند کیا جاتا ہے۔

الله ولی الذین اٰمنو یخرجهم من الظلمٰت الیٰ النور .والذین کفروا اولیٰهم الطاغوت یخرجونهم من النور الیٰ الظلمٰت ٥ (البقرہ ۲)

ترجمہ: اللہ عزوجل ان لوگوں کا سرپرست، نگران، حاکم و مطاع ہے جو ایمان کی راہ اختیار کرتے ہیں وہ انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ ان کے خلاف جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کی سرپرست نگران ، حاکم مطاع، غیر خداوندی سرکش قوتیں ہوتی ہیں، جو ان کو روشنیسے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتی ہیں۔

اسی لئے قرآن نے دوسری جگہ واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ خدا کے ماسوا کسی کو اپنا ''ولی'' نہ بناؤ۔ ام اتخذوا من دونه اولیاء فالله هوالولی .وهو یحی الموتیٰ ٥ (الشوریٰ)

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے اللہ عزوجل کے سوا اور کارساز بنا لئے ہیں۔ حقیقتاً اللہ ہی کارساز ہے ۔ وہی مردوں کو زندہ کرے گا۔ وہ ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

خدا کو ولی (مولیٰ) تسلیم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اطاعت صراحی کے قوانین کی کی جائے اسمیں کسی اور کی محکومیت کو شریک نہ کیا جائے۔

خدا کی ولیت (سرپرستی، نگرانی، حفاظت) بھی اسی کو حاصل ہوسکتی ہے جو اس کے آئین کی اطاعت کرے اور اس کے متقابل اپنے یا دیگر کے جذبات اور خواہشات کا اتباع نہ کرنے لگ جائے۔

خدا کا رنگ بہترین رنگ ہے۔

سورۃ بقرہ میں ہے۔ قل ان هدی الله هو الهدیٰ ٥ (البقرہ ۲)

ترجمہ: ان سے کہہ دو کہ خدا کی طرف سے نازل شدہ ہدایت ہی ایسی حقیقی معنوں میں ہدایت کہلانے

Marfat.com

کی مستحق ہے۔

دوسری جگہ نفی اتباع الٰہی کو ولایت کی محرومی کا پیش خیمہ کہا گیا ہے۔

ولئن اتبعت اھوآء ھم بعد الذی جآء ك من العلم . مالك من الله من ولی ولا نصیر ٥ (البقرۃ ۲)

ترجمہ: اگر تم نے لوگوں کے خیالات کا اتباع کر لیا باوجودیکہ تمہارے پاس علم ویقین کی روشنی (ولی) آچکی ہے تو تم خدا کی ولایت اور نصرت سے محروم ہو جاؤ گے۔

ابھی اطاعت (اتباع) الٰہی کا ایک امتزاج:

من یطع الرسول فقد اطاع الله ٥ (النساء ۴)

ترجمہ: جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

جو ولایت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کے مطابق عمل حاصل کرے تو ایسے شخص کا تقرب الٰہی زیادہ مرتکز ہے اور اللہ عزوجل اس کا دنیا میں بھی اعلیٰ مقام اور آخرت میں بھی۔ اگر کوئی شخص حقیقی ولی اللہ کو ایذاء رسانی پہنچائے تو اس کے ساتھ اللہ عزوجل کی جنگ کے بارے بخاری کی ایک حدیث قدسی ہے۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تحقیق اللہ عزوجل فرماتا ہے جو شخص ایذاء دے میرے ولی کو پس تحقیق خبردار کرتا ہوں میں اس کو ساتھ لڑائی کے اور نہیں نزدیکی حاصل کی طرف میرے بندے نے یعنی مومن نے ساتھ کسی چیز کے یعنی اعمال ہے کہ بہت محبوب ہو میری طرف اس چیز سے کہ فرض کیا میں نے اس پر، بندہ نفل عبادتوں کے ساتھ میرے ساتھ تقرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ حتیٰ کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مانگتا ہے مجھ سے یہ بندہ اللہ عزوجل دیتا ہوں اس کو اور اگر پناہ پکڑتا ہے ساتھ میرے البتہ پناہ دیتا ہوں اس کو اور میں نہیں توقف اور تردد کرتا کسی چیز سے کہ کرنے والا ہوں میں اس کو مانند تردد میرے کے قبض کرنے جان مومن کے سے ناخوش رکھتا ہوں۔ وہ موت کو اور حال یہ ہے کہ میں ناخوش رکھتا ہوں۔ ناخوش اس کی کو۔ اور چارہ نہیں اس کو مرگ سے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ ءمومن کا ہاتھ (اقبال)

اولیاء اللہ کے خواص اور عقیدہ عوام الناس

وہ صفات جو اولیاء اللہ میں نمایاں ہوتی ہیں یعنی کتاب وسنت کی عملی تشکیل کے بارے میں لوگوں کے اذھان میں پیدا ہونے والے عقائد باطلہ کے جراثیم کا تنقیدی جائزہ

نفع ونقصان کی قدرت

یہ عقیدہ سراسر باطل ہے کہ اولیاء اللہ کسی کو ضرر یا منفعت پہنچا سکتے ہیں۔ بلکہ وہ تو خود اللہ عزوجل کے تابع ہیں جو ہر نفع ونقصان کا مالک کل ہے۔ اکثر لوگ ان کی خفتگی وناراضگی سے ڈرتے ہیں۔ قرآن کی رو سے یہ عقیدہ توہم پرستی کا پیدا کردہ ہے۔ فلہٰذا نہایت کاہش وبودا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ۔ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیآء کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً وان اوھن البوت البیت العنکبوت لو کانو یعلمون ٥ (العنکبوت ۲۹)

Marfat.com

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ عزوجل کے سوا اوروں کو اولیاء تصور اور تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی مثال مکڑی کی سی ہے وہ ایک گھر بناتی ہے مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس کا گھر کس قدر کمزور اور بودا ہے اے کاش لوگ علم و بصیرت سے کام لے کر سوچتے کہ ان کے اس قسم کے عقائد کس قدر جہالت پر مبنی ہوتے ہیں۔

اللہ عزوجل ہر نفع و نقصان کے مالک ہیں۔ اس کے پاس قانون فطرت کی کنجیاں ہیں۔ اسی کے پاس ہر بھلائی و برائی کی باگ دستگاہ ہے۔ کوئی اور اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

قرآن کہتا ہے۔ اولیاء اللہ تو اپنی ذات کیلئے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے چہ جائیکہ دوسروں کو نفع و نقصان پہنچا سکیں۔ سب کچھ قانون خداوندی کے تحت ہے۔ قل افاتخذتم من دونه اولیاء لا یملکون لا نفسهم نفعاً ولا ضراًo (الرعد ۱۳)

ترجمہ: ان سے کہہ دو کہ کیا تم اللہ عزوجل کے سوا اوروں کو اولیاء تسلیم کرتے ہو جن کی حالت یہ ہے کہ وہ خود اپنے آپ کے لئے بھی کسی نفع و نقصان کا اقتدار نہیں رکھتے۔

عام اولیاء اللہ تو ایک طرف، اس باب میں، اس مد میں تو اس ذات اعظم ﷺ کے متعلق جن کا مقام بداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اللہ کا ارشاد! قل لا املك لنفسی ضرًا ولا نفعاً الا ماشاء الله o (یونس ۱۰)

ترجمہ: ان سے کہہ کہ میں خود اپنی ذات کیلئے بھی کسی نفع و ضرر کا اختیار نہیں رکھتا۔ یہ سب اللہ عزوجل کے قانون مشیت کے مطابق ہے۔

فوت شدہ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم، سجدہ، جھکنا، ان کے وسیلہ سے دعائیں مانگنا تمام شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ (ہاں البتہ زندہ اولیاء کو دعا کیلئے کہنا مناسب ہے) مزید جب تقسیم پاک و ہند ہو رہی تھی اس وقت نہرو نے کہا کس اسلامی ریاست کی علیحدگی کی بات کرتے ہیں ہم کھڑے بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور آپ کے اہل مذہب لیٹے بتوں کی۔

یہ خدا کا مقرب بنا دیں گے

یہ عقیدہ کہ وہ اللہ کے نزدیک تر کر دیں گے غلط ہے۔

قرآن میں ارشاد الٰہی۔ انا انزلنا الیك الكتاب بالحق فاعبد الله مخلصاً له الدین o (الزمر ۳۹)

ترجمہ: ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے۔ سو تم اس کتاب کے مطابق اللہ عزوجل کی اطاعت اور محکومیت اختیار کرو اور اس اطاعت کو اس کیلئے مختص کر دو۔ اس میں کسی اور کو شریک مت ٹھہراؤ۔

ایک مقام پر دین حنیف سے گریز پا ہونیکی کیفیت کچھ اس طرح بیان کی جا رہی ہے۔ ومن یضلل فلو تجدله ولیاًمرشدًا o (الکھف ۱۸)

ترجمہ: اور جو اس کی راہنمائی کو چھوڑ کر اور راہیں اختیار کرے تو اس کا نہ کوئی ولی ہو سکتا ہے نہ مرشد۔

جیسے کوئی دقیانوسی بادشاہ ہو یا وزیر یا اس کے پیور کار ہدایت سے محروم رہیں تو کوئی ان کو راہ یاب نہیں کر سکتا۔ ایک اور جگہ پر ارشاد ربانی ہے۔ والذین اتخذو ان دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الیٰ الله زلفیٰ o (الزمر ۳۹)

ترجمہ: جو لوگ خدا کے سوا اوروں کو اولیاء تسلیم کر لیتے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی اطاعت اس لئے کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ہمیں خدا کا مقرب بنا دیں گے۔ حالانکہ۔ من یھد اللہ فھوال مھتدo (الاسراء ۱۷)
ترجمہ: صحیح راستے پر وہی ہے جو خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے۔
ولی۔ غوث اعظم ہیں۔ یہ بات کہ وہ فریاد سننے والے ہیں۔ قرآن اس نظریہ کو رد کرتا ہے۔
امن یجیب المفطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارضo (النمل ۲۷)
ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے کون قبول کر کے سختی کو دور کر سکتا ہے اور نہیں زمین کا نائب بنایا ہے۔ ولی داتا ہے۔ دینے والی ذات صرف اللہ کی ہے اس کے بارے میں حقیقت حال قرآن کھولتا ہے۔
لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض o (الشوریٰ ۴۲)
ترجمہ: اس کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔
دوسری جگہ۔ یخلق ما یشآء یھب لمن یشآء اناثا ویھب لمن یشاء الذکورo (الشوریٰ ۴۲)
ترجمہ: وہ جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔

ولی غریب نواز ہے

ولی کسی کو بھی اپنے اختیار سے کوئی چیز نوازنے کا اہل نہیں بجز اس کے کہ اللہ کو اختیار کل ہے۔ یاایھاالناس انتم الفقرآء الیٰ اللہ واللہ ھوالغنی الحمیدo (فاطر ۳۵)
ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز ہے خوبیوں والا ہے۔
ولی مشکل کشا ہے۔ اس نظریہ باطلہ کو بھی قرآن رد کرتا ہے۔
وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو۔ وان یمسسک مخیر فھو علیٰ کل شئی قدیرo (الانعام ۶)
ترجمہ: اور اگر تجھ کو اللہ عزوجل کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ عزوجل کے کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ عزوجل کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔
ولی گنج بخش ہے۔ قدرت کے خزانوں کا کلی مالک صرف خدا کی ذات ہے۔ اس نظریہ کی تصدیق قرآن کرتا ہے۔
وللہ خزآئن السمٰوٰت والارض o (المنفقون ۶۳)
ترجمہ: اور اللہ عزوجل کے پاس ہیں۔ آسمان وزمین کے کل خزانے۔
ولی دستگیر ہے: اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی مصیبت میں دعا سننے والا نہیں اس بات کی اصل قرآن آشکار کرتا ہے۔ واذا مس الانسان الضر دعانا لجبہ او قاعدًا اوقائمًا فلما کشفنا عنہ منرہ مر کان لم یدعنا منر مسہ o (یونس ۱۰)
ترجمہ: اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے بھی، بیٹھے بھی، کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو وہ ایسے ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کے لئے واسطے پہنچی تھی کبھی ہم کو پکار ہی نہیں تھا۔
اولیاء وسیلہ ہیں۔ قرآن میں ہے۔
وقال ربکم ادعونی استجب لکم o (غافر ۴۰)

Marfat.com

ترجمہ: اور تمہارا رب کہتا ہے مجھ سے (براہ راست) مانگو میں جواب دوں گا۔

اگر کسی کے وسیلہ کی ضرورت ہوتی تو ضرور اللہ عزوجل اس جگہ وسیلہ کا تذکرہ کرتے مگر اللہ انسان سے براہ راست ''حبل الورید'' کے توسط سے منسلک ہے۔

بعض جہلا اولیاء اللہ کو وسیلہ متصور کرتے ہیں اور دلیل اس آیت کی پیش کی جاتی ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنو تقو اللہ وابتغو الیہ الوسیلۃ وجاھدو فی سبیلہ لعلم تفلحون o (المائدۃ ۵)

اس کا سیدھا سادہ ترجمہ یہ ہے۔ اے ایمان والو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی طرف ''وسیلہ'' طلب کرو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب و کامران ہو جاؤ۔

اس لفظ وسیلہ سے پیر پرستی کی دلیل لائی جاتی ہے اور پھر اس پر اشخاص پرستی کی وہ عظیم عمارت قائم کر دی جاتی ہے جسے ڈھانے اور مٹانے کیلئے قرآن آیا تھا۔ اور جو نبی ﷺ کی بعثت کا مقصد تھا۔ ویضع عنھم اصرھم ولا غلال التی کانت علیھم o (الاعراف ۷)

ترجمہ: یہ رسول ان بوجھل سلوں کو تمہارے سروں سے اتار دے گا جن کے نیچے تم دبے چلے آرہے ہو اور ان زنجیروں کو کاٹ کر الگ کر دے گا جن میں تمہاری آزادی جکڑی ہوئی ہے۔

یہ بوجھل سلیں اور زنجیریں شخصیت پرستی کی تھیں جن سے آزادی دلانے کیلئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا۔ (تصوف کی حقیقت)

عربی لغت میں وسیلہ کے معانی ذریعہ، طفیل کے علاوہ اصطلاحاً مرتبہ، درجہ، قرب، نیک اعمال، مقام محمود، منصب اور منزلت بھی ہیں۔ یعنی وسیلہ کے معنی ایسی چیز کے ہیں جو کسی مقصود کے حصول یا اس کے قرب کا ذریعہ ہو۔ اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ تلاش کرو کا مطلب ہوگا اعمال اختیار کرو جس سے تم کو اللہ عزوجل کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہو جائے۔

امام شوکانی فرماتے ہیں! وسیلہ جو قربت کے معنی میں ہے۔ تقویٰ اور دیگر خصائل خیر پر صادق آتا ہے جن کے ذریعے سے بندے اپنے رب کا قرب حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح منہیات و محرمات کے اجتناب سے بھی اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے منہیات و محرمات کا ترک بھی قرب الٰہی کا وسیلہ ہے۔ لیکن بعض حقیقی وسیلہ کو چھوڑ کر قبروں میں مدفون لوگوں کو اپنا وسیلہ سمجھ لیا ہے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ (تفسیر احسن البیان۔ ص ۱۴۶)

البتہ حدیث اس مقام محمود کو بھی وسیلہ کہا گیا ہے۔ جو جنت میں نبی ﷺ کو عطا فرمایا جائے گا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا! جو اذان کے بعد میرے لئے یہ دعائے وسیلہ کرے گا وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔ (صحیحین)

ایک اور حدیث یہاں قلمبند کی جاتی ہے جو اولیاء سے استغاثہ کرنے اور ان کے وسیلہ پکڑنے کو ناجائز قرار دیتی ہے۔

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بھی قحط سالی ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کرواتے اور فرماتے اے اللہ پہلے ہم تیرے نبی ﷺ سے بارش کی دعا کرواتے تو تو ہمیں باران رحمت

Marfat.com

سے سیراب فرماتا اب تیرے نبی کے چچا کو ہم تیری بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کر کے دعا کر رہے ہیں۔ یا اللہ عزوجل اس دعا کو قبول فرما۔ ہم پر بارش کا نزول فرما۔ (راوی کہتا ہے کہ) اس پر بارش ہو جاتی۔ (صحیح بخاری جلد اول۔ص ۱۳۷۔ الصلوٰۃ استسقاء)

اس واقعے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل واضح ہو جاتا ہے کہ انہوں نے کسی مردہ شخص سے دعا نہیں کرائی حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے استغاثہ نہیں کیا انہیں مدد کے لئے نہیں پکارا اور ان کا واسطہ دے کر دعا نہیں مانگی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی بجائے آپ ﷺ کے چچا عباس سے التماس کی کہ وہ اللہ عزوجل سے دعا کریں۔ استسقاء کی دعا اور نماز مجمع عام میں ہوتی ہے۔ تو گویا صحابہ کا عام فعل یہی قرار پایا جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ تک سے دعا کرانی جائز نہیں تو آپ سے زیادہ صاحب فضیلت کون ہے کہ جس سے اب دعا کرائی جائے؟ (تفسیر احسن البیان۔ص ۸۴۶)

اولیاء اللہ، اللہ سے تعلق استوار کرواتے ہیں۔

پیران کلیسا کو کلیسا سے ہٹا دو (اقبال)

اللہ عزوجل انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے چونکہ اللہ انسانی روح سے متصل ہیں۔ اللہ عزوجل سے روحانی وابستگی سے قرب و تعلق مرتکز ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کے اس تقرب کو واضح الفاظ میں قرآن فرماتا ہے۔

اذا سالك عبادی عنی فانی قریب o (البقرۃ ۲)

ترجمہ: جب تجھ سے میرے بندے دریافت کریں تو ان سے کہہ دو کہ میں (ان کی جانوں سے زیادہ) قریب ہوں۔ اتنا قریب ہے کہ۔

اجیب دعوۃ الداع اذادعان o (البقرۃ ۲)

ترجمہ: میں ہر اس شخص کی پکار کا جو مجھے پکارتا ہے جواب دیتا ہوں۔
لیکن اس کے لیے ایک شرط متعین کی کہ۔

فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون o (البقرۃ ۲)

ترجمہ: انہیں چاہئے کہ میری فرماں برداری اختیار کریں مجھ پر ایمان رکھیں تا کہ انہیں رشد و ہدایت مل جائے۔

اللہ کی ذات حقیقی مرشد ہے۔ رسول کا کام ہے پہنچا دینا ہدایت دینا اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔ اولیاء اللہ سنتے ہیں، ہماری دادرسی کرتے ہیں۔ عہد جہالت میں لوگ بتوں کو پوجتے تھے۔ جو کھڑے ہوا کرتے تھے۔ آجکل لوگ لیٹے ہوئے مردہ زیر قبر کو پوجتے ہیں۔ دونوں میں صرف حالتوں کا فرق ہے۔ عقیدہ ایک ہی ہے کہ یہی مرادیں سنتے ہیں۔ حالانکہ قرآن میں واضح طور پر آتا ہے۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیٰمۃ وھم عن دعآئھم غافلون o (الاحقاف ۴۶)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہے جو اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اسے پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے۔ (جواب دینا تو ایک طرف) وہ ان کی پکار سے بے خبر ہوتے ہیں۔ انہیں اس کا بھی علم نہیں

Marfat.com

واذ حشر الناس کانو لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کافرین o (الاحقاف ۴۶) ہوتا کہ انہیں کون پکار رہا ہے۔

ترجمہ: اور جب لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو یہ (اپنے ان پکارنے والوں کے) دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے یکسر انکار کردیں گے۔

ہر بندے کی پکار کا جواب صرف اللہ عزوجل دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا اس کا اہل نہیں۔ان تدعوھم لا یسمعوا دعائکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیمة یکفرون بشرککم ولا ینبئك مثل خبیر o (فاطر ۳۵)

ترجمہ: اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو قبول نہیں کر سکتے بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے آپ کو کوئی بھی اللہ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔

غوث قطب ابدال کے بدعی نظریہ

یہ بات اس سے بھی آگے بڑھ گئی اور یہ چیز بھی عقیدہ میں شامل کر دی گئی کہ اس دنیا میں ہر وقت ۳۱۳ نجیب موجود رہتے ہیں، پھر ان میں سے ۷۰ نقیب ہوتے ہیں۔ان میں سے ۴۰ ابدال ہوتے ہیں۔پھر ان میں سے ۷ قطب ہوتے ہیں ان میں سے ۴ اوتار اور پھر ان میں سے صرف ایک غوث اعلیٰ مقام حاصل کرتا ہے۔جو دائم مکہ مکرمہ میں رہتا ہے۔جب بھی اہل زمین پر کوئی ارضی / سماوی آفت نازل ہوتی ہے تو وہ نجباء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔نجیب یہ درخواستیں نقیبوں کو پیش کرتے ہیں اور بالآخر یہ درخواست درجہ بدرجہ غوث تک پہنچتی ہے۔جس کا علم اللہ عزوجل کے علم کے برابر ہوتا ہے اور اس کی قدرت اللہ عزوجل کی قدرت سے کم نہیں ہوتی اور وہ ان مصائب کو دور کر دیتا ہے۔ العیاذ باللہ

المختصر۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ اللہ عزوجل کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ نبی ہیں، نہ شہید پھر بھی انبیاء اور شہداء قیامت کے دن ان کے مرتبہ پر رشک کریں گے جو اللہ عزوجل کے ہاں ملے گا۔حاضرین نے عرض کی "اے اللہ" کے رسول ﷺ یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں ایک دوسرے کے رشتہ دار نہ تھے اور نہ آپس میں مالی لین دین کرتے تھے بلکہ محض خدا کے دین کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔بخدا ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے چاروں طرف نور ہی نور ہوگا۔انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اس وقت جب کہ لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے اور نہ کوئی غم ہوگا اس وقت جب کہ لوگ غم میں مبتلا ہوں گے۔اور پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔(ترمذی کتاب الزھد)

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون o (یونس ۱۰)

Marfat.com

روحانیت

روحانیت ''خلوص ورحم'' کا نام ہے۔ جس طرح اون نرم ونازک ہے تصوف میں بعینہ روح کو خفیف و لطیف بنانے کا جو آرگن استعمال میں لایا جاتا ہے روحانیت ہے۔ روحانیت کے اسلام یذرائع انسانی جبلت، فطرت اور عادات میں تغیر وتبدل سے متصف ہیں۔

روحانیت کا اصل مرکز ومحور اندرونی کیفیات میں خلوص وانہماک کے رجحانات کو اجاگر کر کے قرب الٰہی میں اعانت کرنا ہے۔ روحانیت کا تعلق براہ راست حقوق اللہ کے علاوہ اخلاقیات سے ہے۔

تاریخی اعتبار سے روحانیت کے نظریہ کا بانی مشہور یونانی فلاسفر ''فیثا غورث'' قرار دیا جاتا ہے۔

یونان میں مادی دنیا کے کثیف نظریہ، منطق وعقلی دلائل کے علاوہ ایک رجحان جو قدرے متحرک نظر آتا ہے وہ فیثا غورث کا ''روحانیت'' کا نظریہ ہے۔ یہی تصور تصوف کی بنیاد ثابت ہوا۔

البتی روحانیت کی اقدار کو جس عہد مین بھی فروغ ملا، مگر ہر مذھب کی اساس اسی آرگن پر رکھی گئی ۔ بانیان ادنیان کا اصل فکری منہج ہمیشہ روحانیت سے وابسطہ رہا ہے۔ کسی بھی مذھب کے فروغ کیلئے یارسائی کیلئے روحانیت کو بطور سیڑھی استعمال میں لایا جاتا رہا ہے۔

ایسے ذرائع جن میں خلوص واخلاقیاتی اقدار ہوں وہ رحنیت کیذرائع ہیں مثلاً اگر شیطانی اعمال کو جادو سے متصف کیا جاتا ہے تو اس کی ضد روحانیت میں ہے۔ یعنی جادو کا توڑ روحانیت (مسنون اذکار واعمال وغیرہ) میں ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی اخلاقی اعتبار سے بلند وبالا ہے تو اس پر جادو کے اثرات صدنہ آنا ہے کہ اسمیں ''روحانیت'' کی اقدار قدرے مستحکم وپائیدار ہیں۔

ابھی روحانیت کی مزید وضاحت وصراحیت کیلئے ہم روح کی تاریخ، قرآنی وحدیثی ساخت، اور دیگر مذاھب میں اس کی تشکیل کے علاوہ چند مشہور شخصیات کے روح کے بارے نظریات قلمبند کریں گے۔

روح کی تاریخ

روح تاریخی اعتبار سے اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ مادہ مگر اس کی مخفی صورت تک رسائی کیلئے انسان کسی مدلل رائے ہمکنار نہیں ہو سکا۔

البتہ بائبل کی آیت

اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم (روح کو) پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا (باب ۲۔ پیدائش آیت نمبر ۷)

اسی قسم کا قرآنی مفہوم بھی ہے۔ آیت ۲۸، ۲۹: الحجر

مگر قرآن میں روح کی حقیقت کے بارے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے بذریعہ وحی قرآنی یوں فرمایا! یسئلونك عن الروحقل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ (بنی اسرائیل ۱۷۔ آیت نمبر ۸۵)

ترجمہ: یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں آپ جواب دے دیجئے کہ میرے رب کے حکم سے ہے۔ اور جو تمہیں علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی کم ہے۔

Marfat.com

اس آیت میں "قل الروح من ربی" کی بجائے من امر ربی کہہ کر وحدت الوجود کے نظریہ کا ابطال کر دیا گیا ہے۔ امر ربی کی حقیقت کو علماء نے دو طرح سے بیان کیا ہے۔ پہلی مثال اس طرح ہے کہ فرض کیجئے کہ کوئی کارخانہ بجلی کے ذریعے چلتا ہے اس کارخانہ کی بھاری بھرکم مشین موجود اور نصب ہونے کے باوجود صرف اس وقت حرکت کرتی ہے جب بجلی کی کرنٹ آتی ہے اور جب کرنٹ چلی جاتی ہے تو یہ خود بند ہو جاتی ہے۔ اب اس کرنٹ پر بھی کسی دوسری ہستی کا کنٹرول ہے۔ وہ ہستی اور کرنٹ ایک غیبی ذات کی دلیل ہے۔ اسی طرح اللہ نور السمٰوت والارض سے بھی "نور" سے روح کے معانی آشکار ہوتے ہیں۔

دوسری یہ کہ مثلاً ایک بادشاہ کسی شخص کو محض اپنے حکم سے خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری، وزیر بنا دیا جاتا ہے تو وہ شخص وزیری کا حکم ملتے ہی از خود ان اختیارات کا مالک ہو جاتا ہے۔

اور جب بادشاہ کسی کو معزول کرنا چاہتا ہے کہ اس کے حکم سے اس کے سب اختیارات از خود چھن جاتے ہیں۔ اور وہ اسی وقت پہلے جیسا ایک بے بس انسان رہ جاتا ہے۔ گویا قوت تمام تر حکم میں ہے۔ پھر بادشاہ اور محکم الگ الگ چیزیں ہیں۔ اور وہ لازم و ملزوم بھی نہیں۔ بعینہ یہی مثال اللہ، روح اور انسان کی ہے۔ اور روح کی حقیقت ایک حکم ہے۔

روح کا قرآنی مفہوم

قرآن میں ۵،۴ بار روح کا مختلف انداز میں تذکرہ ملتا ہے۔ راح، روح، روح، ریح۔ سب ایک ہی مادہ کے الفاظ ہیں۔ انہی سے راحۃ، روحۃ، استراحۃ، ترویحۃ، ریحان وغیرہ الفاظ مستعمل ہیں۔ روح کے بنیادی معنی ہیں۔ ہوا کا چلنا، ہوا کا آنا ہوا کا محسوس ہونا چونکہ ہوا انبساط زندگی، حرکت اور قوت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے اس مادہ سے تخلیق شدہ مختلف اشکال میں یہ تمام مفاہیم مضمر ہو گئے۔

وتذہب ریحکم (۸/۴۶) تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ استراحت کرنا تراویح، آرام کرنا کے مفاہیم سے ہے۔ بعض جگہ روح ملائکہ کیلئے بھی روح الامین و روح القدس کے معنوں میں آیا ہے۔

روح الاقدس (۲/ ۸۷)۔ روح الامین (۲۶ /۱۹۳)۔ قرآن کے بارے روح کا صیغہ: (۲۶/۱۹۳،۱۹۴)

روح اور احادیث نبوی ﷺ

پاکی بیان کرتے ہیں رب کی ملائکہ اور روح۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ)

جب روح قبض کی جاتی ہے تو مردے کی آنکھ اس کا تعاقب کرتی ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الجنائز)

پس ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کی جائے گی۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الفتن)

عیسیٰ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اللہ کا کلمہ اور اس کی روح۔
(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر سورۃ)

جو اللہ عزوجل پر ایمان لایا اس کی روح اللہ کی طرف لوٹائی جائے گی۔
(ابوداؤد۔ کتاب مناسف)

نہیں رہتیں روحیں ان کی ہمیشہ ان کے جسموں میں۔ (مسند احمد)

خوش آمدید کہیں گے اہل آسمان جو پاک روحیں ہونگی۔ (صحیح مسلم کتاب جنۃ)

Marfat.com

روح کا بائبلی مفہوم

روح اس پر اعراب لگانے سے لفظ رواخ بنتا ہے۔ یونانی pneuma پنوئما روخ پرانے عہد نامہ میں ۳۷۸ مرتبہ آیا ہے۔ اکثر اوقات اس کا طبعی، نفسیاتی اور روحانی مفہوم ہے۔ لیکن کافی ایسے حوالے بھی ہیں جن کا تعلق فوق الفطرت باتوں سے ہے۔ اس لفظ کا اسم اس فعل سے ترکیب دیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ناک سے دور سے سانس باہر نکالنا۔ بعض دفعہ اس کا اشارہ زندگی کے مرکز کی طرف ہے۔ ایسے موقع پر وہ تقریباً نفش کے مترادف ہوتا ہے۔ لیکن اس کی امثلہ نسبتاً کم ملیں گی۔ کئی جگہ رواخ کا مطلب ہوا ہے۔ جو اکثر طاقت ور اور تباہ کن ہے۔ (خروج ۱۰:۱۳) آندھی۔ (خروج ۱۴:۲۱) تند آندھی (زبور ۱:۴۔ لیکن یہ ہمیشہ خدا کے قابو میں ہے اور اس کی مرضی پوری کرواتی ہے (قب عاموس ۴:۱۳)۔ خدا ہوا کو بناتا ہے (ایوب ۲۸:۲۵)۔ بائبل میں اردو ترجمہ میں روح القدس کے لئے لفظ روح القدس (یسعیاہ ۶۴:۱۰، ۱۱)۔ روح اللہ (خروج ۳۱:۳)۔ روح حق (یوحنا ۱۴:۱۷)۔ خدا کی روح (پیدائش ۱:۲)

روح کو ذیل کے مواقع پر سرگرم عمل دیکھتے ہیں۔

پرانا عہد نامہ۔

۱) کائنات کی تخلیق۔ (پیدائش ۲:۷)

۲) خدا کی روح سورماؤں اور خدا کے چنے ہوئے راہنماؤں کو طاقت اور دانش دیتی ہے۔ (قضاۃ ۶:۳۴)

۳) فنکاروں اور دانا لوگوں کو خدا کی روح حکمت، فہم اور ہنر عطا کرتی ہے۔ (خروج ۳۱:۳)

۴) وہ حاکموں اور قانون دینے والوں کی ہدایت کرتی ہے۔ (استثناء ۳۴:۹)

۵) وہ خصوصاً نبیوں کو الہام بخشتی ہے۔ (گنتی ۱۱:۲۹)

۶) روح اعلیٰ اخلاقی معیار کی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا کرتی ہے۔ (زبور ۵۱:۱۰)

نیا عہد نامہ

یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خط کے سوائے عہد نامہ کی ہر کتاب میں روح کا ذکر آیا ہے۔

۱) اناجیل متفقہ میں مسیح کے دنیا میں آئے اور ان کی زندگی میں جو حصہ پاک روح نے ادا کیا۔ بیان کیا گیا ہے۔ (متی ۱:۱۸)

۲) روح کا ایک مثبت اور نمایاں کام مبلغین کو دانائی اور ھدایت بخشتا ہے۔ جس سے وہ موثر کلام پیش کر سکتے ہیں۔ (اعمال ۴:۸)

۳) پاک روح وہ نعمتیں عطا کرتا ہے جن کے ذریعے خدا کلیسیا میں کام کرتا ہے۔ (کرنتھیوں ۲:۴)

۴) پاک روح خداوند مسیح کی گواہی دیتا ہے اور پوری سچائی ظاہر کرتا ہے۔ (یوحنا ۱۴:۱۷)۔ روح القدس کا ایک نام سچائی کا روح ہے۔ (یوحنا ۱۶:۱۳)

۵) مسیح نے اپنے شاگردوں (حواریوں) کو پاک روح دے کر اختیار بخشا کہ انجیل معرفت معافی اور عدالت کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ (یوحنا ۲۰:۲۱)

Marfat.com

روح اور مذاہب عالم

ہندومت اور روح

ہندومت میں روح کو لازوال ابدی تسلیم کیا گیا ہے۔ پھر وہ ورح کی وحدت پر بھی زور دیتا ہے۔ آتما، مہاتما اور پرماتما کی تقسیم میں یہی نظریہ کارفرما ہے۔ اس نظریہ نے دو مسائل کو جنم دیا۔

۱) راہنسا کا اصول: یعنی انسان کو کسی جاندار شے کو دکھ دینا یا مارنا نہیں چاہئے کیوں کہ انسان کی روح اور اس جاندار کی روح ایک ہی وحدت کے حصے ہیں۔ لہٰذا ہندوؤں میں کسی جانور کو خواہ کتنا ہی موذی ہو ممانعت بلکہ پاپ سمجھا جاتا ہے۔

۲) آواگون یا تناسخ کا اصول بھی اسی نظریہ کا مرہون منت ہے۔ آواگون کا جونی چکر یہ ہے کہ ایک انسان اگر اپنی تمام زندگی میں بہت برے کام کرتا ہے تو مرنے کے بعد اس کی روح مزید کمتر مخلوق مثلاً کسی گدھے کے قالب میں منتقل ہو جائے گی۔ اگر زیادہ پاپ کا ارتکاب کرے گا تو اس کی ورح مزید کمتر یعنی کتے یا چیونٹی میں حلول کر جائے گی۔ اس دوران وہ اپنے اثم و گناہ کی سرزنش بھگتے گا۔ تاحتم سزا وہ اسمیں اسیر رہے گا اگر کسی انسان نے اپنی زیست میں اچھے افعال کئے ہوئے تو کسی ایسے انسان کے قالب میں انتقال کرے گا جو نیک و پارسا ہوگا، یونہی چکر چلتا رہے گا تا آنکہ آتما (روح) مہاتما بن جائے اور مہاتما سے آگے روحانی مدارج طے کر کے پرماتما میں مدغم نہ ہو جائے۔ تبھی جا کر اس کی نجات ہوتی ہے۔ ہندومت کا نظریہ روح و جیتا ''وحدت الشہود'' اور حلول دونوں نظریات کا جواز پیش کرتا ہے۔ لیکن اسلام ان نظریات باطلہ کی نفی کرتا ہے۔ یاد رہے کہ ہندومت جس طرح پرماتما کو ازلی ابدی تسلیم کرتے ہیں اسی طرح کائنات یعنی روح و مادہ دونوں کو ازلی ابدی تسلیم کرتے ہیں۔

ان کے نظریہ کے مطابق روح کسی جسم میں حلول کر جاتی ہے۔ باقی مرنے والے کے بدن کو آگ لگا دینے وہ مکتی پا جاتا ہے مگر اللہ عزوجل نے قرآن میں اس کی تردید کر دی کہ جس نے پہلے پیدا کیا دوبارہ اسی طرح اٹھائے گا۔

ہندومت میں عقیدہ تناسخ پر مزید تحقیق اور اس کا مدلل رد

تناسخ کو سنسکرت والے آواگون کہتے ہی۔ آریوں کا عقیدہ ہے کہ روحوں کی تعداد محدود ہے۔ اللہ عزوجل نئی ورح پیدا نہیں کر سکتا اس وجہ سے ہر روح کو اس کے گناہ کی وجہ سے آواگون کے جونی چکر میں ڈال رکھا ہے۔ اور ہر گناہ کے بدلے میں روح ایک لاکھ چوراسی مرتبہ مختلف اشکال میں جنم لیتی ہے۔ دنیا میں حیوانات، نباتات، جمادات دنیا میں اختلاف اور انسانوں کا بیماری اور دکھ میں مبتلا ہونا سب سے پہلے گناہوں کی وجہ سے ہے۔ اپنشدوں کے مطابق ارواح کو مرنے کے بعد دو راستوں میں سے ایک سے سفر کرنا ہوتا ہے۔ ایک تو دیوتاؤں کا راستہ دوسرا آباء کا راستہ اعلیٰ ترین ورحیں پہلے راستہ سے سفر کر کے عالم خداوندی تک پہنچ جاتی ہیں اور اللہ عزوجل کی ذات میں جذب ہو جاتی ہیں۔ نیک روحیں دوسرا راستہ اختیار کر کے ماہتاب تک جا پہنچتی ہیں۔ اور وہاں آرام کرتی ہین۔ وقت پورا ہونے کے بعد دوبارہ واپس کرہ ارض پر نمودار ہوتی ہے۔ ہندوؤں میں جو تناسخ کا قائل نہیں وہ ہندو نہیں۔

(ہندو دھرم۔ ص ۳۷)

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے نہیں ہے ہامہ (الو) کی نحوت یا مردے کی روح جانور کی شکل میں۔ (ابو

Marfat.com

داوٗد جلد سوم)

رداز روئے سائنس

سائنس نے ثابت کیا ہے کہ انسان کی تخلیق سے کروڑوں سال قبل دنیا میں صرف جمادات، نباتات، حیوانات ہی رہتے تھے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حیوانات، نباتات وغیرہ انسانی اعمال کا منتج نہیں۔

رداز روئے ارتقاء

دنیا کی ہر ایک چیز آگے کی طرف رواں ہے، عقیدہ تناسخ کی رو سے ایک انسان اپنے گناہ کی پاداش میں کتے، بلی، گدھے وغیرہ کی جون اختیار کر لیتا ہے۔ یہ ارتقاء نہیں بلکہ تنزل ہے۔ پس مسئلہ ارتقاء کی روشنی میں انسان آگے کی طرف رواں ہے۔

روح اور ہندو فلسفہ، سانکھیہ

یہ فلسفہ سب سے پرانا ہے۔ اس فلسفہ کا بانی کپیا نامی فلاسفر تھا۔ سانکھی کائنات کو دو مستقل اور قبائن اجزاء میں منقسم کرتا ہے۔ روح اور پراکرتی، اس کے نزدیک روح غیر متغیر ہے۔ روح بہت سے ہیں۔ اور ہمیشہ ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ پراکرتی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک علی اور ہمہ جنس دوسرا معلولی اور مختلف اور غیر یکساں۔

سانکھیہ، معلول علت سے جدا نہیں جانتا علت معلول کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ علل اور معلول بہت ہیں۔ جہاں یہ سلسلہ منتہی ہوتا ہے وہاں ایک علت العلل صورت اور جسمانی سے نکل محض قوت (توانائی) بن جاتی ہے۔ جسے پراکرتی کہتے ہیں۔ فلسفہ سانکھیہ ۸۰۰ اور ۵۵۰ ق۔م۔ کے مابین وجود میں آیا۔

روحانی مخلوقات اور ھندومت

سادھو نے کہا ”زندہ بدلوں کی کتنی انواع واقسام ہیں۔

رشی نے جواب دیا ان کی تین اقسام ہیں۔ سب سے اوپر روحانی مخلوقات درمیان میں انسان اور نیچے حیوانات۔

ان کی چودہ انواع ہیں جن میں سے آٹھ روحانی مخلوقات سے وابستہ ہیں۔ اندر، پرجاپتی، سومیہ، گاندھرہ، پکش، راکش اور پشاچ۔ (کتاب الھند۔ ص ۴۸)

روح اور بدھ مت

گوتم بدھ اپنے ایک شاگرد کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔ ہاں حقیقت میں ایک ایسا آنند دھام اور سورگ موجود ہے۔ مگر وہ ملک ورحانی ہے۔ اور ان کو ہی نصیب ہوتا ہے جو لوگ روحانی ہیں۔ تمہارا بیان تو بہت اچھا ہے مگر آنند دھام کے حلول کو پورے طور پر ظاہر کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ دنیا کے لوگ اس کا دنیاوی طور پر ذکر کرتے اور دنیوی استعارے اور الفاظ استعمال کرتے ہیں لیکن وہ پوتر بھومی جس میں پوتر آتمار ہتے ہیں۔ اس قدر اعلیٰ اور خوبصورت ہے کہ جسکو تم اپنے گیان میں بھی نہیں لا سکتے اور نہ اس کو بیان کر سکتے ہو۔ اس پوتر بھومی میں وہی پہنچ سکتا ہے جس کا آتمار استی کی لامحدود جوتی سے پر ہو گیا ہے۔

گوتم بدھ روح کے بارے تغیر پذیر اور بقاء کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ شر دے پرکاش دیو جی لکھتے ہیں جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے جسم کی مثال اس مہمان کی سی ہے جو میزبان سے رخصت ہوتے سے اس کے گھر کے تعلقات کو زمانہ ماضی کی بات سمجھ کر وہیں چھوڑ جاتا ہے مگر اس کی روح نہیں مرتی بلکہ ایک اعلیٰ زندگی پاتی ہے۔

Marfat.com

جسمیں تمام رشتوں کی اصطلاحیں ختم ہوجاتی ہیں۔ (تصوف کی حقیقت)

چند مفکریں کے روح کے بارے نظریات

روح اور اقبال

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو تیرا بدن

ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے (کلیات اقبال)

روح اور شیخ عبدالقادر جیلانی

پس تو خالصتاً میری طاعت وعبادت کر، تاکہ میں تجھے توحید کی برکت سے وہ روحانی قوت عطا کروں کہ تو بھی جس چیز کو کہے ''ہوجا'' وہ ہوجائے اور وجود وظہور میں آئے۔ (فتوح الغیب۔ص ۴۶)

روح اور سوھدروی (مصنف کتاب ھذا)

روح وجود کا خاصہ، توانائی، جذبہ، احساس یا نفس کا نام ہے، خاصہ ہے۔ ہر جاندار چیز کی روح ہے۔ جو بھی چیز اس کائنات میں عمل تنفس سے متصف ہے اس میں ایک غیر مرئی چیز کا وجود روح کہلاتا ہے۔ جب بھی جسم پر کوئی چوٹ آتی ہے۔ ظاہری طور پر اس کا اثر وجود پر ظاہر ہوتا ہے۔ مگر اس کا احساس اور تکلیف روح سے متصل ہوتے ہیں۔ نزاع کے بعد روح کو مکمل طور پر بدن سے اللہ عزوجل علیحدہ کر کے عالم برزخ کی طرف منتقل کردیتے ہیں۔ انسان تین چیزوں کا مرقع ہے۔ وجود، روح، جنن۔ یہ اتصال تا اجل رہتا ہے۔ مرنے کے بعد روح عنصری پرواز کرجاتی ہے۔ وجود زیر زمین بعد میں دوبارہ روح ڈال کر سوال وجواب ہوتے ہیں۔

روح بھی غیر فانی ہے۔ اللہ عزوجل کی ذات بھی غیر فانی ہے۔ روح میں تقویت پیدا کرنے کے لئے اللہ کا ذکر کیا جائے یوں اللہ عزوجل کا روحانی تقرب حاصل ہوتا ہے اور موجودات کے رموز واسرار بندے کی روح پر منکشف ہوتے ہیں۔ یوں بندے کو ذات لم یزل کی حقیقت سے آشنائی ہوتی ہے۔ روح کیروشر کا مرکب ہے دونوں کی موجودگی یقینی ہے۔

بدن خواہشات کا تابع ہے۔ خوراک، حرص، برائی وغیرہ بدن کی طلب رہتی ہے۔ جبکہ روح بھوک، صبر، اخلاقیات سے نمو پاتی ہے۔

روح اور فارابی

حقیقت روح کے متعلق فارابی بظاہر اس اثر کو محسوس نہیں کرتا جو ارسطو، طالبس کا اثر نفسیات ظاہر ہوتا ہے۔ اکثر مذاہب کی طرح اسے اسلام کا ابتدائی عقیدہ قدیم زمانے کی روحیت کی میراث ہے۔ جس میں زندگی کو ایک ایسی شے کے وجود پر مبنی سمجھا جاتا تھا۔ جو پوری طرح سے مادی ہوتی ہے۔ مگر نظر نہیں آتی اور شے کو روح کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

یعنی ایک شے اس وقت تک زندہ ہے جب تک روح موجود ہے۔ جب روح چلی جاتی ہے تو یہ چیز مرجاتی ہے۔ ارواح کی ابتدائی اشکال میں ہر قسم کی حرکت کی یہی توجیہ ہوتی ہے۔ جبتک تیر پرواز کرتا ہے اسمیں بھی روح پائی جاتی ہے اور جب یہ روح نکل جاتی ہے تو یہ ٹھہر جانے کی خواہش کرتا ہے۔ تو اس کی حرکت بند ہوجاتی ہے اس لئے بقائے روح کا عقیدہ لازمی نہیں اور نہ ہی روح کو کسی خاص شخصیت سے متصف کیا جاتا ہے۔

نظریہ روح اور ابن سینا

Marfat.com

روح کی منزل مادیت سے ماورا بلند ترین مقام ہے۔ یہ روحانی اور مادی عالموں میں رابطہ کا سبب بنتی ہے۔ روح لافانی اور طائر لامکانی ہے۔ روح پر مجموعہ قویٰ کی حیثیت سے بحث کی جاتی ہے جو جسم پر عمل کرتے ہیں۔ ہر وہ فعلیت جو حیوانی اور نباتاتی قوتیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ مگر ان پر دوسرے قویٰ کا ایزاد بھی ہوتا ہے۔ اور ورح انسانی میں حیوانی اور نباتاتی قویٰ کے علاوہ کچھ اور قوتیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ جن میں ایزاد کے نتیجہ میں قوت ناطقہ وجود میں آتی ہے۔ اور یہی قوت انسان کا طرہ امتیاز ہے۔ روح میں جو قوتیں موجود ہیں انہین دو طریقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی قوائے ادراکی اور قوائے عملی۔ قوائے ادراکی کچھ تو معروضی اور کچھ موضوعی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ انہیں خارجی قویٰ تو جسم میں پائے جاتے ہیں اور جن قویٰ میں روح جاگزیں ہوتی ہے وہ آٹھ حواس ہیں۔ بصارت، سماعت، ذائقہ، ادراک، حرارت، برودت، ادراک خشکی وتری سے ظاہر ہوتا ہے چمکلے اور کھردرے پن کا ادراک ان حواس کے ذریعہ سے خارجی شے کی صورت کی نفس مدرک میں محاکات ہوتی ہے۔

ادراک کی چار اقسام ہیں

قوت مصورہ جس کے ذریعے سے روح کو شے کا حواس کی مدد سے بغیر ادراک ہوتا ہے جیسے تمثیل کے ذریعے قوت مفکر جس کے ذریعے سے روح کو چند ایسے اوصاف کا ادراک ہوتا ہے جو باہم مربوط ہوتے ہین۔ اور یہ ان میں سے ایک باریک سے زیادہ کو باقی اوصاف سے علیحدہ نکال لیتی ہے جو دیکھنے میں مربوط نہیں معلوم ہوتے۔ یہ قوت تجرید ہے جو عام تصورات کی شکل میں استعمال ہوتی ہے۔

۞ نظریہ روح اور ابن طفیل

انسانی روح انسان کی مخصوص غیر مادی صورت کا عام صورتوں کی طرح یہ بھی فیضان خداوندی ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو جسم کے اندر رکھی ہو۔ یا جسم کے اندر گھری ہو بلکہ امر الٰہی کی بنیاد پر جسم سے الگ نہیں۔ متعلق ہوتی ہے اور یوں متحد ہوتی ہے کہ عقل احساس یا تصور کسی بھی ذریعے سے اسے جسم سے الگ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ جسم ہے اور یہ روح ہے وہ سارے جسم سے وابسطہ ہوتی ہے مگر جسمانیت کی پابند نہیں ہوتی کسی شے کا ایک صورت کو چھوڑنا اس کی موت کہلاتا ہے۔ روح غیر فانی ہے۔

۞ نظریہ روح اور شاہ ولی اللہ

انکے ہاں روح کی دو اقسام ہیں۔ ایک روح حیوانی جس کو وظیفہ زندہ رکھنا ہے اور یہ تمام حیوانات میں یکساں طور پر جاری وساری ہے۔ جن میں انسان بھی شامل ہے۔ دوسری طرح انسانی ہے جو صرف انسانوں میں ہوتی ہے۔ یہ روح حیوانی پر اپنا تسلط قائم کرتی ہے۔ اس کا وظیفہ فکر وتدبیر اور تصوف کی احیاء کرنا ہے۔ اور علم و عبادتکے وسیلہ سے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچانا ہے۔ ہر چند کہ اعمال انسانی ارادہ سے سرزد ہوتے ہیں تاہم ارادہ اللہ عزوجل تخلیق ہے۔ لوح سے عرش بریں کا دماغ مراد ہے اور جس طرح تمام قرآن حافظ کے دماغ میں متمل ہوتا ہے اسی نہج پر تمام واقعات دنیا ازل ابد اسی عرش دماغ میں ہوتے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

۞ روح کے بارے امام غزالی

حساس روح وہ ہے جو کہ حواس جو کچھ اس کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔ یہی روح حیوانی کی اصل ہے اس لئے حیوان کو حیوان کہتے ہیں۔ دوم خیالی روح ہے۔ کہ محسوسات اس روح کو جو کچھ دیتے ہیں وہ اسے لکھتی اور اپنے پاس محفوظ رکھتی ہے تا کہ ضرورت کے وقت عقل کے سامنے پیش کرے (مشکوٰۃ الانوار)

Marfat.com

نظریہ روح اور سقراط

سقراط نے روحانیت پر مبنی اخلاقیات کی دریافت کی اس کے نزدیک اصل جو ہر وجود نہیں بلکہ روح ہے اور روح سے مراد علم وعرفان کا وہ منبع ہے جو خیر وشر میں تمیز کر کے جو خیر کو اختیار کرنے کی قوت وصلاحیت عطا کرتی ہے۔سقراط اس بات پر زور دیتا ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو کم کر کے اور صبر واعتدال سے زندگی بسر کر کے اپنی آزادی کو قائم رکھے۔اس کا کہنا ہے کہ جسم کی موت روح کی موت نہیں بلکہ اس کی آزادی کا ذریعہ ہے۔اس لئے انسان کو موت سے نہیں ڈرنا چاہیے۔

نظریہ روح اور افلاطون

اگر تصور اور مادے کے مابین اس قدر مبدا ہے کہ جتنا افلاطون فرض کرتا ہے۔تو ان کے متحد کرنے کے واسطے کوئی واسطے ہونا چاہیے۔فقط روح ہی ایسا واسطہ ہوسکتی ہے۔روح اپنے آپکو حرکت دے سکتی ہے۔اور مادی عالم میں بھی حرکت اور حیات پیدا کرسکتی ہے۔روح کی اعانت سے تھل عالم میں کام کرسکتی ہے۔نظام کائنات،طبیعات مادہ اور انفرادی فطری ھئیتوں میں قوت فکر اور احساس اسی کی وجہ سے ہے۔روح عالم کی ساخت کی نسبت جو بیان ہے اس میں سے خرافیات کو ھٹا کر یہ خیال نکلتا ہے کہ روح عالم ہے۔روح غیر مادی ہے لیکن عام عالم میں پھیلی ہوئی ہے اور اپنی ذاتی حرکت سے تمام عالم کو حرکت دیتی ہے اور پیائش کی نسبتیں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔کائنات کی باقاعدگی اور ہم آہنگی روح ہی کی پیداوار ہے۔کائنات اور افراد میں تمام عقل وعلم،روح ہی کی عقلیت سے ظہور میں آتا ہے۔روح کی شخصیت کا سوال افلاطون نے نہیں اٹھایا۔یہاں پر جو کچھ روح کائنات کی نسبت کیا گیا ہے۔وہاں کچھ فلیبو سیل میں حرکت ہی نسبت موجود ہے کہ وہ تمام نظم،معیار کی اساس ہے۔

نظریہ روح اور جدید سائنس

جدید سائنس نے روح کو رد کر کے ادیان عالم کی تردید کی ہے مگر اس کی صداقت میں کوئی وضع دلیل منظر عام پر نہیں آئی۔سائنس کے نزدیک کائنات کی جاندار و بے جان اشیاء (ٹھوس،مائع،گیس) تمام مادہ ہے اور اسمیں کارفرما توانائی (Energy) عمل درآمد کر کے تحریک بخشتی ہے۔ان کے نزدیک انسان میں اگر نظام کار درست ہے اگر اس کے اندرونی جسم میں ہڈیوں کو ٹھوس،خون کو مائع اور آکسیجن کے دخول اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے خروج کو گیس قرار دے کر عہد جدید کی سائنس نے روح سے استثنیٰ حاصل کرنے کی مساعی کی ہے۔مگر یہاں پر دوسائنسی تحقیقی حوالہ جات قلمبند کرنا ضروری ہیں۔سائنس دانوں نے روح کی تصدیق کیلئے ایک قریب مرگ آدمی کو شیشہ کے کیبن میں بند کر دیا۔کہ جب روح نکلے تو کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔آخر جب اس مریض کی موت ہوئی تو ڈاکٹرز نے شیشہ میں دراڑ پائی۔اسی طرح کسی فلم میں ڈاکٹر خاص قسم کا کیمیکل کسی آدمی پر چھڑکتے ہیں وہ وہیں گر جاتا ہے۔بعد میں خاص طرح کی لائٹ اور کیمیکل سے وہ روح کو دوڑتا ہوا محسوس کرتے ہیں۔

مزید مابعد طبیعات کے بارے کچھ سائنسدان تحقیق میں تھے چنانچہ وہ اسی کھوج میں رہتے ہیں کہ آیا انسانی جسم مین روح ہے۔قرآن کا مطالعہ کیا یا بائبل کا۔اسی دوران وہ مشاہدات کرتے ہیں۔کسی تالاب میں نہاتے ہوئے اس نے خود کو دو دیکھا۔یعنی جسم وروح۔چینی علمائے مذہب روحانی ترقی کے عروج کے لئے ٹھنڈے پانی

Marfat.com

میں نہانے کا خاص درس دیتے ہیں۔ اسی سے روحانی اقدار کو فروغ ملتا ہے۔

عہد حاضر کی سائنس گو کتنا ہی اس روح کی تردید کرے دھریت کتنا ہی روح اور اللہ کی نفی کرے مگر کسی بھی چیز نظام کار کو چلانے والی کوئی نہ کوئی ہستی ہے اور کوئی نہ کوئی جسم انسانی میں ''حکم'' ہے۔ جو بدن کو زندگی بخشے ہوئے ہے۔ اس بات کو گواہی بھی جو آپ ﷺ نے اپنی حیات میں فرمائی! میں تم جیسا نہیں ہوں میں تو دن بھر اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں۔ ایک اور قرآنی تشکیل بدلیل موجودگی روح انسانی۔

اللہ یتوفی الا نفس حین مولہا والتی لم تمت فی منامہا مبمسك التی علیہا الموت و یرسل الاخری الیٰ اجل مسمی ٥ (الزمر ۳۹)

ترجمہ: اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو وک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک مقرر وقت کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

قرب الٰہی کا حاصل کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

کلا لا تطعم واسجد واقترب ٥ (العلق ۹۶ السجدۃ ۱۴)

ترجمہ: خبردار اس (شر) کا کہنا ہرگز نہ ماننا اور سجدے میں اور قرب الٰہی کی طلب میں لگے رہنا۔

ان کا صلہ۔ اولئك المقربون ٥ فی جنٰت النعیم ٥ (الوقعہ ۵۶)

ترجمہ: یہی مقرب ہیں۔ جو آرام وہ جنتوں میں ہوں گے۔

سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۲۸ میں بھی مفہوم ملتا ہے۔

ایک جگہ کتاب اللہ میں۔ اولئك الذین یدعون یبتغون الیٰ ربہم الوسیلة الیہم اقرب ویرجون رحمتہ ٥ (بنی اسرائیل ۱۷)

ترجمہ: جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ قرب الٰہی حاصل کرے اور وہ خود اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

حقوق اللہ۔ الا للہ الدین الخالص والذین اتخذو من دونہ اولیآء مانعبدھم الالیقربونا الی اللہ زلفیٰ ٥ (الزمر ۳۹)

ترجمہ: خبردار! اللہ عزوجل ہی کیلئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ (وغیرہ) اللہ عزوجل کے نزدیک ہماری رسائی کر دیں گے۔ اسی آیت کے آگے فرمایا۔ ان اللہ یحکم بینہم فی ماھم فیہ یختلفون .

ترجمہ: تحقیق یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا سچا فیصلہ اللہ عزوجل خود کرے گا۔

اللہ عزوجل کی ذات شہ رگ سے قریب ہے۔ اگر اللہ عزوجل کی طرف چل کر جاؤ وہ دوڑ کر آتا ہے۔ قرآن میں اس کا مفہوم۔ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون ٥ (الواقعہ ۵۶)

ترجمہ: اور ہم اس (شریک) سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں بصارت رکھتے۔ اللہ عزوجل سے جو قرب کا طالب ہو تو اللہ عزوجل بھی اس کا طالب ہے۔

حدیث میں مذکور ہے۔ جو شخص اللہ عزوجل سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ عزوجل بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ عزوجل سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔ اللہ عزوجل بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔

Marfat.com

(صحیح مسلم جلد ۶۔ص ۲۸/ عن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ)

دوسری حدیث میں مزید صراحت

مومن کو جب خوشخبری دی جاتی ہے۔اللہ عزوجل کی رحمت اور رضامندی کی اور جنت کی تو وہ اللہ عزوجل سے ملنا چاہتا ہے۔

(صحیح مسلم جلد ۶۔ص ۲۸/ عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

اللہ عزوجل سے محبت (تقرب) ایمان کی دلیل ہے۔حدیث میں آتا ہے۔تین چیزیں جس میں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ اٹھائے گا۔ایک تو یہ کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھے دوسرے یہ کہ دوستی کرے اللہ کے واسطے اور دشمنی کرے اللہ کے واسطے، تیسرے یہ کہ اگر بڑی آگ سلگائی جائے تو اسمیں گرنا ناقبول کرے پر اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔(نسائی جلد ۳۔کتاب الایمان و شرائعہ)

Marfat.com

قرب الٰہی

قرب الٰہی کے اسلامی ذرائع

عینایشرب ربھا المقربون o (المطففین ۸۳)

ترجمہ: (جنت کا) وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔ نیز فرمایا۔ فاما ان کان منا لمقربین o فروح و ریحان وجنت نعیم o (الواقعۃ ۵۶)

ترجمہ: پس جو اللہ کا مقرب ہوگا اسے تو راحت ہے اور غذائیں اور آرام والی جنت ہے۔

حقوق العباد

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن کہے گا اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تھا تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔ تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا تو رب العالمین ہے۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: کیا تجھے معلوم ہے کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ کیا تجھے خبر نہ تھی کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو اس کے پاس مجھے پاتا۔ (صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ)

قرآن میں وہ اعمال جن کو اختیار کرنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے۔ لہٰذا ان عوامل کا فاعل ان سے قرب الٰہی حاصل کرسکتا ہے۔

احسان کرنا: ان اللہ یحب المحسنین o (البقرۃ ۲)

ترجمہ: اللہ عزوجل احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

توبہ کرنا: ان اللہ یحب التوابین o (البقرۃ ۲)

ترجمہ: تحقیق اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

تقویٰ اختیار کرنا: واتقی فان اللہ یحب المتقین o (آل عمران ۳)

ترجمہ: اور پرہیزگاری کرو۔ تحقیق اللہ متقین سے محبت رکھتا ہے۔

صبر اختیار کرنا: واللہ یحب الصابرین o (آل عمران ۳)

ترجمہ: اور اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

توکل اختیار کرنا: ان اللہ یحب المتوکلین o (آل عمران ۳)

ترجمہ: تحقیق اللہ عزوجل توکل کرنے والوں کو چاہتا ہے۔

عدل انصاف کرنا: ان اللہ یحب المقسطین o (المائدۃ ۵)

ترجمہ: اللہ عزوجل عدل وانصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

اتباع نبوی ﷺ اپنانا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ o (آل عمران ۳)

ترجمہ: کہہ دو (اے رسول ﷺ) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ خود اللہ

Marfat.com

عزوجل تم سے محبت کرے گا۔

پاکیزگی اختیار کرنا

واللہ یحب المطھرین٥ (التوبہ ۹)

ترجمہ: اور اللہ عزوجل طہارت اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ابھی قرب الٰہی کے مزید طریق کو خامہ فرسا کیا جاتا ہے۔

اللہ عزوجل کے نزدیک انسان کے افعال لے جانے والے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔ وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفیٰ الا من اٰمن وعمل صالحاً ٥ (سبا ۳۵)

ترجمہ: اور تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس مرتبوں سے قریب کردیں۔ مگر ہاں جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔

انفاق فی سبیل اللہ

ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ ٥ (التوبہ ۹)

ترجمہ: اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ بناتے ہیں۔

اسی آیت کے آگے۔

انہا قربۃ لھم سیدخلھم اللہ فی رحمتہ٥ (التوبہ ۹)

ترجمہ: ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے ان کو اللہ عزوجل ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔

نوافل

بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے جو شخص میرے دوست سے دشمنی کرتا ہے۔ میں نے اس کے ساتھ لڑائی کرنے کا چیلنج کر دیا اور میرا بندہ میرا قرب حاصل کرنے کیلئے فرائض کی ادائیگی سے زیادہ کسی محبوب چیز کو پیش کر کے قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ہمیشہ میرا قرب حاصل کرنے کیلئے نوافل پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے۔

Marfat.com

ابتلاء و آزمائش

آزمائش کا تناسب

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے۔ آپ نے فرمایا! انبیاء پر پھر جوان کے مشابہ ہیں۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہوتو آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر دین میں نرم ہوتو آزمائش بھی نرم ہوتی ہے۔ مومن سے اسی طرح ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا پھرتا ہے کہ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہ جاتا۔ (ترمذی/ مشکوٰۃ)

آزمائش کا مقصد و ماحصل

محمد بن خالد سلمی اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندہ کے لئے اللہ عزوجل کے ہاں بڑا بلند مرتبہ ہوتا ہے وہ اپنے اعمال سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تو اللہ عزوجل اس کو جسم یا مال کی مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں پھر اس کو صبر کرنے کی توفیق دیتے ہیں وہ مصیبت اس کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے جو اس کے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے مقدر ہوتا ہے۔

(مسند احمد و مشکوٰۃ)

پوری زندگی آزمائش و بلا کا نام: عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آدم کا بیٹا اس حال میں پیدا کیا جاتا ہے کہ اس کے ارد گرد ننانوے مہلک مصیبتیں (بلائیں) ہوتی ہیں اگر ان موتوں سے بچتا بھی جائے تو بالآخر بڑھاپے میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے۔ (ترمذی/ مشکوٰۃ)

آزمائش اور مومن

مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے کہ ہوائیں اسے جھکاتی رہتی ہیں اسی طرح مومن کو بھی مصیبتیں پہنچتی رہتی ہیں اور منافق کی مثل صنوبر کے درخت کی طرح ہے کہ وہ کبھی نہیں جھکتا یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ، عن ابوھریرہ رضی اللہ عنہ)

آزمائش کا نعم البدل

مومن آدمی کو جو بھی مصیبت، تھکاوٹ، غم، فکر، درد اور رنج پہنچتا ہے اس کے بدلے اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو مٹاتا ہے یہاں تک کہ اگر سے کوئی کانٹا بھی لگے تو اس کے عوض بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (متفق علیہ)

آزمائش، نقطۂ بھلائی

جس کے ساتھ اللہ عزوجل بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ (عن ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ) (صحیح بخاری)

انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! جب اللہ عزوجل کسی بندے کے متعلق بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کو جلدی سے دنیا میں سزا دے دیتے ہیں اور جب اللہ عزوجل کسی بندے کے متعلق برائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا اس کو دنیا میں ہی نہیں دیتے یہاں تک کہ اس کو قیامت کے دن پورے گناہوں کی سزا دیتے ہیں۔ (ترمذی)

Marfat.com

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بڑا اجر بڑی مصیبتوں کی وجہ سے ملتا ہے اور اللہ عزوجل جب کسی قوم کو محبوب رکھتے ہیں تو ان کو آزمائشوں میں ڈالتے ہیں پھر جو ان پر راضی رہے اس سے خدا بھی راضی ہو جاتا ہے اور جو ناخوش ہو اس سے خدا بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

جب قیامت کے دن مصیبت والوں کو ثواب ملے گا تو تندرست لوگ خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹے جاتے۔ (ترمذی)

آزمائش اور اسلامی کیفیت انسانی

۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! صحت مند و طاقتور مومن اللہ کو ضعیف و ناتوں مومن کی نسبت زیادہ محبوب ہے اور ہر چیز میں بھلائی ہوتی ہے ایسی چیز کی حرص کرو جو تمہارے لئے فائدہ مند ہو۔ اللہ سے مدد کے خواستگار رہو۔ تھک ہار کر مت بیٹھ رہو۔ اگر کوئی پریشانی یا ابتلا پیش آجائے تو یوں نہ کہو کہ اگر میں کر لیتا تو ایسا ہو جاتا بلکہ یہ کہو کہ حکم الٰہی اسی طرح تھا۔ اس نے جو چاہا کیا۔ (صحیح مسلم)

۲) شداد بن اوس اور صنابحی دونوں ایک آدمی کی بیمار پرسی کے لئے گئے اس سے پوچھا کیسے ہو؟ اس نے کہا! اللہ عزوجل کا احسان ہے تو شداد بن اوس نے کہا۔ گناہوں کے کفارے اور غلطیوں کی معافی کی خوشخبری حاصل کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ جب میں کسی اپنے مومن بندے کو آزمائش میں ڈالتا ہوں پھر اس مصیبت کے باوجود میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر سے اس طرح اٹھتا ہے جیسے کہ وہ ماں کے جننے کے دن گناہوں سے پاک تھا اور اللہ عزوجل فرماتے ہیں میں نے اپنے بندے کو قید کر رکھا ہے اور اس کو آزمائش میں ڈالا ہے تم اس کی تندرستی کے اعمال لکھتے جاؤ۔ (مسند احمد)

آزمائش اور اسلوب خداوندی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین اشخاص تھے جن میں ایک برص کی بیماری ولا، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کو آزمانا چاہا۔ تو ایک فرشتہ بشکل انسان ان کے پاس بھیجا وہ پہلے برص والے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تجھے کیا چیز پسند ہے؟ وہ کہنے لگا عمدہ رنگ اور حسین جلد اور اس گھناؤنی بیماری سے نجات جس کے سبب لوگ مجھ سے بھاگتے اور نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کے بدن پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری غائب ہو کر خوبصورت جلد نکل آئی۔ پھر پوچھا کہ مال کون پسند ہے؟ راوی کو شک ہے کہ اس نے اونٹ بتایا یا گائے بس اسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے کر دعا کی کہ اللہ عزوجل اس میں برکت عطاء فرمائے۔

اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا کہ تجھے کیا چیز پسند ہے؟ وہ کہنے لگا ایک تو میرا گنج دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہین اور دوسرے خوبصورت بال۔ پس فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنج غائب ہو کر خوبصورت بال نکل آئے۔

پھر فرشتہ نے پوچھا مال میں کون سی چیز پسند ہے؟ تو کہنے لگا گائے تو اسے گابھن گائے دے کر دعا دی کہ اللہ عزوجل اس میں برکت دے۔

اب وہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا میں چاہتا ہوں اللہ عزوجل میری بینائی لوٹا دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اللہ عزوجل نے اس کی

Marfat.com

بصارت بحال فرمادی۔ فرشتہ نے پوچھا تجھے مال کون سا پسند ہے تو کہنے لگا بکری۔ تو اسے بھی ایک بچہ جننے والی بکری دے دی۔ ان دونوں کے جانوروں نے بھی بچے جنے اور اس کی بکری نے بھی بچہ دیا۔ پس (فرشتہ کی دعا کی برکت سے کچھ دنوں میں) اونٹ والے کا اونٹوں سے، گائے والے کا گایوں سے اور بکری والے کا بکریوں سے جنگل کے جنگل بھر گئے۔

اب فرشتہ اپنی پہلی شکل وصورت میں اول برص والے کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مسکین وغریب ہوں۔ وسائل سفر سے محروم ہو گیا ہوں اب میرا کوئی ذریعہ نہیں جس سے میں اپنا سفر پورا کر سکوں۔ بس یا خدا کا سہارا ہے یا پھر تمہارا۔ میں تم سے اس ذات پاک کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تمہیں عمدہ رنگ خوبصورت کھال اور اتنے زیادہ اونٹ مرحمت فرمائے، مجھے سواری کے لئے ایک اونٹ دو تا کہ میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔

وہ کہنے لگا میرے ذمہ تو پہلے ہی بہت سے حقوق ہیں۔ (تجھے دینے کے لئے اونٹ کہاں) فرشتہ کہنے لگا تم مجھے شناسا سے لگتے ہو! کیا تم وہی تو نہیں جسے برص کی بیماری تھی۔ جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور نادار فقیر تھے۔ اللہ عزوجل نے تم کو یہ مال ودولت عطا فرمائی۔ وہ کہنے لگا یہ مال ودولت تو میری موروثی ہے باپ دادا سے چلی آرہی ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ اگر تم نے جھوٹ بولا ہے تو اللہ عزوجل تمہیں ویسا ہی کردے جیسے پہلے تھے۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس پہلی شکل وصورت میں آیا۔ اس سے بھی وہی کچھ کہا جو مبروص سے کہا تھا اور اس نے بھی وہی جواب دیا اور فرشتہ نے اس سے بھی کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ عزوجل تم کو ویسا کردے جیسے پہلے تھے۔

پھر پہلی سی شکل وشباہت میں وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا! میں نادار وفقیر مسافر ہوں۔ اسباب وذرائع سفر ختم ہو گئے سفر جاری رکھنے کا کوئی وسیلہ ورستہ بغیر اللہ عزوجل یا پھر تمہارے کوئی اور نہیں۔ میں اس اللہ عزوجل کے نام جس نے تمہاری بینائی لوٹائی تم سے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تا کہ اس کے ذریعے تکمیل سفر کی کوئی صورت کروں۔ وہ کہنے لگا بیشک میں اندھا تھا۔ اللہ عزوجل نے مجھے بینائی عطا فرمائی! میرے مال سے تم جو چاہو جتنا چاہو لے لو، جتنا چاہے چھوڑ دے! اللہ عزوجل کی قسم آج اللہ عزوجل کے نام پر تم جو بھی لینا چاہو گے میں تمہیں منع نہیں کروں گا۔

فرشتہ نے کہا تمہارا مال تمہیں مبارک رہے یہ تو تم لوگوں کی آزمائش تھی۔ اللہ عزوجل تم سے خوش اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔

(صحیح بخاری۔ ریاض الصالحین (مراقبہ کا بیان) ص۔ ۶۵،۶۶)

ہر انسان ابتلا و آزمائش سے دوچار ہوتا ہے

ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ ٥ (الانبیاء ۲۱) ترجمہ: ہم بطریق امتحان تم سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں۔

ابتلا و آزمائش کی کیفیات

ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات ٥ (البقرۃ ۲)

ترجمہ: اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے۔ دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے،

Marfat.com

مال وجان سے اور پھلوں کی کمی سے۔

زمین کی ہر شے سامان آزمائش

انا جعلنا ما علیالارض زینة لها لنبلوھم ایھم احسن عملاo (الکھف ۱۸)

ترجمہ: روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے کہ ہم انہیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے۔

جہاد۔ آزمائش کا ذریعہ

ولکن لیبلوا بعضکم ببعضo (محمد ۴۷)

ترجمہ: اور لیکن اس کا منشا یہ ہے کہ تم میں سے ایک امتحان دوسرے سے لے (جنگ میں)۔

اللہ عزوجل عطا کر کے آزماتا ہے:

لیبلوکم فی ما اٰتٰکم o (المائدہ ۵)

ترجمہ: جو تمہیں عطا کیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔

تخلیق کائنات کا مقصد۔ ابتلا وآزمائش

ھو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملاo (ھود ۱۱)

ترجمہ: اللہ عزوجل وہی ہے جس نے چھ (6) دن میں آسمان وزمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل والا کون ہے۔

موت وحیات۔ ابتلا وآزمائش

الذی خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملاo (الملک ۶۷)

ترجمہ: جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔

ابتلاء وآزمائش کن میں ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر امت کیلئے کوئی نہ کوئی چیز بطور آزمائش رہی ہے اور میری امت کی آزمائش مال ودولت میں ہے۔ (ترمذی)

Marfat.com

مجاهده

قرآن میں

والذین جاهدو فینالنهد ینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین . (عنکبوت) ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہمارے لئے مجاہدہ کیا ہم انہیں ضرور اپنے راستے دکھادیں گے۔ اور اللہ عزوجل احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

واعبد ربك حتى يأتيك اليقيقن. (الحجر)

ترجمہ: اور اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو تا آنکہ یقینی بات (موت) آجائے۔

واذكر اسم ربك وتبتل اليه تبتيلا اى القطع اليه. (مزمل)

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام لیتے ہوئے اور سب سے کٹ کر اسی کی طرف متوجہ رہئے۔

احادیث میں

مجاہدہ اور اللہ کا ردعمل

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ جب بندہ مجھ سے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے بقدر اس کے نزدیک ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف آہستہ خرامی سے آتا ہے تو میں جھپٹ کر اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ (بخاری۔ ریاض الصالحین۔ مجاہدہ کا بیان)

مجاہدہ اور طریق نبوی

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نوافل) شب میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ قدم مبارک پھٹ جاتے، تو میں آپ سے کہتی یا رسول اللہ ﷺ آپ کو تو اگلی پچھلی ساری تقصیرات سے درگزر کا وعدہ فرمالیا گیا ہے تو پھر آپ اتنی مشقت کیوں

اٹھاتے ہیں؟ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائے۔ کیوں بھلا میں اللہ عزوجل کا شکر گزار بندہ بننا کیوں پسند کروں۔ (صحیح بخاری)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا اخری عشرہ آتا ہے تو رسول اللہ ﷺ تمام شب بیدار رہ کر گزارتے ۔ اہل خانہ کو بھی جگادیتے۔ عبادت الٰہی میں حد درجہ انہماک اور مجاہدہ فرماتے اور کمر ہمت کس لیتے۔ (صحیحین)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شب میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ کا قیام اتنا طویل ہوا کہ (میں گھبرا کر ذھن میں) غلط بات سوچنے لگا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ غلط کیا تھا تو انہوں نے کہا میں نے سوچا (نیت توڑ کر) بیٹھ جاؤں اور آپ کو اکیلا چھوڑ دوں۔ (صحیحین)

ابی فراز ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے خادم اور اصحاب صفہ میں سے ہیں راوی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رات گزارتا تھا اور بوقت ضرورت وضو یا دوسری ضروریات کے لئے پانی پیش کرتا تھا۔ ایک روز آپ ﷺ نے فرمایا! مجھ سے کوئی کچھ مانگنا چاہو تو مانگو، میں نے عرض کیا میں جنت میں آپ ﷺ کی معیت کا طالب ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا! کیا اس کے علاوہ بھی کسی چیز کی طلب ہے؟

میں نے عرض کیا بس یہی درخواست ہے۔ فرمایا تو پھر میری معاونت کے طور پر اپنے لئے کثرت سجود لازم کر لو۔ (صحیح مسلم)

Marfat.com

اسلامی تصوف اور رہبانیت

لفظی تحقیق

رہبانیت ،راہب کا مطلب مغرور ، ۔۔۔۔باز (قاموس الکتاب ۴۶۳)رہب (خوف) سے ہے یا رہبان (درویش) سے رھب سے ماخوذ قرار دیا جائے تو اس کا مقصد راھب بنتا ہے۔اسمیں خون کا اضافہ کرکے رھبانیت بنا دیا گیا۔(ایسر تفاسیر)لوگوں سے کنارہ کش ہوکر گرجا میں عزلت ہونا (المجید)

رہبانیت کی شرعی حیثیت

قدیم قوموں کے دیوتاؤں کی تاریخ میں ایک خیالی اژدھا جو بائبل میں شاعرانہ طور پر دنیا کی ابتدائی شیطانی قوتوں کی علامت ہے(ایوب)۔

یاایھاا لذین امنوان کثیرا من الاحبار والدھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل .(التوبہ)

ترجمہ:''اے ایمان والو! اکثر علماء اور راہب' لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔'' آگے فرمایا! کہ رابہانیت دین سے ہٹانے کا فاعل ہے!

ویصد ون عن سبیل اللہ (التوبہ)

ترجمہ:اور اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں۔

مختصر تشریح

اس آیت میں لفظ 'رھبان' راھب کی جمع ہے۔جو رھبہ سے مشق ہے۔اس سے مراد وہ ہیں جو تارک الدنیا ہو کر جنگلوں میں کوئی کیا یا خانقاہ بنا کے اس میں رہا کرتے ہیں۔مختلف وظائف 'ٹونے ٹالے کرتے ہیں۔جیسے عہد نبوی ﷺ میں ایک بوڑھی عورت 'عزیٰ' تن تنہا ایک جھونپڑی میں برھنا پڑی رہتی اور جادو وغیرہ کرتی۔بعد میں اللہ کے رسول ﷺ نے اس کنارہ کاش راھبہ کو خالد بن ولید کو کر قتل کروایا۔ولتجدن اقر بھہ مود لا للذین امنوالذین قالوآانا نصدی . ذالك نان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یشتکبرون . (المائدہ)

ترجمہ:اور ایمان والوں سے سب سے زیادہ دوستی کے قریب آپ یقیناً انہیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاری کہتے ہیں۔یہ اس لیے کہ ان میں دانشمند اور گوشہ نشین ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

مختصر تشریح

یہاں رھبان سے مراد عبادت گزار' گوشہ نشین لوگ ہیں۔جو مصلحتاً حکم الہی خوف ایزدی کے تحت کچھ وقفہ کیلئے گوشہ نشین اختیار کرتے ہیں۔جیسے موسیٰ نے چالیس روز کوہ طور پر'عیسیٰ نے چالیس دن کوہ زیتون میں اور پھر رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں گوشہ نشینی اختیار کی۔اصحاب صفہ'اصحاب کہف بھی اس مد میں شامل ہوتے ہیں۔اصحاب صفہ کے بارے آیت (تصوف اور اصحاب کہف):

وازا اعتز لو ھم وما یعدون الا اللہ

ترجمہ:اور جب تم اب سے کنارہ کشی کرو جو مشرکین ہیں۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے:رسول اللہ ﷺ کو عزلت نشین محبوب ہوگئی اور آپ غار حرا میں گوشہ نشین ہوگئے تحنث کرتے جہاں آپ متعدد راتیں مصروف رہتے۔مزید قرآن میں ہے۔والذین جاھد وفینا لنھد ینھم سبلنا.ترجمہ:اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ہم ان کو اپنی راہوں سے آگاہ کرتے ہیں۔

قرآن میں علیحدہ ہونے کیلئے سائحون کا لفظ مستعمل ہے۔رسول ﷺ کو اللہ کی تبتل کا حکم صادر ہوا

Marfat.com

۔تبتل کے معنی انقطاع اور علیحدگی کے ہیں۔یعنی اللہ کی عبادت اور اس سے دعاء و مناجات کیلئے یکسو اور ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو جانا یہ رہبانیت سے قدرے مختلف چیز ہے۔رہبانیت تو تجرد اور ترک دینا ہے۔جو اسلام میں ناپسندیدہ چیز ہے۔اور تبتل کا مطلب ہے۔امور دنیا کی ادائیگی سے ساتھ عبادت میں اشتغال' خشوع اور اللہ کی طرف یکسوئی یہ محمود و مطلوب ہے (تفسیر احسن البیان ۷۵۶)۔تبتل کا ''اعتکاف'' سے ملتا جلتا مفہوم ہے۔جو سنت ہے۔
(صحیح مسلم۔کتاب الاعتکاف)۔

تبتل کے بارے میں قرآن میں

واذکر اسم ربك وتبتل اليه تبتيلا . سورۃ المزمل ۷۳

ترجمہ: اور تو اپنے رب کے نام کا ذکر کر اور تمام خلائق سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جا۔

اسلام میں جہاد کو رہبانیت کا ارگن بتایا: پس ''جہاد'' میں اسلام نے رہبانیت جائز رکھی ہے (مسند احمد بن حنبل)

رہبانیت اور احادیث نبوی ﷺ

فتنوں سے بھاگنا دینداری ہے

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے پہاڑ کی چوٹیاں اور بارش کے مقاموں میں وہ اپنا دین فتنوں سے بچاتے ہوئے بھاگتا پھرے گا۔(صحیح بخاری جلد اول کتاب الایمان۔ابن ماجد)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ حجاج کے پاس گئے۔وہ بولا اے اکوع کے بیٹے تو مرتد ہو گیا پھر جنگل میں رہنے لگا سلمہ نے کہا نہیں بلکہ رسول ﷺ نے مجھ کو اجازت دی جنگل میں رہنے کی۔(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الامارت)۔ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا بہتر اس آدمی کی ہے۔جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہے اللہ کی راہ میں اور اس کی پیٹھ پر اڑتا ہے۔جب دشمن کی آواز سنتا ہے یا مقابلے کا وقت آتا ہے تو اس طرف جاتا ہے۔اور موت اور قتل کے موقع ڈھونڈتا ہے (یعنی شہادت کا طالب ہے اور کفارہ کے قتل کے درپے ہے پس جہاں ان دونوں کا موقع پاتا ہے اس طرف مستعدی سے روانہ ہوتا ہے) اور اس آدمی کی (زندگی) جو اپنی چند بکریاں لیے ہوئے ان پہاڑوں میں سے کسی وادی میں (وادی پہاڑ کے درمیان جو تنگ راستہ ہوتا ہے) اور وہ نماز ادا کرتا ہے۔وقت پر زکوۃ دیتا ہے۔اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی موت آ جائے اور کسی آدمی کی برائی میں نہیں ہے۔بلکہ ہر ایک کی بھلائی ہی چاہتا ہے۔(سنن ابن ---جلد سوم کتاب الفتن)

اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله التوبہ

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو رب بنا لیا ہے۔

تشریح: اس کی تفسیر عدی بن حاتم بیان کردہ حدیث سے بخوبی ہو جاتی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ سے یہ آیت سن کر کیا کہ یہود و نصاری نے تو اپنے علماء کی کبھی عبادت نہیں کی۔پھر یہ کیوں کہا گیا کہ ان کو رب بنا لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی لیکن یہ بات تو ہے نا کہ ان کے علماء نے جس کو حلال قرار دیا اس کو انہوں نے حلال اور جس چیز کو حرام قرار دیا اس کو حرام ہی سمجھا یہی ان کی عبادت کرنا ہے (صحیح-----)۔یعنی انہوں نے ''رہبانیت'' جو کہ حرام ہے اس کو حلال تصور کیا اور حلال ہی پیش کیا۔جبکہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے کہ نہیں حکم مجھ کو کیا گیا رہبانیت اختیار کرنے کا (ابوداؤد کتاب نکاح)۔

ا یک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق رہبانیت اختیار کرنا ہرگز نہیں ہم پر فرض (لکھا) گیا

Marfat.com

۔(مسند احمد بن حنبل)۔

رہبانیت ایک بدعت

ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ (الحدید ۵۷) ترجمہ: رہبانیت انہوں نے خود اختیار کی ہم نے ان پر اسے واجب نہ کیا تھا۔سوائے رضائے الٰہی کے۔

اسلام میں رہبانیت ایک بدعت (گمراہی) کی مثل ہے۔اسلام کا صحیح تخیل یہ ہے کہ انسان تعلقات کے ازدحام وعلائق کے ہجوم میں گرفتار ہو کر ان میں سے ہر ایک کے بارے جو اس کا فرض ہے۔بخوبی ادا کرے جو شخص ان تعلقات وعلائق اور حقوق وفرائض کے ہجوم سے گھبرا کر کسی گوشہ عافیت کو تلاش کرتا ہے۔وہ دنیا کے کارزار کا نامرد بزدل سپاہی ہے اسلام کے نزدیک عبادت کا مفہوم مستقل ترک فرض نہیں بلکہ معتدل ادائے فرض ہے۔خدا کا دین اتنا ہی ہے۔جو بندہ کہ استطاعت کے اندر ہے۔چنانچہ قرآن میں ایک مقام پر آتا ہے۔

لا تکلف اللہ نفسا الا وسعھا البقرہ ۲

(ترجمہ: اللہ کسی کو اس کی گنجائش سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔)

حدیث نبوی ﷺ: میں تو سہل اور آسان، روشن دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہوں۔قرآن میں مزید فرمایا! لا اکرہ فی الدین البقر

ترجمہ: دین میں سختی نہیں۔

صحابہ میں سے بعض ایسے لوگ تھے۔جو عیسائی راھبوں کے اثر یا ذاتی میلان طبع کے سبب سے، حجر، جرک لالزائز اور ریاضت شاقہ کی زندگی بسر کرنا چاہتا تھا۔رسول ﷺ نے اس کو اس سے باز رکھا۔اور فرمایا۔کہ میں یہ شریعت لے کر نہیں آیا۔

قدامہ بن مظعون اور ان کے ایک ساتھی نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایک نے عمر بھر مجرد رہنے اور شادی نہ کرنے کا اور دوسرے نے گوشت نہ کھانے کا ارادہ کیا ہے۔آپؐ نے فرمایا میں تو دونوں باتیں کرتا ہوں۔یہ سن کر دونوں صاحب اپنے ارادہ سے بعض آ گئے۔۔۔۔جس طرح نفس کی خواہش کے خلاف راھب لوگ بدن کو بھوکوں، فاقوں اور چلہ کشی سے مارتے اور ساری ساری رات قیام فرماتے ہیں اس سلسلہ میں احادیث نبوی ﷺ کو قلمبند کیا جاتا ہے۔

عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سنا رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ میں لگاتار روزے رکھا کرتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہوں یا تو آپ ﷺ نے مجھ کو بلایا یا میں خود آپ ﷺ سے ملا۔آپ ﷺ سے فرمایا مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تو روزے رکھتا ہے اور افطار نہیں کرتا اور نماز پڑھے جاتا ہے ایسا کر کہ روزے رکھ اور افطار بھی کر، قیام بھی کر اور سو بھی۔کیوں کہ تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے۔اور تیری بی بی۔بال بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ داؤد کا روزہ رکھ۔میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے اور دشمن کے مقابلے میں نہ بھاگتے۔میں نے کہا: یارسول ﷺ اس بات کی میری طرف سے کون ذمہ داری لے سکتا ہے۔عطاء کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کہ نسبت سے رسول اللہ ﷺ نے کیا کچھ فرمایا بس اتنا جانتا ہوں کہ آپ نے دوبارہ فرمایا جس نے ہمیشہ روزہ کھا اس نے روزہ نہیں کھا۔(صحیح بخاری ۔کتاب الصوم) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ کو دائمی روزہ سے منع کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھ میں روزہ رکھنے کی طاقت ہے۔تو پہلے فرمایا کہ اچھا تم مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو خدا اگنا اجر دے گا۔تو یہ تمہارے پورے ماہ کے روزے ہو جائیں گے (صحیح بخاری باب حق الضیف)۔ایک اور حدیث: انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین آدمی رسول اللہ ﷺ کی بیبیوں کے گھر آئے۔علی رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔یہ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے بارے

Marfat.com

میں پوچھتے ہیں۔ جب ان کو بتلایا گیا تو انھوں نے گویا (ان عبادات کو) کم سمجھا اور کہنے لگے کہاں ہم اور کہاں رسول اللہ ﷺ جن کے پچھلے اور اگلے سب گناہ معاف کیئے جا چکے ہیں۔ (یعنی ہمیں تو ان سے زیادہ برائے مغفرت عبادت کرنی چاہیے) پھر ایک نے کہا: میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی روزہ نہ چھوڑوں گا۔ اور تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا۔ اور کبھی نکاح نہ کروں گا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور ان لوگوں سے پوچھا۔ کیا تم نے یہ باتیں کی ہیں؟ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ اور متقی ہوں اس کے باوجود روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو کوئی میری سنت کو ناپسند کرے اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں (صحیح بخاری کتاب النکاح)۔

شرعی نص میں غلو و تنقیص کے رد میں احکام

ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحدحدودا تعتد وھا۔

ترجمہ: تحقیق اللہ نے کچھ فرض فرائض کیئے ہیں۔ انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ حدود متین کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔

دین میں حلال و حرام کی احتیاط کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ قیصہ بن مصعب اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نصاریٰ کے کھانوں کے متعلق دریافت کیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے کسی اور شخص نے پوچھا کہ کھانوں میں سے بعض ایسے ہیں جن سے میرے دل میں کھٹک پیدا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمھارے دل میں کوئی ایسی کھٹک نہ پیدا ہو جو نصاریٰ کی رہبانیت میں سے مشابہ ہو ایک اور روایت جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو خصی ہو جانے کی اجازت دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے خصی کیا وہ خصی ہوا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ میری امت کا خصی ہونا روزہ رکھنا ہے۔ کیا اچھا بن باس (فقیری ' رھبانیت) ہونے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا! جہاد میری امت کی فقیری ہے۔ کہا اچھا ترک دنیا کی اجازت ہے فرمایا! میری امت کے لیئے نماز کے انتظام میں مسجد میں بیٹھنا ترک کرنا ہے۔ ( )

ایک اور روایت میں بدعت و رہبانیت کا رد

رسول اللہ ﷺ سے بنی اسرائیل کے دو اشخاص کے بابت دریافت کیا گیا۔ ایک عالم تھا جا فرض نماز پڑھ کر بیٹھا رہتا اور لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا اور دوسرا دن میں روزے رکھتا اور شب بھر نمازیں پڑھتا۔ ان میں سے کون افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا! یہ عالم جو فرض پڑھ کہ لوگوں کی تعلیم میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس عابد پر جو دن میں روزے رکھتا ہے اور شب میں عبادت کرتا ہے۔ وہ ہی فضیلت رکھتا ہے۔ جو تم میں سے ایک دنی ترین فرد پر رکھتا ہے (کنز العمال)

ایک اور روایت

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص کی عبادت کا و اور ذکر الٰہی میں سرگرمی کا تذکرہ کیا گیا۔ اور ایک دوسرے شخص کے محرمات و مشتبہات سے اجتناب کا۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا! عبادت کو پرہیز گاری کے برابر نہ کرو (یعنی تقویٰ کو افضلیت حاصل ہے راہبانہ طریق پر) (ترمذی)۔ راہبانیت کے متعلق ایک جگہ اسی کو خودسوزی کے مترادف قرار دیا گیا۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اپنے اوپر سختی مت کرو۔ کہ اللہ بھی تم پر کرنے لگے گا۔ ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ انہی کی یادگاریں' کلیساؤں اور گرجوں میں دیکھ رہے ہو۔ ان کی گھڑی ہوئی رھبانیت ہے جس کو اللہ نے ان کے اوپر فرض نہیں کیا۔

شہاب الدین سہروردی اپنی کتاب ''عوارف المعارف'' میں رقمطراز ہیں۔ روینت ہے کہ ایک عارف نے دنیا سے اس قدر کنارہ کشی اختیار کر لی کہ لوگوں سے بچ کہ جنگل میں نکل گیا۔ اور عہد کر لیا کہ میں کسی شخص سے کوئی چیز طلب نہیں

Marfat.com

کروں گا۔ جب میرا رزق خود میرے پاس آئے گا تب کھاؤں گا۔ چلتے چلتے وہ ایک پہاڑ کے دامن میں جا پہنچا اور وہاں سات روز تک بیٹھا رہا۔ مگر کھانے کو کوئی چیز نہ ملی۔ یہاں تک کہ موت کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت اس نے اللہ کے حضور ﷺ میں عرض کیا کہ الٰہی! مجھے زندہ رکھنا چاہتا ہے تو میرا رزق مجھے عطا فرمادے جو تو نے میری قسمت میں لکھ دیا ہوا ہے ورنہ مجھے موت دے دے۔ اس کے جواب میں اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ۔ میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھاتا ہوں کہ تم کو اس وقت تک رزق نہیں دوں گا جب تک تم بستی میں جاؤ۔ اور لوگوں کے ساتھ رہنا سہنا شروع کردو (۔۔۔)

ایک اور واقع

ایک بستی میں ایک اور بزرگ مسجد میں تنہا بیٹھ کر راہبانہ اللہ کی عبادت کرتے رہتے اور ساری بستی کے لوگ عبادت سے احتراز کرتے اور گناہوں میں مبتلا تھے۔ اللہ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ پوری کو منہدم کردو۔ فرشتہ پہنچا دیکھا بزرگ محو عبادت ہیں۔ واپس آکر ملائکہ نے اللہ کو بتلایا کہ وہاں ایک بزرگ عبادت وزھد میں یکتا ہے۔ اللہ نے فرمایا اس کو بھی ان میں شامل کردو، کیوں کہ وہ خود عبادت و ریافت کا پابند ہے۔ دوسرں کو ترغیب نہیں کرتا (راھبانہ زندگی کا پابند ہے) جبرائیل نے تمام بستی کو مع بزرگ تہس نہس کردیا ( )

درج بالا واقعات کے بعد دو اور احادیث سے رہبانیت کا رد۔ ایک صحابی کے بارے میں نبی ﷺ نے سنا کہ وہ ایک مدت سے اپنی بیوی کے پاس نہیں گئے۔ اور شب ورد عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے بلا کر ان کو حکم دیا ابھی اپنی بیوی کے پاس جاؤ انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں آپ ﷺ نے فرمایا! روزہ توڑ دو اور جاؤ۔ عہد عمر میں ایک عورت نے شکایت کی کہ میرے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں اور مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے عمر رضی اللہ عنہ نے مشہور تابعی بزرگ کعب بن سور الازدی کو ان مقدمہ سے ساعت کے لیئے مقرر فرمایا! انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس عورت کے شوہر کو تین راتوں کے لیے اختیار ہے کہ وہ جتنی عبادت چاہیں کریں۔ مگر چوتھی رات لازماً ان کی بیوی کا حق ہے (؟)۔ ماحصل: بہترین اسلوب محمد (رسول اللہ) ﷺ کا ہے نئے کام بہت برے کام ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (صحیح مسلم،) رہبانیت اسلامی تصوف میں غلو و تنقیص کی پیداوار ہے۔ یہ ذاتی اختراع ہے۔ جس کا وجود دین اسلام سے کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ اسلام قطعاً یہ تعلیم نہیں دیتا کہ انسان ہر چیز کو چھوڑ کر دنیا سے لاتعلق ہوجائے اور راھبانہ اطوار یا مجردانہ زندگی گزارنے کیلئے گوشہ نشینی اختیار کرلے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ۔۔۔۔۔۔ اسلام میں راہبانیت نہیں۔ ( )

رہبانیت عموماً کشف وکرامت کے حصول، مشاہدات، یا دیدار الٰہی، گیان، رومانی شرقی، فرای حالات، اور شعبدہ بازی کے حصول کیلئے کی جاتی ہے جو سراسر ترک اسلام ہے۔ تیاگ دنیا تو ہے ہی۔ اور بقول اقبال۔

ترے دین وادب سے آرہی ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

(جاوید نامہ نظم نمبر ۷ ش ۲)

تاریخ رہبانیت

اس کا بانی ایک ان پڑھ نوجوان ''انطونی'' ہے۔ اس نے دنیا سے منہ موڑا اپنی تمام ملکیت سے ہاتھ اٹھایا اور اپنے کنبے سے کنارہ کشی اختیار کر کے صحرا میں چلا گیا۔ اور چلہ کشی اور ریافت شروع کردی اور جلد ہی اس کی شہرت مصر میں پھیل گئی اور وہ رومانیت کا سرچشمہ بن گیا اس کی تقلید میں ہزار خانے رھبانیت کی زندگی اختیار کر لی اور ''انطونی'' کو اپنا قائد تسلیم کرلیا۔ اس تحریک کو زور پکڑتے دیکھ کر اہل کلیسا نے اس کی حمایت کردی اور تحریک کو منظم خطوط میں چلایا گیا۔ انہوں نے خانقاہیں بنائیں۔ جس میں راہب کنارہ کشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان سے تیاگ جسمانی اذیت، ریافت اور دنیاوی تعیش اور نعم سے اجتناب کا عہد کروایا جاتا تھا۔ یہ لوگ ۲۴ گھنٹوں میں صرف ۱۲ اونس غذا کھاتے، گوشت کا استعمال ممنوع تھا۔ مورخ

Marfat.com

رفونیس کے مطابق ایک وقت ایسا آیا جب مصر کی نصف سے زیادہ آبادی نے راھبانہ زندگی اختیار کرلی۔ جب انطونی اور پکونیس کے پیروکار شام میں راھبانہ زندگی کی ترویج کیلئے تبلیغ کر رہے تھے۔ ھلیرن نے ۱۲ سال تک دنیاوی آلائشوں سے کنارہ کشی کی اور اتنی مقبولیت حاصل کرلی کہ جب وہ سفر اختیار کرنا اس کے ساتھ تین ۳ ہزار پیروکار ہوتے ہیں۔

بیل (bell) بہت بڑا' مشہور راھب گزرا ہے۔ اس نے ایتھنز کے اسکولز میں تعلیم حاصل کی اس نے شام کے اسقف اعظم کا جلیل منصب حقارت سے ٹھکرادیا۔ اس نے ایشا کوچک کے پہاڑوں میں لاکھوں راھب روم سے برطانیہ اور برطانیہ سے حبشہ تک پائے جاتے ہیں۔

تاریخ رھبانیت اور مذاھب عالم

بدھ مت

سدھارتو (گوتم بدھ) کپل وستو (نیپال) راجکمار (۴۸۲ ق۔م) دنیا سے بیزار ہوکر یورویلا سے جنگلات میں 50 سال تک ریافت وفاقہ کشی میں گم رہا۔ اس راھبانہ زندگی میں رھبانیت کے اصول' فاقہ کشی اور مراقبوں کے قوانین وضع کیئے۔

اس تمام تر راھبانہ زندگی دنیا سے گریز پا اور حقائق سے متنفر نظر آتی ہے۔ گوتم نے اس قدر فاقہ کشی کی اس کے پیٹ پر ہاتھ لگانے سے ریڑھ کی ہڈیوں میں سے آواز پیدا ہوتی۔

زرتشت

مجوسیت کا پانی' رہبانیت کا شدید مخالف تھا۔ وہ عمل وعقیدہ کا قائل تھا۔ اس کے مذھبی عقائد میں کافی لچک ہے۔ اس میں لوگوں میں ہم آہنگی کا عمیق رجحان پایا جاتا ہے۔

نصرانیت

عیسائیت میں ایک فرقہ قریشی ہے اس جماعت کے لوگ قیام میں جزاوسزا کو حق سمجھتے تھے۔ لیکن اللہ تک پہنچنے کیلئے یہ ضروری سمجھتے تھے کہ دنیا کی لذت سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔ چنانچہ وہ آبادیوں سے الگ خانقاہوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اور رہبانیت کیلئے کوشاں رہتے۔ حقیقت میں عیسیٰ کی تعلیمات رہبانیت کے مخالف تھیں بعد میں ان کے ماننے والوں میں فرقہ ورائیت اور بدعت نے رھبانیت کا امتزاج پیدا کیا۔ حلانکہ عیسیٰؑ کا قول ہے: میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ ھندومت:۔ کشف کے درجے پر فائز تارک الدنیا یعنی خاموش کا جادوئی قوتوں کا حاصل ہونا بھی بیان کیا جاتا ہے۔ (۱۳۶ا رگ وید) جوگندھروؤں اور اپسراؤں کی ترغیبات سے بچتا بالکل دیوتاؤں کا قرب اور دوست حاصل کرلیتا۔ منی (تارک الدنیا) دنیاوی خواھشات سے بلند تر ہوکر اپنی تمام تر توجہ مرتکز کردیتا ہے۔

(کتھا اپنشد ۱۴)

خاموشی کا اظہار نہیں بلکہ برتری خیال کیا جانا چاھیے۔

(فرنیکیفرٹ Ancient Eyyptian Rdyin رمنودھرشاستر)

مزید رہبانیت کے نقوش

گرھستی والا اپنی (جلد) پر جھریاں (اپنے بالوں کی) سفیدی اور بیٹیوں کے بیٹے دیکھ لے تو وہ جنگل میں قیام کرسکتا ہے۔ کاشتکاری سے پیدا ہونے والی خوراک اور اپنی املاک سے تعلق توڑ کر جنگل کا رخ کرے بیوی کو بیٹوں کے سپرد کرے یا ساتھ لے آئے۔ مقدس آگ اور نیبہ کے ضروری سامان اپنے ساتھ لے کر گاؤں سے نکل کر جنگل میں سکونت کرے اس کے حواس مکمل طور پر اختیار میں ہوں (منودھرم شاستر)۔

Marfat.com

❁ **ہندومت**

ھندو مذہب کی تعلیمات کے مطابق نجات حاصل کرنے کیلئے ھندو جنگلوں اور غاروں میں رہتے۔ اپنے جسم کو ریافتوں سے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے' گرمی' سردی' بارش' اور ریتلی زمینوں پر ننگے بدن رہنا اپنی ریافتوں کا مقدس عمل سمجھتے ہیں۔

❁ **کنفیوشس ازم**

لاؤزے ایک صوبی فلسفی تھا۔ جو رھبانیت کا دلدادہ تھا۔ اس کے نزدیک کنفیوشس (۵۶۰ ق۔م) کی عملی زندگی بدترین قسم کی دنیاداری تھی۔ جس میں رھبانیت کا شائبہ بھی نہ تھا۔ اس کے نزدیک صحیح روحانیت تو یہ ہے کہ انسان دنیا سے قطع تعلق کر سکے اور جو تمام انسانوں کی قسمت اور مصائب سے بالاتر ہو کر ہی ہو سکتی تھی۔ کنفیوشس کے اخلاقیات میں اور معاشرت پسندی کی دلیل اس کی تعلیمات سے بھی عیاں ہے۔ کنفیوشس کے اخلاقیات میں پانچ عقائد نمایاں حثیت رکھتے تھے۔

(۱) انسانی ھمدردی
(۲) انصاف اور احساس فرض
(۳) حکمت و دانائی
(۴) علم
(۵) خلوص

پانچوں میں رھبانیت کی ہوا تک محسوس نہیں ہوتی۔

(غیر سامی مذاھب کے بانی)

❁ **عوام میں رھبانیت کی مقبولیت کے اسباب**

(۱) **غیب کی حالت سے دلچپسی**

قیافے' یا صفائی باطن کی بناء پر اگر کوئی پیر کسی کو اس کے دل کے احوال سے مطلع کر دیں تو یہ اس کے لئے سب سے بڑا معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے کے بہت سے مسلمان ہندو جوگیوں' عیسائی راھبوں' کاھنوں کے بھی معتقد ہو جاتے ہیں۔ پھر کچھ پیر ایسے ہوتے ہیں جو کسی بھی مذھب کے پیرو نہیں ہوتے تاہم ان کی اولیائی شک وشعبہ سے بالاتر سمجھی جاتی ہے۔ جیسے گرونانک جس کی وفات پر ھندوؤں اور مسلمانوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا کہ کون اس کی ''سرگ باشی'' کے فرائض انجام دے گا۔ یا بابا گرندتہ جس کا مزار مسلمانوں کیلئے بھی مرجع دعام بنا ہوا ہے۔ یا مادھولال وغیرہ۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے کہ کوئی ہوا میں اڑ کر دکھادے یا منہ سے آگ نکال کر دکھاتے اس پر یقین نہ کرو جب تک کہ میری سنت کا متبع نہ ہو۔ (۔۔)

دوسری حدیث میں فرمایا! کہ جو کسی نجومی کے پاس یعنی غیبی احوال جاننے کیلئے گیا اس کی چالیس دن کی ریافت رائیگاں گئی (۔۔) لوگ دیکھا دیکھی اس علم غیب کے تحصیل کیلئے علیحدہ یکسو ہو کر چلہ کشی' مراقبے' یوگا اور دیگر راھبانہ حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جس کا ثبوت کم از کم دین اسلام سے وابسطہ نہیں۔

❁ **سستی نجات کا ذریعہ**

جب پیرو مرید میں تصرف کا عقیدہ قائم ہو جاتا ہے۔ تو وہ یقینی طور پر پابند ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ پیران بھی حاجت روا مشکل کشا ہیں۔ یوں ان کا پیر معبود کی صورت اختیار کر جاتے ہیں تو نہ تو پیر اپنے آپ کو شرعی احکام کا پابند رہنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اور نہ ہی مرید میں یہ جرات باقی رہ جاتی ہیں کہ وہ اپنے پیر کے غیر شرعی اعمال وافعال پر کچھ گرفت کر سکے۔

Marfat.com

جیسا کہ بقول اقبال:

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاھی میں اسے

پختہ تر کردو مزاج خانقاھی میں اسے

(حیات جاوید۔ نظم ۳۔ ش ۱۰)

اس لاعلمی' اندھی تقلید و جمود سے یہ بات پھر یہیں تک محدود نہیں رہتی' یہ پیر اپنے مریدوں کو یہ بھی ذہن نشین کراتے ہیں کہ وہ ان کیلئے اس دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی کارساز ثابت ہوں گے۔ بعض سجدے کرواتے ہیں۔ اور بعض راھبانہ زندگی پر زور دے کر تارک ءالدنیا بنا دیتے ہیں۔ یہاں سے شرک کا اصلوب پیدا ہوتا ہے۔ اور حقیقت اسلام کی تلخی سے نجات بھی ہو جاتی ہے۔ چونکہ پیری کا درجہ ایک راھبانہ زندگی کا حاصل ہوتی ہے۔ مرید اس طرز عمل سے متاثر ہو کر سستی نجات اخروی ' علم غیب کے اشتیاق اور دیگر غیر شرعی و ناجائز مقاصد کیلئے پیروں کے طرز حیات یعنی رھبانیت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور چلہ کشی' تقلید پیر میں راھبانہ زندگی کو فروغ ملتا ہے۔

امراء اور دنیاداروں کی درویشیوں (راھبوں) سے عقیدت: جب کسی چیز کو کا خاص و عام میں عقیدت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگتا ہے تو لوگ اس عقیدت کے حصول کیلئے اس طریق کو اختیار کرنے کی سائی کرتے ہیں تا کہ ان کا دنیا میں مقام ہو۔ مزید امراء و عام دنیا دار دونوں طبقات کو علماء و فقہا سے زیادہ خلاف شرع پیروں اور گانے بجانے والے قوال ' صوفیوں اور راھبوں سے عقیدت ہوتی ہے۔ اسلیئے علماء اطباء کی طرح ہیں۔ اور دوا میں خرچ کرنا انسان کو با لگتا ہے۔ مگر ان پیروں اور اقوالوں پر خرچ کرنا ایسا ہے جیسے گانا بجانے والوں اور مداریوں کی طرح سامان تفریح پیدا کرتے ہیں۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد قلمبند کرنا پر حکمت ہوگا۔ فرمایا! ایک عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ (صحابی) پر مجھ کو افضیلت ہے۔ (۔۔۔)

تذکرے اور ملفوظات کا وجود

علی ہجویری کی کسی ۔۔۔۔ سے ثابت نہیں کہ ان کی مزار پسی کی جائے وغیرہ مگر لوگوں نے ان کی اولیت اور تقویٰ کو غلو کو شکل دے کر نیا رنگ دیا۔ حلانکہ علی ہجویری تو شریعت (کتاب سنت) کے متبع تھے۔ رھبانیت کے وجود کو بقائے عام بخشنے کیلئے ایک طرف تو مزارات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو دوسری طرف ایسی تصانیف کا آغاز ہوا جو کسی 'بزرگ' کی وفات کے بعد مرتب کی گئیں۔ جن میں رطب و یابس سب کچھ ہی بشمول ہوتا ہے۔ کیوں ان کا مقصد صرف کسی بزدگ کی کرامتوں کو اگر اس کی بزرگی کی دھاک بٹھانا ہوتا ہے۔ اور تصرف فی الامور کو ثابت کرنا ہوتا ہے اس تو تقلید سے جہاں مقلدین متاثر ہوتے ہیں وہاں اہل علم بھی اس غلوئے تعظیم سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان کی قصائص اور تاریخ واقعات کو بڑھا چڑھا کر قلمبند کیا جاتا ہے۔

اس روایتی انداز سے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تمام واقعات زندگی کا جزو معلوم ہوتے ہیں۔ مبالعہ۔۔ رائی' کسمپری کی انتہا ہوتی ہے۔ یوں الحاق مضامین اور جعلی تصانیف سے رعایا میں ان کی قدر منزلت میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ لوگوں کا بھی رھبانیت کی طرف رجحان و میلان بڑھتا ہے۔

رھبانیت کی خباشتیں

۱) انسان حقوق العباد سے مکمل طور پر بے بہرہ ہو جاتا ہے۔ یوں لوگوں سے انقطاع کی وجہ سے وہ زندگی کے صحیح معنی جانچنے سے قاصر رہتا ہے۔

۲) رھبانیت سے انسان کا نفس منہدم ہو جاتا ہے اور یوں اس راھب کی زندگی غیر مادی ہو کر رہ جاتی ہے۔ مادیت سے اس کو سخت نفرت ہونے لگتی ہے۔ یوں دنیاوی: رتقاء میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

۳) اسکا ذہن محدود ہو جاتا ہے۔اس طرح وہ زندگی کے اصل ـــــ تک پہنچنا بھی چاہتا ہے تو پہنچ نہیں پاتا۔اس کی اصل توانائی مجذوبیت میں شل ہو کر رہ جاتی ہے۔

۴) رہبانیت سے انسان تہذیب وتمدن اور معاشرت سے مکمل طور پر علیحدہ ہو جاتا ہے۔یوں اس کو ہر چیز بری اور پرعیب معلوم ہونے لگتی ہے۔

۵) راھب حقیقت میں اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کی سعی تمام تو کرتا ہے مگر وہ چونکہ اس کی مخلوق کا منکر ہوتا ہے۔اللہ عزوجل بھی اس کو خاص اہمیت نہیں دیتے کیونکہ وہ اللہ عزوجل کی خلقت کو اہمیت نہیں دیتا۔

۶) رہبانیت سے عموماً شعبدہ بازی، جادو، استدراج اور علوم سحر حاصل ہوتے ہیں۔لہٰذا یہ عوام الناس میں فتن فساد اور باہمی رنجش کا سامان بھی ثابت ہوتا ہے۔

۷) علم دو ہیں۔علم شر،علم خیر۔رہبانیت کا تعلق علم شر سے ہے۔جب بندہ دنیا سے بالکل علیحدہ، مافوق الفطرت زندگی میں منہمک ہو جاتا ہے تو وہ شیطان کے ہتھکنڈوں میں بآسانی آ جاتا ہے۔یوں وہ شرانگیز حرکات کا بھی ارتکاب کرنے لگتا ہے۔میعنی لوگوں کو غلط قسم کی تعلیمات دیتا،ان کیقلوب میں وسواس ڈالنا اور رھبانیت کی طرف مائل کرنا۔

۸) رہبانیت چونکہ فراری حالات کا ماحصل ہوتی ہے اس لئے اس کے مسلسل ارتکاب سے انسان حالات سے مقابلہ کرنے کی مکمل طور پر طاقت کھو دیتا ہے۔وہ رہبانیت کی بساط میں یوں مستغرق ہوتا ہے کہ اپنی خبر تک نہیں رہتی۔

۹) رہبانیت عوام الحواس، بالیدگی اور ثقالت کا درس دیتی ہے۔

۱۰) رہبانیت سے انسان کے اخلاق کا گراف صفر کے زاویہ تک گر جاتا ہے۔کیونکہ وہ لوگوں سے منقطع ہو کر زندگی گزارتا ہے۔وہ اخلاقی اقدار سے سراپا اجنبی رہتا ہے۔

۱۱) اسلام سلامتی کا مذہب ہے۔چونکہ اسلام رہبانیت سے منع کرتا ہے۔یقیناً اس میں مضر اثرات پنہاں ہونگے جو عدم سلامتی کی دلالت کرتے ہونگے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! فتنہ پورب سے اٹھے گا (بخاری) مشرقی فتنہ راھبانیت کا اثر ضمیر اقبال یوں بیان کرتا۔

ضمیر مغرب ہے تاضمیر مشرق ہے راھبانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ یہاں بدلتا نہیں زمانہ

(جاوید نامہ نظم ۱۵ ش ۱)

Marfat.com

اسلامی تصوف اور جادو

جادو اور بائبل

بائبل میں جادو اور جادوگری کیلئے یہ لفظ استعمال کیئے گئے ہیں۔
افسون (۲۔تواریخ ۳۳: ۶) شگون نکالنے والے (استثنا ۱۸: ۱۴) سحر اور ساحر (یسعیاہ ۴۷: ۱۲) منتر، منتری (زبور: ۵۸: ۵) فال، فالگیر (گنتی ۲۳: ۲۳) نجومی (اسموئیل ۶: ۲) غیب بین اور غیب بنی (ا۔سموئیل ۹: ۹) رمال (استثنا ۱۸: ۱۱)

جادو اور سحر کے عمل کا مقصد اشخاص اور واقعات پر فوق الفطرت طریقوں سے اثر ڈالنا ہے۔ جادو کی مختلف اشکال ہیں۔ رمل، غیب بنی، جفر، جوتش، نجوم وغیرہ
کا مقصد غیب یا مستقبل کی باتوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا لیکن جادو سحر، طلسم وغیرہ میں حالات اشخاص کو متاثر کرنے کا عمل بھی شامل ہے۔ جادو عالمگیر ہے۔ ہر ملک اور قوم نے اس پر اعتماد رکھنے والے ہیں۔ سیاہ علم یا کالے جادو کے ذریعے سے لوگ جنوں، دیوں اور بدروحوں کی مدد سے کسی پر لعنت، بیماری، موت یا کوئی اور نقصان دہ چیز نازل کرنے کی مساعی کرتے ہیں۔ سفید علم یا سفید جادو سے نیک روحوں یا فرشتوں کی مدد سے کالے جادو کا اثر زائل کرتا اور اچھے اچھے نتیجے نکالنا مقصود ہوتا ہے۔ اکثر جادوگر کسی دیوتا، جن یا بدروح کو استعمال کرتا ہے۔ کہ اس کی امانت سے کوئی کام کروائے، جادو اور افسون گری محض توہمات اور جھوٹ پر مبنی نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اس میں بہت حقیقت بھی ہے۔ بیشک بعض لوگ دھوکے سے یہ تاثر دنیا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی کرامات جادو سے کر رہے ہیں۔ جب کہ ان کا عمل ہاتھ کی صفائی اور چالاکی اور شعبدہ پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن اصلی جادوگر شیطانی قوتوں کا استعمال کر کے اپنا کام کرتے ہیں۔ ہمیں اس کے بارے میں بہت محتاط رہنا چاہیے۔ اور اس کا مقابلہ خداوند یسوع مسیح کے نام میں اور خدا کی طاقت سے کرنا چاہیئے۔

(یا کلام سے) (قب اعمال ۱۲: ۱۸)

جادو کے بارے میں بائبل کا فیصلہ

بائبل کے حوالہ جات سے یہ بات ابھر کر سامنے آتی ہے۔ کہ کتاب مقدس جادو کی سختی سے مذمت کرتی ہے۔ جادو سچے مذہب کا زیف ہے اوس کا استعمال صرف غلط مذہبی عقائد کے ہوتے ہوئے ہی ہوسکتا ہے۔ سچا مذہب یہ ہے کہ ہم خدائے واحد کی ذات کا تجربہ حاصل کریں اور ایک ایسی زندگی بسر کریں جو خدا کی مرضی کے برابر ہو۔ مومن -- سے خدا کے ساتھ چلتا ہے۔ اور اس سے دعا میں اپنا رشتہ قائم رکھتا ہے۔ اور زندگی کے واقعات کو خدا کی طرف سے مقرر ہوئے ہیں منظور کر کے ان کے ذریعے خدا کے نام کو جلال دیتا ہے۔ اس کے برعکس جادوگر کمتر درجے کی فوق الفطرت چیزوں پر اعتماد رکھتا ہے۔ اور ان کے وسیلے زندگی سے واقعات کو اپنی خواہشات کے مطابق تبدیل کرنے چاہتا ہے وہ خدا کی مرضی کو نظر انداز کر کے خدا کے نام کی بجائے اپنی انا کی پرستش کرتا ہے۔

مندرجہ ذیل کام اور افعال کتاب مقدس (بائبل) میں سختی سے ممنوع ہیں۔ اور انہیں برا قرار دیا گیا ہے۔

ا۔ بت پرستی

بت پرستی اور جادو کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اسی لیئے جادو مشرکین میں عام ہے۔ جب بنی اسرائیل کا ان مشرکین سے پالا پڑا تو کئی بری باتیں جو ان کے مذہب اور جادو سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے محسوس کیئے بغیر چپکے سے ان کی زندگی میں سرایت کر گئیں۔ اسی لیئے استثنا کے اٹھارویں باب میں بنی اسرائیل کو خبردار کیا گیا تھا کہ جو ملک خداوند انہیں دے رہا ہے، وہ وہاں کے لوگوں کے مکروہ (شرکیہ) افعال نہ کریں۔ (آیت ۱۰: ۱۱) ایک جگہ بت پرستی خدا سے بے وفائی ہے اور صحیح مذہب سے روگردانی (رومیوں ۱۸ : ۲۵)

Marfat.com

۲۔ تعویز پہنا، گنڈا باندھنا

سعیاہ ۳: ۲۳ میں عورتوں کے زیورات اور لباس کا ذکر ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آیت ۲۰ میں جس عبرانی لفظ نخش کا ترجمہ تعویز کیا گیا ہے۔ غالباً یہ ایک بالی (گنڈا) تھی۔ جس میں منتر پھونکا گیا تھا۔ تاکہ پہننے والے کو خطرے سے محفوظ رکھے۔ (یاد رکھیے عربی لفظ تعویز کا مطلب پناہ دینا یا پناہ میں لینا) پیدائش ۳۵: ۲۔۴ میں غالباً ایسے ہی تعویزوں کا ذکر ہے۔ ان مندروں (بالیوں) کا تعلق بت پرستی سے تھا۔ جب خدا نے یعقوب دیا تھا کہ بیگانہ دیوتاؤں کو اپنے درمیان سے دور کر دو تو لوگوں نے بتوں کے علاوہ مندیوں کو بھی دبانے کو دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی کسی قسم کے تعویز تھے۔ جن پر منتر پڑھا گیا تھا۔ اور اسی لئے ان کی بت پرستی سے مناسبت تھی۔

۳۔ جادوگری

پیدائش کے اور خروج کی کتب میں مصر کے جادوگروں کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ تیمتھس میں ینیس اور یمبریس (۲ تیمتھیس ۳: ۸) فرعون کے یہ جادوگر لاٹھی کو سانپ (خروج ۷: ۱۲) پانی کو خون (خروج ۷: ۲۲) اور مینڈک بنانے میں کامیاب ہوئے۔ ایک جادو مشارکی ہے یعنی جو کاروائی کسی چیز یا شخص سے علامتی طور پر کی جاتی تھی۔ ان کا اثر اس شخص پر ہوتا تھا۔ جس پر جادو کرنا مطلوب تھا۔ مثلاً اگر کسی شخص کا پتلا بنایا جائے اور اس پتلے میں سوئیاں چبھوئی جائیں۔ یا اس کو آگ میں ڈالا جائے۔ تو وہ شخص جس کا پتلا ہے تکلیف میں مبتلا ہوگا۔

۴۔ طلسم حاضرات

مردوں کی روحوں یا جنات سے باتیں غیب میں کرنا۔ بائیل میں اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ (احبار ۱۹: ۱۳) نئے عہد نامہ میں طلسم حاضرات کو جھاڑ پھونک کا نام دیا گیا ہے (اعمال ۱۹: ۱۳)

۵۔ علم نجوم

سورج، چاند اور ستاروں کا آپس میں اور منطقہ بروج سے تعلق کی بناء پر پیشگوئی کرنا۔ اس کو بائیل میں قابل اعتبار نہیں دیکھا گیا۔ (۔۔۔)

۶۔ جادو اور ھندو مت

ستاروں کا حساب لگا کر مستقبل کے بارے میں حکم لگانے کے ھندوؤں کے طریقوں کے مطابق ھندو سیاروں کو گرہ کہتے ہیں۔ ان میں سے بعض دائمی طور پر مبارک ہیں۔ مثلاً مشتری، زہرہ اور چاند۔ ان مبارک سیاروں کو سوم گرہ کہا جاتا ہے۔ بعض سیارے منحوس ہیں جیسے زحل، مریخ اور سورج ان کو کروڑ گرہ کہتے ہیں۔ ستاروں کی بلندی یا اوج کو ھندوستانی زبان میں اپاسھ کہتے ہیں۔ اور اس کے بلند درجے کو پر موچ سھ کہتے ہیں ستارے کے سب سے نچلے مقام کو نچ سھ اور انتہائی درجہ کو پرم نچ سھ کہتے ہیں۔ مولاتر کون ستاروں کا طاقتور اثر ہوتا ہے۔ (کتاب الھند ۳۰۶)

ستاروں کے علاوہ ھندو مت میں جس قدر منتروں کا رواج یہ دوسرے مذاھب اس کے عشر عشیر بھی نہیں۔ جس سے جادو کی تاریخی حیثیت بھی وضع ہوتی ہے کہ ویدوں میں منتر قبل مسیح سے موجود ہیں۔

تاریخ جادو اور طریق جادو

قرآن میں ۶۰ بار مختلف آیات میں سحر کے متعلق مذکور ہے۔ موسیٰ کے عہد کو "جادو کا عہد" کہا جاتا ہے اس دور نقمین میں ہر کوئی سحر جادو کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس کے رد میں اور متقابل موسیٰ کو علم معجزہ عطا کیا گیا۔ تاکہ سحر کو عاجز کیا جا سکے۔ یوں تو جادو لفظ اشارہ کناں ہے۔ اس کی ابتداء مجوس کے ہاں ہوئی تھی۔ مگر عصر حاضر کی تحقیق کا رخ اس طرف ہے کہ اسے سب سے پہلے ایک باضابطہ علم یا فن کی صورت میں قدیم مصری کے مذھب نے ڈھالا۔ وہاں سے یہ یونان کی طرف گیا اور اس کی ابتداء بابل میں یونان میں اس کی نسبت ایک افسانوی نام 'Herm Trismagistus' کیطرف سے کی

Marfat.com

گئی۔ جہاں سے اسے 'Hermetic Science' کا نام ملا۔ یہ فن مشرق کے --- میں ابھی تک اسی تنیق نقاب میں لیئے چلا آتا ہے۔ مگر یورپ میں سحر ونیرنجات Occultism نے ایک سائنس کی صورت میں اختیار کرلی۔

علم السحر کے معتقدین کے عقیدہ ہے۔ کہ ہمارے حواس کی دنیا سے ماوراء ایک عالم مثال Astral World ہے۔ جس میں تمام موجودات عالم (افراد وحواث) کے برعکس موجود ہیں۔ وہاں ماضی، حال، مستقبل کی کوئی تخفیض نہیں ہوتی۔ ماضی اور حال کے افراد وحوادث کی طرح مستقبل کے افراد وحوادث بھی اپنی عکس صورت میں اس عالم میں موجود رہتے ہیں۔ اور وہاں سے اس کائنات کی طرف بھیجتے ہیں۔ عالم مثال اور ہمارے حواس کی دنیا میں باہمی تعلق ایک آفاقی عامل (UNIVERSAL AGENT) کے ذریعے قائم ہے۔ مثلاً ہمارے کرہ ارض کے گرد ریڈیائی لہریں موجزن ہیں اور وہ ہر کہربائی حرکت کو ایک ثانیہ دور سے دور مقامات پر پہنچا دیتی ہے۔ جیسے ریڈیو، لاسلکی سیٹ وغیرہ یہی وہ عامل ہے۔ جو ایک بندے کے خیالات کی دنیا کو دوسرے شخص کے ''عالم تخیل'' سے مربوط کیئے ہوئے ہیں۔ خواہ ان میں کتنا ہی بعد کافی ہو۔ اب کرنا صرف اتنا ہی ہوتا ہے۔ کہ اس عالم کو اپنا ہمنوا بنالیا جاتا ہے۔ جو ایسے کرے ماضی مستقبل اور حال کی تمام قوتیں اس کے اشاروں پر ناچیں گی۔ وہ باتیں اشکار ہوں گی جو کسی کی عقل فکر میں نہ آسکے۔ اسی کا نام طلسم' افسون' جادو' سحر ہے۔ اس عامل سے ہم آہنگی پیدا کرنے کیلیئے انسان اپنی داخلی قوتوں کو ایک نقطہ پر مرکوز کرنا ضروری ہے۔ اور یہ ریاضتوں اور مشقوں سے ہوتا ہے۔ جو اس سائنس میں قدیم سے چلی آتی ہے۔ قدماء میں فن سحر نے ایک مذہبی ھیئت اختیار کرلی ہے۔ مشرق میں بھی اس کا وجود موجود ہے۔ ایک خاص تحقیق کے مطابق انسان کی قوت متخیلہ یا قوت ارادی کو مختلف طریقوں سے بڑھایا جاسکتا ہے۔ غالب قوت ارادی والا انسان اپنے سے کمزور قوت ارادی والے انسان کو اپنی قوت سے متاثر کرسکتا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کے خواص اس کی مرضی کے تابع کام کرنے لگتے ہیں یعنی اس کی آنکھیں وہی کچھ دیکھتی ہیں جو یہ دکھانا چاھے جیسا موسیٰ نے عہد میں فرعون کے ساحروں نے کیا۔

القوا سحر وا عین الناس واسترھبوجاء بسحد عظیم

ترجمہ: پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی گئی۔ اور ان پر ھیبت غالب کردی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا۔

انسانوں کے حواس اس کے ذھن کے تابع ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ جب آپ کی نظر کسی جگہ مرکوز ہو یا کسی گہری سوچ میں منہمک ہو یا آپ کے سامنے سے کوئی چیز گزر جائے تو آپ کو خبر تک نہیں ہوتی۔ حلانکہ آپ کی آنکھیں وہاں ہوتی ہیں۔ اس لئے غالب قوت والا انسان دراصل کمزور قوت متخیلہ والے انسان کی دماغی وقلبی کیفیت کو مغلوب کرلیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے۔

الذی یسو سوس خی صدور الناس من الجننه و الناس

ترجمہ: جو لوگوں کے سیسوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ جنوں میں بھی ہیں اور انسانوں میں بھی ہیں۔

یوں اس کے حواس خود بخود اسکی قوت کے تابع کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ اب اگر یہ چاہے کہ ایک پتھر کا ٹکڑا اسے سونا یا الماس بن کر دکھائی دے وہ اسے وہی دکھائی دے گا اور یہی سمجھے گا یا یہ کہ اس کا دماغ درد کا احساس نہ کرے تو وہ اس کا احساس چھوڑ دے گا۔ جیسے کلوروفام کے اثر کے تحت دماغ سے قوت احساس معطل ہوجاتی ہے۔ یہ وہ بنیاد ہے جس پر سحر وافسوں کی محیر العقول اور نگاہ فریب عمارت استوار ہے۔ (تصوف کی حقیقت)

جادو اور کتاب سنت

الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر : ۱۰۲

ترجمہ: شیطانوں نے کفر کیا تھا۔ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو۔

جادوگر کی سزا: مالہ فی الا حرته من خلاق : ۱۰۲

Marfat.com

ترجمہ: وہ آخرت میں بے نصیب ہیں۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حد جادوگر کی مار ڈالنا تلوار سے (جامع ترمذی جلد اول کتاب الحدود)

جادو غارت گر چیز

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سات غارت گر چیزوں سے پرہیز کرو لوگوں نے پوچھا، وہ کیا ہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

(۱) خدا کے ساتھ شریک ٹھرانا

(۲) جادو کرنا

(۳) ناحق قتل کرنا

(۴) سود کھانا

(۵) یتیم کا مال کھانا

(۶) جہاد میں پیٹھ دکھا کر بھاگنا

(۷) عفیفہ عورت پر زنا لگانا (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

دوسری حدیث میں۔ ہلاک کرنے والے گناہ سے بچو جادو اور شرک سے (صحیح بخاری جلد سوئم)

جادو کا توڑ

جو شخص ہر روز صبح کو کھجور کے چند دانے (۷ دن) کھالیا کرے اس کو اس رات تک کوئی زہریلا جادو ضرر نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری جلد سوئم)

جادو کا توڑ کرنا یا جادو کا سامان اپنی جگہ سے نکلوانا

اور قتادہ نے سعید بن مسیب سے کہا (اس کو اثرم نے سنن میں وصل کیا) اگر کسی پر جادو ہوا ہو یا ٹوٹکہ کر کے اس کو اپنی بی بی سے روک دیا ہو اس سے محبت نہ کر سکے تو اس کا دفیعہ کرنا جادو کے باطل کرنے کیلئے منتر کرنا درست ہے کہ نہیں، انہوں نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ جادو دفعہ کرنے والوں کی نیت تو بخیر ہوتی ہے اور اللہ نے اس بات سے منع نہیں فرمایا ہے جس میں فائدہ ہو (یعنی مسنون)۔

(صحیح بخاری جلد سوئم کتاب الطب)

دوسری حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ پر جادو کا بیان آپ نے ردعمل ظاہر کیا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ پر کسی نے جادو کیا تھا۔ آپ کو ایسا محسوس ہوتا جیسے عورتوں سے صحبت کر رہے ہیں۔ حالانکہ نہ صحبت کرتے ہوئے نہ کچھ سفیان بن عینیہ نے کہا یہ جو جادو مذکور ہوا یہ بہت سخت قسم کا جادو ہے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا، عائشہ۔۔۔ میں نے اللہ سے جو بات پوچھی تھی وہ اس نے بتلادی۔ ایسا ہوا اتنے میں دو فرشتے (جبرائیل، میکائیل) میرے پاس آئے۔ ایک تو میرے پاس بیٹھ گیا (جبرائیل) دوسرا میرے پائتی (میکائیل) اس کے پاس والے فرشتے نے پوچھا کس نے کیا ہے؟ دوسرا کہنے لگا لبید بن اعصم نے، یہ بنی زریق کا ایک شخص تھا۔ جا یہودیوں کا حلیف تھا۔ اور منافق تھا۔ خیر پہلے فرشتے نے پوچھا۔ کس چیز کا جادو کیا ہے؟ دوسرا کہنے لگا، کنگھی اور بالوں اور دھاگوں میں، پہلے فرشتے نے پوچھا یہ سامان کہاں ہے، دوسرے نے کہا نر کھجور کے خوشے کے خلاف میں اور اس کو ذروان کے کنویں میں ایک پتھر کے تلے داب دیا ہے۔ عائشہ کہتی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ اور اس کو نکال لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جا کر اس کنویں کو دیکھا تو اس کا پانی ایسا رنگین تھا۔ جیسے مہندی کا پانی اور وہاں کھجور کے درخت ایسے بھیانک تھے۔ جیسے سانپوں کے پھن یا بھوتوں کے سر)۔ عائشہ کہتی ہیں۔ آپ ﷺ نے جادو کا سامان نکلوایا۔ میں نے آپ سے عرض کیا آپ ﷺ اس کا توڑ کیوں

Marfat.com

نہیں کرواتے آپ ﷺ نے فرمایا فائدہ پروردگار کی قسم سن لو۔ اللہ نے مجھ کو اچھا کر دیا ہے۔ اب میں لوگوں میں ایک شور مچانا پسند نہیں کرتا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب)

علم نجوم (کہانت)

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے اور کسی رنڈی جاحشہ کی خرچی سے اور نجومی کی مٹھائی سے۔ (صحیح مسلم جلد چہارم)

دوسری حدیث میں

عائشہ ﷺ سے روایت ہے میں سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ بعض باتیں ہم سے نجومی کہتے ہیں۔ اور وہ سچ نکلتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہ سچ بات جو اس کو ایک لیتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ اور سو جھوٹ اس میں بڑھا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد پنجم کتاب السلام)

قرآن میں ستاروں کی اہمیت حسب ذیل چیزوں سے وابسطہ ہے۔ رائس آسمان، راستوں کی تلاش، وقت کا تعین، سمت کا تعین، شیطانوں کو بھگانے کیلئے۔ لہذا علم نجوم کا قرآن نے رد کر دیا کہ اس کی قسمت کے احوال معلوم کرنا نہ ممکن ہے۔ کیوں؟ قل یصینا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولنا و علی اللہ فلیتوکل المومنون۔

ترجمہ: کہ دو جو قسمت میں لکھا ہے۔ وہ ہی ملے گا۔ اللہ پر مومنوں کو بھروسہ ہونا چاہئے۔

ستاروں کے بارے میں حدیث نبوی

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ مجھ سے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا۔ کہ کو رات کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک ستارہ ٹوٹا اور بہت چمکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کہ تم جاھلیت کے زمانے میں کہا کرتے تھے۔ جب ایسا واقعہ ہوتا۔ انہوں نے کہا اللہ عزوجل اور اس کا رسول خوب جلتا ہے۔ لیکن ہم جاہلیت کے زمانے میں یوں کہتے۔ آج کی رات کوئی بڑا شخص پیدا ہوا ہے۔ یا مرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تارہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کیلئے نہیں ٹوٹتا۔ مگر ہمارا اللہ عزوجل جب کچھ حکم دیتا ہے۔ تو عرض اٹھانے والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ پھر ان کی آواز سن کر ان کے پاس والا آسمان کے فرشتے تسبیح کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ تسبیح کو مانو تب دنیا کے آسمان والوں تک پہنچتی ہے۔ پھر جو لوگ عرش اٹھانے والے فرشتوں سے قریب ہیں جو ان سے پوچھتے ہیں۔ کیا حکم دیا تمھارے مالک نے؟ وہ بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح آسمان والے ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خبر اس دنیا کے آسمان والوں تک آتی ہے۔ ان سے وہ خبر جن اڑا لیتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کو آ کے سناتے ہیں۔ فرشتے جب ان جنوں کو دیکھتے ہیں تو ان تاروں سے مارتے ہیں۔ (جو یہ تارے ان کیلئے کوڑے ہیں) جب خبر جن لاتے ہیں اگر اتنی ہی لیکن تو سچ ہے۔ لیکن وہ جھوٹ ملاتے ہیں۔ اس میں اور زیادہ کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم۔ جلد پنجم، کتاب السلام)

ستاروں کی حقیقت

دوسری روایت میں۔ سو جس نے یہ کہا ہم کو پانی اللہ عزوجل کے فضل سے ملا اور اس کی تحت سے تو وہ مجھ پر یقین لایا۔ اور ستارے کا منکر ہوا۔ جس نے کہا کہ ہم کو فلاں نے بچھتر کے سبب پانی ملا، سو وہ ہمارا منکر ہوا اور ستاروں پر یقین لایا۔ (ابوداؤد جلد سوم باب فی النجوم)

نجومی کاھن کے پاس جانے کی وعید

صفیہ نے رسول اللہ ﷺ کی ایک بی بی سے وہ کہتی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا! جو شخص عراف (نجومی) کے

Marfat.com

ماہر ، جائے اس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی ۔ (صحیح مسلم ۔ جلد پنجم ، کتاب السلام

فال (بدشگونی) کی ممانعت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے ۔ گھر میں عورت میں اور گھوڑے میں (صحیح مسلم جلد پنجم کتاب السلام) (اس میں بھی نہیں) ۔

دوسری حدیث ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نہ بیماری کا لگنا کچھ ہے ۔ اور نہ غول کوئی چیز ہے ۔ اور نہ صفر کچھ ہے ۔

ایک روایت ۔ شگون لینے کیلئے جانور اڑانا اور فال نکالنے کیلئے کچھ ڈالنا اور ۔ ۔ ۔ پر یقین کرنا کفر کی رسموں سے ہے (صحیح ابوداؤد جلد سوم) ۔

ایک جہالت کہانت ۔ معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بعض کام جاھلیت کے زمانے میں کیا کرتے تھے ۔ ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اب کاہنوں کے پاس مت جاؤ ۔ ہم نے کہا برا شگون لیا کرتے تھے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہ وہ خیال ہے ۔ جو تمھارے دل میں گزرتا ہے ۔ لیکن اس خیال کی وجہ سے تم کوئی اپنا کام نہ چھوڑو ۔

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب السلام)

کہانیت کی حقیقت

۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ۔ بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاھنوں کے بارے میں پوچھا ۔ آپ ﷺ نے فرمایا! وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیں ۔ کچھ اعتبار کے لائق نہیں ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بعض باتیں ان کی سچ نکلتی ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا! سچی بات وہی ہے ۔ جس کو جن اڑا لیتا ہے ۔ اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے ۔ جیسے مرغ مرغی کو بلاتا ہے ۔ دانے کیلئے ۔ (اور دوسرا مرغ اس کی آواز سمجھ جاتا ہے ۔ اسی طرح جن کی آواز اس کا دوست سمجھ لیتا ہے ۔ اور لوگ نہیں سمجھتے) پھر وہ اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ سے بھی زیادہ ملاتا ہے ۔ (اور لوگوں کو بیان کرتے ہیں) ۔ (صحیح مسلم جلد پنجم کتاب السلام)

نجومیوں کے بارے میں ایک حدیث میں وعید ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو کوئی نجومی کے پاس آئے اور جو وہ بتلائے اس کو سچا جانے یا جماع کرے کسی عورت یا اپنی عورت سے حیض کی حالت میں یا اپنی عورت کی پچھلی راہ سے جماع کرے تو وہ مقرہ بری ہوا ۔ اس دین سے جو رسول اللہ ﷺ پر اتارا گیا ۔

(ابوداؤد جلد سوم)

جادو کی اقسام

- **سحر صرف**

  میاں بیوی کے قلوب میں سحر کے ذریعے نفرت پیدا کرنا ۔

- **سحر عطف**

  آدمی ناپسند چیزوں کی طرف مائل کرنے کا جادو ۔

- **سحر تفریق**

  دو (۲) شرکاء کے مابین تفریق ڈالنا ۔

- **سحر محبت**

Marfat.com

دل میں کسی چیز کی رغبت میں زیادتی پیدا کرنا۔

❁ سحر تخیل

اشیاء میں تغیر پیدا کرنا۔خیال کو موڑ کر اس کے ذھن پر جادو کرنا۔

❁ سحر جنون

طبیعت میں بے تکائن اور نسیان کی زیادتی۔

❁ سحر حمول

اس سے جادوگر جن کو بندے جس پر جادو کرنا مقصود ہو۔اس کے دماغ پر اثرات ڈال کر خموش طبع خلوت پسند سردار اور سستی جیسی خباثتوں سے آراستہ کرتی ہے۔

❁ سحر ھوائف

خوفناک تخیلات اور اکثرت وسوس کا آنا اسکی علامت ہے۔

❁ سحر امراض

مختلف قسم کی بیماریوں میں بتلا کرنے کا سحر۔

❁ سحر استحاضہ

جن عورت یا مرد کے خون ورگ میں جاں گریں ہو جاتا ہو۔ اور اپنا تابع کر لیتا ہو۔

سحر کی ذیلی شاخیں

❁ میسمریزم

(Mesmerism) ڈاکٹر اینٹن فرینس میسمر نے جو آسٹریلیا کا مشہور ڈاکٹر تھا۔۱۷۸۰ء میں حیوانی مقناطیسیت کا نظریہ پیش کیا جو بعد میں "میسمر ازم" کے نام سے مشہور ہوا۔اس کی روح سے اس نے ثابت کرنا چاہا۔کہ حیوانی مقناطیسی اثر سے بہت سے اعصابی امراض مثلاً فالج اور تشنج وغیرہ کا علاج بغیر دوائی کے کیا جا سکتا ہے۔لیکن میسمر کا یہ نظریہ نیا نہیں تھا۔بات صرف اتنی تھی کہ اس سے پہلے اسی کسی نظریہ کی حثیت سے متعارف کروایا گیا تھا۔نہ اس کا کوئی نام رکھا گیا تھا۔قدیم زمانے میں اس قسم کے عجائب کا کوئی نام رکھا ہی نہیں جاتا تھا۔عیسیٰ سے پہلے یونان، روم اور مصر میں اکثر طبیب اسی طرح کی قرامات دکھاتے تھے کہ امراض دواوں کی بجائے فوق الفطری طریقوں سے بھی دور ہو سکتے ہیں۔جنھیں کرامات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ایسکولیپئس کا مندر جوایپی ڈورس میں واقع ہے اسی سلسہ میں مشہور تھا۔وہاں پر ایک بہت بڑا بت نصب تھا۔اور ہزار ھا مریض وہاں علاج معالجہ کیلئے آیا کرتے تھے۔بت کے چاروں اطراف اور مندر کے دوسرے حصوں میں مجاور اور زھاد موجود تھے۔مندر میں داخل ہوتے وقت دہلیز پر قیمتی ندرار کھے جاتے تھے۔پھر مریض ایک فوارے کے شفاف پانی کے غسل کرتے تھے۔جس کے بعد مجاور اور رھبات مختلف رسومات کے ذریعے ان کا علاج کرتے تھے۔عہد عیسوی کے قرون وسطی میں اس قسم کی بہت سی امثلہ ملتی ہیں۔اس باب میں جس میں گرھم کا نام مشہور ہے۔جو سحر کارانا طور پر بانجھ کا علاج کیا کرتا تھا المختصر یورپ میں اس قسم کے طریق علاج عام تھے۔انہی سے متاثر ہو کر میسمر نے اپنا نظریہ پیش کیا تھا۔کہ کائنات میں ایک غیر مرئی سیال مادہ جاری ہے۔جو تمام اجسام میں سرائیت کیے ہوئے ہے۔ستارے بھی اس سیال مادہ کے ذریعے اپنا اثر ڈالتے رہتے ہیں۔اور جب اس مادہ کی متوازن تقسیم میں فتور پیدا ہو جاتا ہے تو مختلف امراض رونما ہونے لگتے ہیں۔اور اس کا علاج یہ ہے کہ اس توازن کو دوبارہ مقناطیسی قوت کے ذریعے قائم کر دیا جائے۔جو ہر جسم سے غیر مرئی طور پر مسلسل نکلتی رہتی ہے۔میسمر اپنے ہاتھوں کی خاص نقل وحرکت سے مریض پر غفلت طاری پیدا کر دیتا تھا۔اس کے علاوہ وہ ایک اور عجیب وغریب طریقہ استعمال کیا کرتا تھا۔ایک بڑے گہرے برتن میں بہت سی مقناطیسی کیلیں جمع تھیں۔اور برتن کے

Marfat.com

باردھات کی لمبی لمبی سلاخیں جڑی ہوئی تھیں ۔مریض اس برتن کے چہار اطراف بیٹھ جاتے اوران پر غفلت طاری کرنے کے بعدان کے ذھن میں تصور جاگزیں کر دیا جاتا کہ مقناطیسی اثرات سلاخوں سے نکل کر مریضوں تک پہنچ رہا ہے۔اوراس سے سیال مادہ کا توازن درست ہورہا ہے۔اس سے اکثر اوقات ذھنی اور اعصابی امراض کے مریض اچھے بھی ہو جاتے ہیں۔جب یہ خیالات عام ہونے لگے۔تو اسکی تحقیق کیلئے ایک شاہی کمیٹی مقرر ہوئی۔یہ لوگ تحقیق وجستجو کے بعد اس نتیج پر پہنچے کہ کسی مقناطیسی اثر وغیرہ سے فائدہ نہیں ہوتا۔بلکہ عامل کی قوت متخیلہ مرض کو دفع کرتی ہے۔میسمریزم کے تحت یہ بھی ہے کہ اگر آپ ایک باریک سوراخ کیطرف دیکھتے ہیں اور ذھن میں یہ بیٹھا لیتے ہیں کہ سوراخ بڑا ہورہا ہے۔تو یقین ایک وقت ضرور ایسا آئے گا کہ آپ کہ آنکھ ضرور اس کو بڑا محسوس کرنے لگتی ہے۔یہ قوت متخیلہ کا دارومدار ہوتا ہے۔جس سے تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔

۞ ھپناٹزم

مانچسٹر کے ایک مشہور سرجن جیمز بریڈ نے قوت متخیلہ کے نظریہ کوفروغ دیا۔اس نے کہا کے قوت متخیلہ کے متعلق نفسیاتی نقطہ نگاہ سے تحقیق کرنی چاہیے۔اس خیال کوتقویت دینے میں دو(۲) محققین کا خاصا دخل ہے۔جن کا شمار علم نفس کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔یعنی (کارکوٹ) اور پروفیسر برن ھائم ان فرائڈ خاص طور پر متاثر ہوا۔برن ھائم نے یہ نظریہ پیش کیا۔کہ Suggestion کی قوت سے معمول کی قوت متخیلہ کواتنا بڑھایا جاسکتا ہے کہ اس سے غیر معمولی باتیں رونما ہونے لگتی ہیں۔یا یوں کہ اس سے معمول کی قوت متخیلہ کوایسا متاثر کیا جاسکتا ہے۔کہ وہ کلیتہ عامل کے خیالات کے تابع ہو جاتی ہے۔معمول وہی کچھ دیکھتا ہے۔جسے عامل دکھانا چاھتا ہے۔وہ وہی کچھ کہتا ہے جو عامل کہلوانا چاہے۔وہ وہی کچھ کرنے لگ جاتا ہے جو عامل کروانا چاہے۔یورپ میں مجرم سے حقیقت اگلوانے کیلئے مجرم کو بے ہوش کردیا جاتا ہے۔پھر عامل ھپناٹائز کر کےاس کے حقیقت اگلواتا ہے۔یوں ہوا پنے جرم کو ظاہر کرتا ہے۔حق و باطل کا علم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اسلامی تصوف میں احکام دم درود

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سفر کر رہے تھے۔ اور عرب کے کسی قبیلہ پر گزرے اور ان سے دعوت چاہی۔ انہوں نے دعوت نہ کی وہ کہنے لگے تم میں سے کسی کو منتر یاد ہے۔ ان کے سردار کو بچھونے کاٹا تھا۔ صحابہ میں سے ایک شخص بولا ہاں مجھ کو منتر آتا ہے۔ تو پھر اس نے سورۃ فاتحہ پڑھی وہ اچھا ہو گیا۔ اور ایک گلہ بکریوں کا دیا۔ اس نے نہ لیا۔ اور یہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے بیان کیا۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کچھ منتر نہیں کیا ہے مگر صورۃ فاتحہ کے! آپ ﷺ ہنسے اور فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ منتر۔ اور پھر فرمایا وہ گلہ بکریوں کا لے لے اور ایک حصہ میرے لئے بھی ساتھ لے آنا۔

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب السلام)

حدیث میں اجازت

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں منتر کیا کرتے تھے۔ ہم نے کہا یا رسوال اللہ ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں اس میں۔ آپؐ نے فرمایا! اپنے منتروں کو میرے سامنے پیش کرو۔ کچھ قیامت نہیں منتر میں اگر اس میں شرک کا مضمون نہ ہو۔ (صحیح مسلم)

دوسری جگہ پھر ایک اور انداز میں مسنون منتر کی اجازت۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو اس پر معوذات پڑھ کر پھونکتے۔ پھر جب آپ ﷺ بیمار ہوئے اس بیماری میں جس میں وفات پائی۔ میں آپ ﷺ پر پھونکتی اور آپ ﷺ کا ہی ہاتھ آپ ﷺ پر پھیرتی۔ کیونکہ آپ ﷺ کے ہاتھ میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی۔ (صحیح مسلم)

زہر کیلئے دم۔ اسود سے روایت ہے۔ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ منتر کو۔ انہوں نے کہا اجازت دی رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گھر والوں کو زہر کیلئے منتر کرنے کی۔ (صحیح مسلم)

ایک اور حدیث بطور ثبوت: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لڑکی کو دیکھا۔ ان کے گھر میں جن کے منہ پر چھائیاں تھیں آپ ﷺ نے فرمایا! اس کو نظر لگی ہے۔ اس کیلئے منتر کرو (صحیح مسلم)

ایک اور حدیث

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی سانپ کیلئے منتر کرنے کی بنی عمر کے لوگوں کو اور ایک شخص کو ہم میں سے بچھونے کاٹا ہم اس وقت بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ میں منتر کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو وہ پہنچادے (صحیح مسلم)

احادیث جس میں قید کے ساتھ فرمایا!

عمران بن حسین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سوائے بدنظر یا زہر دار زخم کے (ابوداؤد جلد سوم) آپ نے عوف بن مالک کو فرمایا! تم اپنے دم میرے آگے ظاہر کرو۔ کیوں کہ جب تک منتر کے مضمون میں شرک نہ ہو تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں (ابوداؤد جلد سوم)۔

پانی دم کرنا

یوسف ان کے والد۔ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے اور وہ بیمار تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دور کردے اس کی بیماری کو اے پالنے والے۔ سب لوگوں کے ثابت بن قیس سے پھر رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

تھوڑی مٹی بطحان کی لے کر پیالہ میں رکھی اس پر پانی پھونک کر ڈالا پھر وہ پانی ثابت بن قیس پر ڈال دیا۔(ابوداؤد جلد سوئم)

منتر تین آفتوں کیلئے فرمایا!

دم تو تین آفتوں کیلئے ہوتا۔ایک نظر یہ، دوسرا سانپ کے کاٹنے کا، تیسرا بچھو کا ڈنگ مارنے کیلئے (ابوداؤد جلد سوئم) ایک حدیث میں بری نظر ہے، زھر دار کانٹے یا خون بہنے کیلئے۔(ابوداؤد جلد سوئم)

چند مسنون دم

انسؓ سے روایت ہے۔انہوں سے ثابت کیا کہ میں تجھ پر وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ثابت کے کہا کیوں نہیں کرو۔انس ؓ نے کہا. اللھم رب الناس من ھب ا مشف انت الشافی الا انت اشفه شفآء لا یغادر سقما (ابوداؤد جلد سوئم)

درد کیلئے

عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت ہے۔کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنے جسم کے درد کی آپ ﷺ سے شکایت کی کہ درد نے مجھے ہلاکت کے قریب پہنچایا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جسم میں جہاں درد ہے وہاں اپنا دائیاں ہاتھ پھیر کر سات بار پڑھ:اعوذ بعزته الله وقد رته من شر نا اجد۔راوی کہتا ہے۔میں سے اس طرح سے کیا تو اللہ عزوجل نے میرے درد کو دور کر دیا۔پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور لوگوں کو اسی کا حکم کیا کرتا تھا۔(ابوداؤد جلد سوئم)۔

بیماری میں

فضالہ الدرداء سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے۔جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا کوئی دوسرا بھائی اپنے بیماری بیان کرے تو یہ کہے۔ربنا الله الذی فی السمآء تقدس اسمك امرك فی السمآء فا جعل رحمتك فی الارض اغفر لنا حو بنا وخطا یانا انت رب الطیبین انزل رحمته من رحمتك وشفآء نم شفآء علی ھذا الوجع فیرا . ( )

گھبراہٹ میں

عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی گھبراہٹ کیلئے یہ کلمات سکھائے۔

اعوذ بکمات الله التامته من غفیه وشر عباده ومن ھمزت الشیطن وان یحفرون وکان عبد الله بن عمر ویعکمھن من عقل من بیه ومن لم یعقل کتب غا عقله علیه (ابوداؤد جلد سوئم)

بیماری کیلئے: عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی بیمار کچھ شکایت کرتا تو آپ ﷺ اپنا تھوک لیتے اور پھر خاک لگا کر فرماتے!

به فی التراب لر بته ار فنا بر یقه بعفنا یشفیٰ سقیمنا باذن ربنا

(ابوداؤد جلد سوئم)۔

فاتحہ کا دم

(علاقہ بن صحار یا عبداللہ بن عیشر ؓ) خارجہ بن صلت ؓ کے چچا سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور مسمان ہوتے پھر لوٹ کر ایک قوم پر آتے جن میں ایک شخص دیوانہ تھا۔لوہے سے جکڑا ہوا تھا۔اس کے لوگوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ تمھارے میں یہ شخص (نبی ﷺ) برکت اور بہتری لے کر آئے ہیں۔تو کوئی چیز تمھارے پاس ایسی ہے جس سے علاج کرو اس شخص کا میں نے صورتہ فاتحہ کا منتر اس پر دم کیا وہ اچھا ہوگیا۔انہوں نے مجھے سو (۱۰۰) بکریاں دیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے بیان کیا۔آپ ﷺ فرمایا! بس تو نے یہی صورت پڑھی میں نے کہا جی ہاں۔فقط یہ ہی صورت پڑھی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لے لے ان بکریوں کو قسم میری عمر کی لوگ تو جھوٹے

Marfat.com

دم پر روٹی کھاتے ہیں تو نے سچے دم پر کھایا۔(ابوداؤد جلد سوئم)(میرا بھی ایک حصہ ساتھ لگاؤ)

بیماری میں

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوئے۔تو اپنے اوپر معوذتین پڑھ کر پھوکتے جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو میں معوذتین پڑھ کر(آپ ﷺ کے دونوں پاؤں پر پھونکتی)اور آپ کے ہاتھ آپ ﷺ پر پھیرتی برکت کیلئے۔(ابوداؤد جلد سوئم)

تعویز کا بیان

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!جو شخص گرہ ڈال کر اس میں پھونکے اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا وہ مشرک ہو گیا۔اور جس نے گلے میں کچھ لٹکایا پھر وہ اسی پر چھوڑ دیا جائے گا(سنن نسائی جلد سوئم کتاب المحاربہ)۔دوسری حدیث میں(غلط)تعویز گنڈا کو جادو کی صورت قرار دیا۔فرمایا!منتر اور گنڈا اور تولہ ایک طرح کا جادو ہے(ابوداؤد جلد سوم)تعویزوں کے ساتھ ساتھ تانت اور دھاگے کی وبا بھی بری طرح پھیلی ہوئی ہے۔کہیں باری۔کے بخار کا دھاگا نظر آتا ہے اور کہیں نظریہ سے بچانے والی تانت،اس کے مقابلے میں حدیث نبوی یہ بتاتی ہے کہ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ نے شرک کے ان مظہرات کو جانوروں تک کے جسموں سے کٹوا کر الگ کروا دیا۔ابو بشیر کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔کہ نبی ﷺ نے ایک منادی کروانے کو بھیجا جو یہ اعلان کر رہا تھا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا پٹہ ہو یا کسی اور چیز کا تو اس کو کاٹ دو۔ہرگز نہ چھوڑو۔ایام جاھلیت میں یہ نظر بد سے بچانے کیلئے مستعمل تھے۔ایک حدیث جو تفسیر بن کثیر میں مرقوم ہے:عروہ روایت کرتے ہیں۔کہ حذیفہ بن الیمان ایک مریض کی عیادت کو گئے۔اور اس کے بازو پر انہوں نے ایک دھاگہ باندھے دیکھا۔تو اس کو کاٹ کر الگ کر دیا۔اور قرآن کی یہ آیت پڑھی۔وما یومن اکثر ھم باللہ الا وھم مشرکون(یوسف)یعنی اکثر لوگ اللہ کو مانتے ہیں مگر اس کے ساتھ شریک بھی ٹھراتے ہیں۔قرآن کو باعث ثواب اور فیوض و برکات کیلئے پڑھنا چاہیئے۔نہ کہ مختلف تعویزات،گنڈوں،ٹونکوں کیلئے استعمال کرنا چاہیئے۔

ایک حدیث

ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!جس نے قرآن پڑھ کر لوگوں سے اس سے روٹی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا وہ قیامت کے دن اس صورت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر صرف ہڈی ہو گی گوشت نہ ہو گا(بیہقی)۔ایک،اور حدیث جس میں تعویزات کا رد ہوتا ہے۔ عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک جماعت آئی۔بنی ﷺ نے ان میں سے نو(۹)سے بحث لے لی۔اور ایک کو چھوڑ دیا۔لوگوں نے کہا اے اللہ عزوجل کے رسول آپ ﷺ نے نو سے بحث لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا۔ارشاد فرمایا کہ اس سے اس لئے بحث نہیں لی کہ وہ تعویز پہنے ہوئے ہے۔یہ سن کر ان صاحب نے اندر ہاتھ ڈال کر تعویز توڑ ڈالا۔اب نبی ﷺ ان سے بھی بحث لے لی۔اور فرمایا جس نے تعویز لٹکایا اس نے شرک کیا۔(مسند احمد)

خانقاهی نظام

اسلامی تصوف کی ساخت کے اضمحلال و اضطراب میں خانقاھی نظام کا عمیق تعلق ہے۔جس چیز نے اسلام کو اور اسلامی تصوف کو مجروح و پامال،پیچیدہ اور بدعی و شرکیہ سے آراستہ کیا یہی زخم ناسور ہے۔اس دیمک نے جہاں انسان کو کنارہ کشی کا درس دیا وہاں غلط افکار صوفیاء کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوا اور وجود اسلام کہ چاٹتا رہا۔تاریخی اعتبار سے اس کا تصور بدھ مت(۵۶۳ ق۔م)۲بہاویر(۴۰۵ ق۔م)(جین مت کے بانی)آخن آتون(۴۰۰۰ ق۔م)کے علاوہ غیر سامی مذھب ھندومت میں بھی اس کا نقوش نظر آتے ہیں۔خنقاھی نظام حیات ایک ایسے طرز فکر کا نظام ہے جس میں زندگی کے

Marfat.com

مقاصد و انداز کو تار ہوتے دیکھا جاتا رہا ہے مگر اس انتہا پسندی کو فروغ ملتے ملتے وسعت میسر آتی رہی۔ جس کا تعین خانقاہی زندگی کی تاریخی جھلکیوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ غیر سامی مذاہب کے علاوہ سامی مذاہب میں بھی خانقاہی نظام کو ترویج ملی ہے۔ اور مذہب میں مسجد مندر اور کلیسا سے ہٹکر ایک علیحدہ پلیٹ فارم نے وجود پکڑ لیا۔ چنانچہ چوتھی صدی میں حالت یہ ہوگئی تھی کہ بستیاں خالی ہو رہی تھیں۔ اور خانقاہیں آباد، شام اور فلسطین کے علاوہ خصوصاً مشرق میں بھی خانقاہیت کے مراکز تھے۔ یوں لوگ کھانے پینے اور دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو کر خانقاہوں میں ڈیرہ ڈال دیتے میں اس قدر استغراق کی کیفیات سے دوچار ہوتے رہے۔ کہ مہینوں ان کی مدہوشی عنقا نہیں ہو پاتی۔ اس قدر جذب، مجذوبیت سے مرغوب ہوتے ہیں۔ فنا فی الذات ہو جاتے ہیں۔ مادھو لال، شاہ حسین انہی کی امثلہ ہیں۔ مرگ آفریں ریاضتیں بھی وہاں باقی ہیں۔ مشرق میں ان کے اثرات و نقوش دائمی و مستقل دکھائی دیتے ہیں۔ ہمالیہ کی پر خطر چوٹیوں یا غاروں میں آج بھی اس قسم کے مندر ملتے ہیں۔ جہاں سادھو، سنیاسی اس طرح کی ریاضتوں میں منہمک و مستغرق ہوتے ہیں۔ کوئی ایک ٹانگ کے بل پر سمندر میں کھڑا ہے۔ کسی نے ہاتھوں کو اوپر اٹھا رکھا ہے اور ہاتھ ماؤف تک ہو چکے ہیں۔ کوئی آنکھ آسمان میں جذب کئے ہوئے ہے اور حالت سکوت میں ایستادہ ہے۔ کوئی ہولے کی میخوں کے تخت پر لیٹا ہے۔ کوئی آگ لگائے اوندھا لٹک رہا ہے۔ موسیٰ کے مقلدین بھی اس قسم کی روشوں سے منسلک خانقاہی زندگی کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ قافیون کی کتاب میں واضح ہے ''اور مدیانیوں کا ہاتھ اسرائیل پر قوی ہوا اور مدیانیوں کے سبب بنی اسرائیل نے اپنے لئے پہاڑوں میں کھوہ اور غار اور مضبوط مکان بنائے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

کوہ کارمل، کوہ زیتون، کوہ کلات ابن معان کی غاروں میں بے شمار صوفیاء، و راہب پناہ گزین تھے جو دنیا کی حقیقتوں سے سراپا بے خبر تھے۔ یہی غاریں تھیں جنہوں نے رفتہ رفتہ خانقاہوں کی صورت اختیار کر لی۔ اسینی (Essenes) فرقہ مسلک رہبانیت کا سب سے بڑا پیرو تھا۔ مصر میں ان کی اس طرح کی خانقاہیں ان کے زہد و انزوا کی زندہ شہادتیں تھیں۔ مشہور یہودی مورخ فیلو قریباً ۴۰ ق م میں ان کے بارے میں قلمبند کرتا ہے۔

ہر عبادت گاہ میں ایک مقدس حلقہ ہوتا ہے جسے مندر کہا جاتا ہے۔ اور ان کے ساتھ خانقاہ جسمیں راہب عالم بالا کے عجائب و غرائب کے کرشمے دکھاتے ہیں۔ وہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے حتیٰ کہ کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء بھی نہیں۔ ان کے پاس صرف نبیوں کا مقدس کلام ہوتا ہے۔ اور اس طرح کی اور اشیا۔ جن سے ان کے زہد و تقدس میں اضافہ اور تکمیل ہو۔ (Contemplative Life)

قریباً ۳۵۰ء میں اسی طرح کی خانقاہ عیسائی راہب پالوس نے جزیرہ طابینہ (Tabena) میں قائم کی۔ اس جزیرہ کی ہر خانقاہ میں یونانی لٹریچر کے ماہرین کی جماعتیں رہا کرتی تھیں۔ آہستہ آہستہ اسکندریہ اسکول کے افراد نے بھی وہاں آنا شروع کر دیا۔ (امریکن انسائیکلوپیڈیا۔ جلد ۷)

یہ پہلی عیسائی خانقاہ تھی مگر اس کے بعد خانقاہوں کی ترویج اس برق رفتاری سے ہوئی کہ تیسری صدی کے اواخر میں ہر جگہ خانقاہیں دکھائی دینے لگیں۔ چنانچہ (Rollin) اپنی کتاب ''تاریخ مصر قدیم'' میں خامہ فرسا ہے۔

''زیریں مصر کا سب سے بڑا عجوبہ اس کا شہر (Oxyrinchus) تھا جس کی حالت یہ تھی کہ شہر کے اندر اور باہر ہر جگہ راہب دکھائی دیتے تھے۔ شہر کی عمومی آبادی سے بھی زیادہ راہب، عام عمارات خانقاہوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ اس شہر میں بیس ہزار کنواری راہبات اور دس ہزار راہب بستے تھے''۔

خانقاہوں کے فتنے

زیریں مصر میں راہب اور راہبات کی بے جا مخلوط زندگی سے اور وہ بھی غاروں اور خانقاہوں کے خلوت کدوں میں جس قسم کے نتائج فطرتاً پیدا ہو سکتے تھے مثلاً طابینہ کی خانقاہ میں ترک دنیا کے اس غلو کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہوت پرستی،

Marfat.com

جنون، یاس انگیزی اور خود سوزی عام ہونے لگی۔ راہبوں کی جہالت اور مذہبی جنون سے بہت سے خودغرض افراد نے فائدہ اٹھا کر انہیں اپنا آلہ کار بنالیا۔

عیسائیت میں ''Buck's Theological Dictionary'' ایک مستند صحیفہ تسلیم کی جاتی ہے اس میں Monks کے عنوان کے تحت مصری تحریک خانقاہیت کے عروج کی داستان بیان کرنے کے بعد لکھا ہے۔ ''تھوڑے ہی عرصہ میں تمام مشرق سہل انگار انسانوں کی جماعتوں سے بھر گیا۔ جنہوں نے تمام دنیوی علائق سے قطع تعلق کر کے کرب و اذیت اور مصائب ونوائب کی زندگی اختیار کر لی۔ تاکہ اس کے ذریعے خدا اور عالم ملکوت سے قرب حاصل کیا جا سکے (لیکن کچھ عرصہ بعد) ان لوگوں کی شہوت پرستی ضرب المثل ہوگئی۔ نیز انہوں نے مختلف مقامات پر لوگوں کو مشتعل کر کے ہنگامے اور شورشیں بپا کرانا شروع کر دیں۔ مستند مصنفوں کی شہادتوں سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ لوگ بالعموم سہل انگار، جاہل، آوارہ مزاج اور حدود فراموش اور عیش پسند واقع ہوتے ہیں۔ جن کی زندگی کا مطمع نظر، تمول، سہل انگاری اور عیش پرستی تھا۔ انہی خانقاہوں نے ایک اختراع ''بھکاری'' کی نکالی۔ جو راہبانہ (جوگیوں کے) لباس میں ہر گلی و کوچہ میں آوارہ پھرتے تھے۔ ہر طرح کی بدمعاشی، فریب دہی ان کا شعار تھا۔ حتی کہ جو لوگ انہیں پناہ دیتے یہ انہیں بھی نہ بخشتے۔ ''جیروم'' ''Jeurom'' کے اندازے مطابق اس کے عہد میں اکیلے مصر میں 76000 راہب تھے۔ یہ لوگ مذہبی جوش عقیدت کے نقاب میں بدترین سلب ونہب کی وارداتوں کے مرتکب تھے۔ (Progress of Relegious Ideas)

''موشیم'' (Movishom) کلیسائی۔ خانقاہی نظام کے بعد مذکورہ چوتھی صدی کے مذہب پرستوں کے بارے میں یوں رقم طراز ہے۔

ارض فلسطین اور دوسرے ولیوں کی قبوری زیارت کے لئے (اطراف و اکناف عالم سے) لوگ چلے آتے، یہ سمجھ کر کہ حقیقی نیکی اور یقینی نجات صرف وہیں مل سکتی ہے۔ تو ہم پرستی کی اکام وزرا ذہیا کیجئے اور پھر دیکھئے کہ یہ کس طرح حدود فراموش وسعتوں تک پھیل جاتی ہے۔ چنانچہ ان میں بیہودہ معتقدات اور لایعنی رسومات کا نت نئے دن اضافہ ہوتا چلا گیا اس سرزمین کی مٹی کو لوگ تبرکا (عمر خانہ کعبہ کے غلاف کو ہر سال تبرک ٹکڑوں کی صورت بانٹ دیتے لیکن اس سے استدلال کرنا آج قبور کی مٹی، چادریں بطور تبرک حاصل کرنا انتہائی جہالت اور رسوم باطلہ ہیں جو شرک کی انتہا ہیں۔ عبدالعزیز) لے جاتے۔ اس کے متعلق عقیدہ یہ تھا کہ یہ خبیث روحوں کے بد اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے اکسیر ہے۔ چنانچہ اس مٹی کی ہر جگہ بڑی بڑی قیمتوں پر خرید وفروخت ہوتی۔ آہستہ آہستہ توہم پرستی عام ہوتی گئی۔ جس سے مذہبی مکاری اور فریب دہی کا دروازہ کھل گیا۔ اب ان راستوں سے مذہبی دکاندار آنے شروع ہو گئے۔ جن کا اصول اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ لوگوں کی جہالت اور عقیدت سے فائدہ اٹھا کر اپنا الو سیدھا کیا جائے۔

اور اس طرح دولت اکٹھی کر لی جائے۔ انسانی فطرت کی افتاد چھا ایسی ہے کہ ہر نئی چیز عجوبہ اور کرامت بن کر نظر آتی ہے۔ (اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر یا یہ جاتا ہے کہ) مٹی کے ڈھیروں کو ولیوں کی قبریں بنا بنا کر ان کی پوجا کرائی جاتی۔ ولیوں کی فہرستوں میں آئے دن اضافے ہوتے رہتے اور چوروں اور ڈاکوؤں کو مقدس شہداء بنا کر پیش کیا جاتا۔ کسی مردے کی ہڈیاں ویرانے میں دفن کر دی جاتیں۔ پھر مشہور کر دیا جاتا کہ ہمیں خواب میں دکھائی دیا ہے کہ اس جگہ ایک بہت بڑے بزرگ مدفون ہیں۔ راہبوں کی جماعتیں قریہ قریہ گشت لگاتیں اور یہ لوگ نہایت دیدہ دلیری سے نہ صرف بزرگوں کی طرف منسوب کردہ فرضی تبرکات بیچتے بلکہ عوام الناس کی نگاہوں کو یہ کہہ کر بھی دھوکا دیتے کہ ہم جنات نکالتے ہیں۔ اور بھوت پریت کو مار بھگاتے ہیں۔ غرضیکہ اس طرح کی مکاری اور جعلسازی اس قدر عام ہو رہی تھی۔

یہ الفاظ آج کے کسی وہابی کے یا اہلحدیث کے نہیں بلکہ یہ مسیحی دنیا کے بہت بڑے مستند مورخ موشیم کی تحقیق ہے۔ لوگوں میں اولیاء کے متعلق عقائد کی اس حرف اضافت سے بہت سی مذہبی پریشانی ابھر کر سامنے آتی ہے۔ لوگوں نے

Marfat.com

خدا کے بجائے اولیاء اور رہبان کو اپنا مشکل کشا، حاجت روا، دستگیر، داتا بنا لیا۔ یوں کسی مذہب یا سلطنت کے زوال میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رہتا۔

لوگوں نے بڑھ چڑھ کر اپنے عقائد باطلہ پر عمل کیا اور لوگوں میں غلط رجحان کو ہوا دیتے رہے۔ مشہور مورخ ''گبن'' جس نے روما کی عظیم الشان سلطنت کے انحطاط وسقوط کی عبرت ناک سرگزشت لکھی ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے۔ یہ کامیاب تجربہ کہ ولیوں کے تبرکات سونے اور جواھرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہیں، پادریوں کے لئے کلیسا کے خزانوں میں اضافے کرنے کی تحریص کا موجب بنا۔ انہوں نے امکانات وصداقت کو بالائے طاق رکھ کر پرانی ھڈیوں کیلئے عجیب و غریب نام وضع کیئے اور پھر ان ناموں کی طرف (محیر العقول) کارنامے منسوب کیئے۔ حواریوں اور ان مقدس لوگوں (کے چہرے) پر جن لوگوں نے نیک اعمال میں ان کی پیروی کی تھی۔ قسم قسم کے مذھبی افسانوں کی سیاہ چادر ڈالی گئی۔ جسور وغیور شہداء کی فہرست میں ہزار ھا ایسے فرضی مشاہیر کا اضافہ ہوگیا جن کا وجود ان افسانہ طرازوں کے ذھن سے باہر کہیں نہیں تھا۔ اس بدگمانی کے لئے کافی وجوہات موجود ہیں۔ کہ (Tours) کا کلیسا ہی ایسا نہ تھا جس میں ولیوں کے بجائے جعلسازوں کی ھڈیوں کی پرستش ہوتی تھی۔ (اور جگہ بھی ایسا ہوتا تھا) اس توھم پرستی نے ایک طرف فریب کاری اور خوش اعتقادی کی راھیں کشادہ کر دیں۔ اور دوسری طرف دنیائے عیسائیت سے تاریخ اور بصیرت (دونوں) کے چراغ گل کر دیئے۔

لوگوں میں ہر مصیبت کا حل دعا کی بجائے ان کی عقیدت میں مضمر ہوتا اور ان کیتائے ہوئے مشرکانہ راستوں پر ہی اپنی زندگی گزار دیتے۔ چنانچہ Townsend لکھتا ہے۔

یہ امر لوگوں کے لئے خوشی کا موجب ہوتا ہے کہ ان لوگوں کیپاس اطباء کی خداقت کے علاوہ امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اور بھی امید کا سرچشمہ ہے۔ وہ سرچشمہ جو کسی مصیبت میں ناکام نہیں رہتا۔ مثلاً (ان کے نزدیک) انتھلی ولی اپنے معتقدین کو آگ سے محفوظ رکھتا ہے اور ایک دوسرا انتھلی انہیں پانی کی مصیبت سے نجات دلاتا ہے۔ بارھرا ولی، جنگ اور بجلی کے حوادث میں جائے پناہ ہے۔ بلاس ولی گلے کی بیماریوں کو اچھا کرتا ہے۔ لوسیا ولی آنکھوں کے امراض کو شفا دیتا ہے۔ نکوس ولی جوان عورتوں کی امداد کرتا ہے جو شادی کی متمنی ہوں۔ رامتی ولی حمل کے ایام میں ان کی حفاظت کرتا ہے۔ پلونیا ولی، دانتوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ ڈومنگو ولی، بخار اتارتا ہے اور روق ولی کی طرف طاعون کی مصیبت میں رجوع کیا جاتا ہے۔

قصہ مختصر کوئی بیماری ہو یا کوئی مصیبت اس کے دفعیہ کے لئے کوئی نہ کوئی ولی موجود ہے۔ جس سے دعا کے ذریعے اعانت طلب کی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے پکارنے والے کی مدد کو پہنچ کر اس کی تکلیف میں دستگیری کرتا ہے۔ اس طرح کے عقائد کی چھاپ دیگر مذاھب میں بھی نظر آتی ہے اور یہ بات طے ہے کہ یہ سب کچھ خانقاھی رسم و راہ (بدعات وشرک) ہیں۔ (۔۔۔۔)

خانقاہی نظام اور اقبال

خانقاہ کا نظام کار اور وہاں کے راھبوں کے بارے:

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے۔
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن۔ (بال جبریل۔ خانقاہ ش ۲)

نظام خانقاہی کے رد میں اقبال کا آوازہ حق وبیزاری:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاھی ہے فقط اندوہ ودلگیری (جاوید نامہ نظم نمبر ۷۔ ش ۱)

موجود خانقاہی کے بارے اقبال کا یاس:

اٹھا میں مدرسہ وخانقاہ سے غمناک

Marfat.com

نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ (بال جبریل نظم نمبر ۲۳۔ش ۷)
خانقاہ کا نظام "روباہی" کا آئینہ دار رہا گیا اس ضمن میں:
تھا جہاں مدرسہ شیری و شاہنشاہی
آج ان خانقہوں میں ہے فقط روباہی (بال جبریل غزل ۵۷۔ش ۱)
ایک اور جگہ اقبال خانقاہی نظام سے ناامید مضمحل دکھائی دیتے ہیں۔
ممکن نہیں تخلیق خودی خانقہوں سے
اس شعلہ نم خوردہ سے ٹوٹے گا شرر کیا؟ (ضرب کلیم نظم ۱۳۔ برصحراب گل افغان کے افکار۔ش ۴)
ایک اور انداز میں خانقاہی فقر کا نظارہ:
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی
کہ خانقہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو (بال جبریل)

شرک و بدعت

اسلامی تصوف کے مفاسد میں جس نے زیادہ اسلام کو مجروح کیا ہے وہ شرک و بدعات کا سلسلہ ہے۔ شرک و بدعت غلط صوفیانہ عقائد و افکار کی پیداوار ہیں۔قرآن وحدیث میں شرک و بدعت کی جس قدر نفی کی ہوان کا کبائر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

شرک و بدعت تصوف میں کہاں سے آئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ لوگوں کی تعظیم میں غلو اور بعض مقامات پر تنقیص اس کا پیش خیمہ ثابت ہوا ہے۔

دین میں آسانی پیدا کرنے کی خاطر کمی بیشی کی جاتی ہے حالانکہ یہ عوامل اسلامی تصوف میں کثافت کا سبب بنے ۔گو کہ بظاہر ان کو دین کا حصہ اور ثواب کی نیت سے کیا جاتا رہا ہے مگر ان دونوں شرک و بدعت نے اسلامی روایات کو مجروح کیا ہے۔ابھی شرک و بدعت پر علیحدہ علیحدہ قلمبند کیا جاتا ہے۔

شرک

علمائے توریت نے بت پرستی کی ابتداء کا زمانہ ساروغ ابراھیم کے پردادا کے وقت کو قرار دیا ہے۔رومی کہتے ہیں کہ ملک افرنجہ (فرنگ) کے دو بھائی رولس اور روماناؤس نے بادشاہ ہو کر شہر رومہ کو بسایا پھر رولس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا جس کے بعد مسلسل فسادات اور لڑائیاں واقع ہونے لگیں۔تب رولس عاجزی کے ساتھ (اللہ عزوجل کی طرف) متوجہ ہوا اور اس کو خواب میں دکھلایا گیا کہ اس حالت میں سکون بغیر اس کے نہیں ہوگا کہ اپنے بھائی کو تخت پر بٹھلائے اس پر رولس نے بھائی کی مورت سونے کی بنوا کر اس کو اپنے ساتھ بٹھایا اور کہنے لگا کہ ہم کو یہی حکم دیا گیا ہے۔اس کے بعد اس طرح خطاب کرنا بادشاہوں کی عادت ہوگئی اور فسادات رک گئے۔پھر اس نے اس غرض سے کہ بھائی کی وجہ سے جو لوگ اس سے بغض رکھتے تھے ان کو بہلائے رکھے۔ایک عید (میلہ) اور ایک ملعب (اکھاڑا یا تھیٹر) قائم کیا اور آفتاب کے چار بت چار گھوڑوں پر سوار نصب کیے۔سبز رنگ کا گھوڑا زمین کے لئے، نیلے رنگ کا پانی کے لئے سرخ رنگ کا آگ کے لئے اور سفید رنگ کا ہوا کے لئے۔یہ بت اس وقت تک روم میں قائم ہیں۔(ھندو دھرم)

عہد عتیق میں حقیقت میں بت پرستی مادہ پرستی اور مظاہر پرستی کا مظہر ہے۔اس عہد میں لوگ جب ظواھر و مادہ میں دیکھ کر مانگتے اور فطرتاً ان کو ملتا تو ان کا رجحان حقیقت مادہ کی طرف بڑھا۔چاند تاروں سے وہ مانگتے یوں انتہا بت پرستی کو پہنچی۔قبل مسیح میں ھندومت، بدھ مت وغیرہ بت پرستی کو روح مذھب سمجھتے اور انہیں سے مانگ کر ضروریات زندگی پوری

Marfat.com

کرتے۔

عیسائیت کی تثلیث (خدا۔ بیٹا روح) ہندوؤں کی تری موتی (ایشور، بشنو اور برھما) زرتشت کی ثنویت (اھرمن و یزدان) وغیرھم اسی شرک کی تصاویر و تفاسیر ہیں۔

یہاں پر ''کتاب وسنت (قرآن وحدیث) سے شرک کے ابطال پر روشنی ڈالی جائے گی تا کہ اسلامی تصوف میں اس کی غلط روشوں کو اجاگر کیا جا سکے۔

شرک اور کتاب اللہ۔ اللہ عزوجل ہر شرک سے مبرا و پاکیزہ ہے۔

قل انما هو اله واحد و اننی بریٓ ء مما تشرکون٥ (الانعام ٦)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے (اے نبی ﷺ) کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور تحقیق میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

اللہ عزوجل کے علاوہ کسی (ولی یا قبر والے) کو پکارنا شرک ٹھہرا۔

قرآن میں آتا ہے۔

قل انمآ ادعوا ربی ولا اشرک به احدًا٥ (الجن ۷۲)

ترجمہ: کہہ دو (اے نبی ﷺ) کہ میں تو اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

جہاں اللہ عزوجل کی خوشنودی کے علاوہ کسی اور کی رضامندی اور دکھاوے کے لئے عمل کرنا شرک ہے وہاں اللہ عزوجل کی ذات صفات (الوھیت، ربوبیت، واحدانیت) میں شراکت پیدا کرنا بھی شرک ہے۔ خواہ کسی چیز میں بھی اللہ عزوجل کے برابر کسی چیز کو لائیں وہ شرک ہی ہوگا۔ یہ قرآن کا قول فیصل ہے۔

واعبدو الله ولا تشرکوا به شیئاً ٥ (النسآء ۴)

ترجمہ: اور (صرف) اللہ عزوجل کی عبادت کرو اور ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ کیوں کہ۔ ان الشرک لظلم عظیم ٥ (لقمان ۳۱)

ترجمہ: تحقیق (اللہ عزوجل کے ساتھ) شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

مزید مشرک دور گمراہی میں پڑا ہے۔

ومن یشرک بالله فقد ضل ضلالاً بعیدا٥ (النسآء ۴)

ترجمہ: اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

اللہ عزوجل ہر گناہ معاف فرما دے گا مگر شریک پر نہ بخشے گا اور شریک ٹھہرانا کبیرہ گناہ ہونے کا قرآنی بیان۔

ان الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالك لمن یشآء ومن یشرک بالله فقد افتری اثماً عظیماً ٥ (النسآء ۴)

ترجمہ یقیناً اللہ عزوجل اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جو اللہ عزوجل کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

شرک اور احادیث نبوی ﷺ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے کہا اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کے ساتھ کسی اور کو پکارنا حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

(مشکوٰۃ حدیث ۲ ، وصحیح بخاری وصحیح مسلم)

دوسری حدیث جس میں شرک ، ہلاک کرنے والا گناہ بتایا گیا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، لوگوں نے کہا حضرت وہ کیا چیزیں ہیں؟ فرمایا! اللہ عزوجل کے ساتھ شریک کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا لڑائی سے بھاگنا، پاکباز مومن، بے خبر عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانا۔ (مشکوٰۃ حدیث ۴۷، صحیحین)

شرک نہ کرنا بخشش کا سبب

معاذ بن جبل فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جو شخص اللہ عزوجل کو ملے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہو اور پانچ نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اسے بخش دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا میں یہ بشارت لوگوں کو سنا دوں؟ فرمایا ان کو عمل کرنے دو۔ (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۳، مسند احمد)

صوفیاء میں رائج شرکیہ افعال

شرکیہ اذکار

بعض ایسے اذکار صوفیاء میں رواج پا چکے ہیں جن کا تصور دین اسلام میں نہیں مگر غلوئے تعظیم اور پیرو اور طریقت کے تحت ان اذکار کو دھرایا جاتا ہے۔ جیسے یا شیخ، یا رسول اللہ ﷺ، یا غوث اعظم وغیرھم اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ اور بھی کوئی ذات دعا سنتی حاضر ہے یا جواب دیتی ہے۔ حالانکہ قرآن اس کا صریحاً رد کرتا ہے۔

فدعوھم فلم یستجیبوا لھم ○ (القصص ۲۸)

ترجمہ: پس وہ بلائیں گے لیکن انہیں وہ (شرکاء) جواب تک نہ دیں گے۔

مزید۔ الذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیءٍ ○ (الرعد ۱۳)

ترجمہ: جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کے کسی کام پر نہیں پہنچتے۔

شرک بالذات

بعض اشخاص تصوف دوران عبادت واذکار تصور شیخ کے قائل نظر آتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ جب ذکر کرو تو ذھن میں شیخ کو حاضر رکھتے ہوئے کرو۔

حالانکہ حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نماز (عبادت) ایسے پڑھو کہ گویا مجھے دیکھ رہے ہو اگر نہیں تو میں تو تمہیں دیکھتا ہی ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان)

قبر پرستی

خانقاہوں، مزارات میں تعظیمی سجدہ ریزی یعنی قبر پرستی صوفیاء میں عام رواج پذیر ہے۔

حالانکہ قرآن میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہو کہ۔

الا نعبد الا اللہ ○ (آل عمران ۳)

ترجمہ: اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔

ایک حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اہل کتاب پر لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ (

مزید فرمایا! اگر سجدہ جائز ہوتا تو بیوی کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوند کو کرتی مگر وہ بھی نہیں۔ (

غیر شرعی وسیلہ

Marfat.com

بعض صوفیاء قبروالوں کا وسیلہ ڈال کر دعا کرتے ہیں حالانکہ مرے ہوئے بزرگان کا وسیلہ جائز نہیں صرف اللہ عزوجل سے مانگو۔

قرآن میں ہے۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ○ (غافر ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ ہاں البتہ انبیاء کرام کے وسیلہ سے دعا مانگنا۔

(حصن حصین و صحیح بخاری عن عمرؓ)

اللہ عزوجل کے (زندہ) نیک بندوں (کے اعمال) کا واسطہ دے کر دعا کرنا جائز ہے۔ (حصن حصین و صحیح بخاری، عن انسؓ)

بدعت

ہر وہ عمل بدعت کہلائے گا جو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے لیکن شریعت میں اس کی کوئی بنیاد کیا ثبوت نہ ہو۔ (اتباع سنت کے مسائل ص ۱۷) یعنی نہ تو رسول اللہ ﷺ نے خود وہ عمل کیا ہو نہ کسی کو اس کا حکم دیا ہو اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت دی ہو ایسا عمل اللہ عزوجل کے ہاں مردود ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

دین کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز بدعات ہیں۔ بدعات چونکہ نیکی اور ثواب سمجھ کر کی جاتی ہے اس لئے بدعتی انہیں ترک کرنے کا تصور تک نہیں کرتا۔ جبکہ دوسرے گناہوں کے معاملے میں گناہ کا احساس موجود رہتا ہے۔ جس سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ گناہ گار کبھی نہ کبھی اپنے گناہوں پر نادم ہو کر ضرور توبہ استغفار کرے گا اسی لیے سفیان ثوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

"شیطان کو معصیت (گناہ) کے مقابلے میں بدعت زیادہ محبوب ہے۔"

شریعت کی نگاہ میں دو ایسے گناہ ہیں جنہیں ترک کئے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی نہ ہی توبہ قبول ہوتی ہے۔ پہلا شرک اور دوسرا بدعت۔

شرک کا تذکرہ ہو چکا۔ بدعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اللہ عزوجل بدعتی کی توبہ قبول نہیں فرماتا، جب تک وہ بدعت ترک نہ کرے۔ (طبرانی)

گویا بدعتی کی ساری محنت اور مشقت کی مثال اس مزدور کی سی ہے جو دن بھر محنت مزدوری کرتا ہے لیکن اسے کوئی مزدوری یا اجرت نہ ملے سوائے تھکاوٹ اور بربادی وقت کے۔ جیسا کہ قرآن میں بھی ہے۔

عاملة ناصبة ○ تصلیٰ نارًا حامیة ○ (الغاشیہ ۸۸)

ترجمہ: محنت و مشقت کے مارے خستہ حال ہوں گے مگر وہ دھکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔

قیامت کے روز جب رسول اللہ ﷺ حوض کوثر پر اپنی امت کو پانی پلا رہے ہوں گے تو کچھ لوگ حوض کوثر پر آئیں گے جنہیں رسول اللہ ﷺ اپنی امت سمجھیں گے لیکن ملائکہ آپ ﷺ کو بتائیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے بعد بدعات شروع کر دیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے دفع اور دور ہوں وہ لوگ جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل ڈالا۔ پس وہ عبادت اور ریاضت جو سنت رسول ﷺ کے مطابق نہ ہو ضلالت اور گمراہی ہے۔

وہ اذکار و وظائف جو سنت رسول ﷺ سے ثابت نہ ہوں بے کار اور لا حاصل ہیں۔ وہ صدقہ اور خیرات جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر نہ ہو اکارت اور رائیگاں ہے۔

اسلامی تصوف میں بدعت کا منفی کردار

رسول اللہ ﷺ نے تمام بدعات کو گمراہی قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم و بلوغ المرام) اگر ایک رکعت میں دو

Marfat.com

سجدوں کی بجائے تین کریں تو یہ دین میں تبدیلی تصور کی جائے گی اس کو بدعت حسنہ شمار نہ کیا جائے گا۔ بدعت حسنہ کا تصور عہد نبوی کے بعد صحابہ تک محدود ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے اعمال ہمارے لئے سند ہیں۔ یہی راہ نجات ہے (طبرانی)

امر واقعہ یہ ہے کہ صوفیاء میں موجودہ بدعت حسنہ کے چور دروازے نے دین میں بدعت کو پھیلانے اور رائج کرنے میں سب سے زیادہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ مختلف مسنون عبادات کے مقابلے میں غیر مسنون اور من گھڑت عبادات نے جگہ لے کر ایک بالکل نئے بدعی دین کی عمارت کھڑی کر دی ہے۔ پیری مریدی کے نام پر ولایت، خلافت، طریقت، سلوک، غیر شرعی بیعت، نسبت، اجازت، توجہ، عنایت، بخشش، فیض، کرم، جلال، آستانہ، درگاہ، خانقاہ جیسی اصطلاحات وضع کی گئی ہیں اور مراقبہ، مجاھدہ، ریاضت، چلہ کشی، کشف القبور و صدور، چراغاں، سبوچہ، چومک، چڑھاوے، کونڈے، جھنڈے، سماع، رقص، حال، وحد اور کیفیت جیسی ھندووانہ طرز کی پوجا پاٹ کے طریقے ایجاد کئے گئے ہیں۔ قبروں پر سجادہ نشین، گدی نشین، مخدوم، جاروب کش، درویش اور مجاور حضرات اس خود ساختہ دین کے محافظ اور علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ براں بریں گیارھویں، نیاز، عرس، میلاد، ختم خواجگان، قرآن خوانی ذکر ملفوظات اور کرامات نیز خود ساختہ اوراد و وظائف جیسے غیر مسنون بدعی افعال کو عبادت کا درجہ دے کر تلاوت قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوۃ تسبیح و تہلیل، مسنون ذکر الٰہی اور مسنون ادعیہ جیسی عبادات کو یکسر طاق نسیاں بنا دیا گیا ہے۔ اگر کہیں ان عبادات کا تصور باقی رہ بھی گیا ہے تو بدعات کے ذریعے صوفیاء نے ان کی حقیقی شکل و صورت مسخ کر کے دی ہے۔ مثلاً ۱) ذکر خفی ۲) فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے اجتماعی ذکر کرنا ۳) مخصوص انداز میں با آواز بلند اجتماعی ذکر کے حلقے قائم کرنا۔

۴) ذکر کرتے وقت اللہ عزوجل کے اسم مبارک میں کمی بیشی کرنا ۵) ڈیڑھ لاکھ مرتبہ آیت کریمہ کے ذکر کیلئے محفلیں منعقد کرنا۔ ٦) عبدالقادر جیلانی کے ناموں کا ورد کرنا ۷) عبدالقادر جیلانی سے منسوب ہفتہ بھر کے وظائف کا اهتمام کرنا۔

۸) دعائے گنج العرش، دعائے جمیلہ، دعائے عکاشہ، دعائے سریانی، دعائے حزب البحر، دعائے امن، عہد نامہ، درود تاج، درود ماہی، درود تنجینا، درود اکبر ہفت ھیکل، بل کاف، شش قفل وغیرہ جیسے وظیفے، غیر مسنون کا اہتمام کرنا۔ جن کا احادیث میں کہیں تذکرہ نہیں ہم احادیث موجود درود و ادعیہ کو چھوڑ کر غیر مسنون وظائف کو اختیار کر کے ثواب کی بجائے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

یہ تمام اذکار بغیر حوالہ، ثبوت دلیل اور حدیثی سند کے بغیر ہمارے ہاں بسوں، گاڑیوں، سڑکوں اور عام دوکانات پر انتہائی کم داموں پر بکثرت فروخت ہونے والی کتب میں لکھے ہوتے ہیں۔ جنہیں سیدھے سادھے کم علم مسلمان بڑی عقیدت سے خریدتے اور احترام کے ساتھ اپنے پاس رکھتے ہیں اور حسب ضرورت تکلیف یا مصیبت کے وقت ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ہر مشکل کے وقت پڑھی جانے والی دعائیں اور اذکار کا تذکرہ حیات نبوی ﷺ سے ملتا ہے۔

بزرگوں سے عقیدت میں غلو

بزرگوں سے عقیدت میں غلو ہمیشہ دین میں بگاڑ کا باعث بنا ہے۔ اللہ عزوجل کے نیک متقی اور صالح، صاحب فہم دین بندوں کی صحبت اور محبت نہ صرف جائز ہے بلکہ دینی نقطہ نظر سے عین مطلوب ہے۔ لیکن جب یہ محبت اندھی عقیدت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے تو ان بزرگوں کی غلط اور غیر مسنون باتیں بھی ان کے معتقدین کو دین کا حصہ لگنے لگتی ہیں۔ اور وہ کار ثواب سمجھ کر ان پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حتی کہ ان بزرگوں کے خواب، ذاتی تجربات، مشاھدات اور حکایات وغیرہ بھی عقیدت کے غلو میں دین کی سند سمجھ لی جاتی ہیں۔ اور عوام الناس کے سامنے انہیں دین بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یوں بدعی غیر مسنون افعال پھلنے پھولنے لگتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ برصغیر میں جب صوفیائے کرام دعوت اسلام لے کر

پہنچے تو محسوس کیا کہ یہاں کے عوام (غیر مسلم) گانے بجانے اور موسیقی کے بہت دلدادہ ہیں۔ چنانچہ صوفیاء نے مصلحتاً دعوت اسلام کے لئے سماع اور قوالیوں کا طریقہ ایجاد فرمایا لہٰذا بزرگوں کا یہ فعل تب بھی جائز تھا۔ اب بھی جائز ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اولاً اس قسم کی تمام حکایات محض افسانہ اور صوفیائے کرام پر بہتان تراشی کے سوا کچھ بھی نہیں، ثانیاً اگر اس نوعیت کا کوئی ایک آدھ واقعہ ہو بھی تو کسی بڑے سے بڑے بزرگ یا صوفی کا اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے برعکس کوئی بھی فعل مسلمانوں کے لئے حجت نہیں ہو سکتا خواہ بظاہر وہ کتنا ہی مبنی بر مصلحت اور حکمت کیوں نہ ہو۔ غلو عقیدت میں بزرگوں اور صوفیوں کے غیر شرعی اقوال واعمال کا دفاع عامۃ الناس میں بدعات کی ترویج واشاعت کا باعث بنا ہے۔

وحدت الوجود

وحدت الوجود سے مراد ایک وجود، وجود کا ایک (واحد) ہونا۔ جملہ کائنات کا وجود ایک ہے۔ تمام موجودات اللہ عزوجل کا ایک وجود ماننا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا یعنی دراصل خدا کے سوا اور چیز سرے سے موجود ہی نہیں بالفاظ دیگر جو کچھ ہے وہ سب خدا ہی ہے۔ اس نظریہ کو ہمہ اوست بھی کہتے ہیں۔

جسکو اقبال اپنے ایک شعر میں یوں جڑتے ہیں۔

محکوم ہو سالک تو یہی اس کا ہمہ اوست

خود مردہ و خود مرقد و خود مرگ مفاجات (جاوید نامہ۔ نظم نمبر ۶)

وحدت الوجود اور قرآنی استدلالات

۱) سب سے پہلے کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ (نہیں کوئی معبود مگر اللہ عزوجل) یعنی اگر کوئی کسی بت کو، سورج، چاند یا درخت کو سجدہ ریز ہوتا ہے وہ اللہ ہی ہے کیوں کہ اللہ عزوجل ہی کا حصہ ہے۔

۲) وقضیٰ ربك الا تعبدو الا اياه (۲۳ ۱۷) یہ کہ تیرے رب نے فرمایا! فیصلہ کر تم اسکے سوا کسی کی پوجا نہ کرنا کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ تم جسکی بھی عبادت کرو گے وہ اللہ عزوجل ہی ہے۔

۳) اینما تولوا فثم وجه الله (۱۱۵ ۲) تم جس طرف بھی منہ کرو گے اسی طرف اللہ عزوجل ہے۔

یعنی اگر کوئی بت پرست یا قمر پرست، بت اور چاند کی طرف منہ کر کے ان کی عبادت کرتا ہے تو وہ اللہ عزوجل ہی کی عبادت کر رہا ہے۔ حقیقت میں یہ شرک کی قسم ٹھہری۔

وحدت الوجود اور حدیثی استنباط

۱) ''میں (اللہ عزوجل) اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں'' وجودی کہتے ہیں اگر ہم کسی بت کو بھی یہ گمان کر کے پوجیں کہ فی الحقیقت ہم اللہ عزوجل کو پوج رہے ہیں تو وہ اس حدیث کی رو سے اللہ عزوجل ہی کو سجدہ کر رہا ہے۔

یہ ایسا استدلال ہے جو ساری اسلامی تعلیم کے مخالف ہے اور اس کے لئے کوئی قرینہ بھی نہیں۔

۲) ''مومن کی فراست سے بچو کیوں کہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے''۔

اس حدیث میں حسب ذیل باتیں قابل توجہ ہیں۔

فراست سے معانی غیب دانی یا اشراف وانکشاف نہیں جیسا کہ وجودی سمجھتے ہیں۔ چونکہ مومن کی فراست کا تعلق اللہ عزوجل کے نور سے ہے لہٰذا ہر چیز اللہ کی آئینہ دار ہے۔

بانی وحدت الوجود ((محی الدین ابن عربی))

وحدت الوجود کا نظریہ شیخ اکبر ابن عربی نے پیش کیا۔ یہ چھٹی صدی ہجری میں اندلس میں پیدا ہوئے اور

Marfat.com

۶۳۸ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ اس عہد میں ہسپانیہ میں متصوفین فلاسفر کا ایک گروہ تھا جو وحدت الوجود کا قائل تھا۔ وہ اپنی کیفیات اور احوال کو تشبیہ اور استعارہ کے رنگ میں بیان کرتے تھے اور اپنے عشق حقیقی کو عشق مجازی کے جاذب نظر لبادہ میں پیش کرتے۔ ابن عربی انہی سے متاثر ہوئے اور قرآن سے وحدت الوجود کے ڈانڈے ملا دیئے۔ منها حلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى. (۵۵ ۲۰)

ترجمہ: ہم نے تمہیں اس زمین سے پیدا کیا اسمیں تمہیں لوٹائیں گے، اور اسی سے باردیگر نکالیں گے۔

رسائل ابن عربی میں وحدت الوجود کے اجزاء

اس نے تمام کائنات کو کلمہ کن سے پیدا کیا اور تمام موجودات کو اسی کے ساتھ موجود کیا اور دنیا بھر میں کوئی ایسا موجود نہیں۔ (شجرۃ الکون)

کوئی شے بجز حق تعالےٰ کے موجود نہیں جس قدر اوصاف عالم میں پائے جاتے ہیں۔ صفات الٰہیہ ہیں۔ جو حسب استعداد و قابلیت مخلوق کے نمودار ہوئے ہیں۔ اگر اوصاف الٰہیہ سے قطع نظر کی جائے تو عالم معدوم نظر آئے گا۔

وحدت الوجود اور دہریوں کا نظریہ

حکماء میں اسے اہل مادہ اس بات کے قائل ہیں کہ عالم کا بنانے والا عالم سے کوئی الگ چیز نہیں، ہے بلکہ ازل سے ایک مادہ ہے۔ جس نے مختلف اشکال اختیار کیں اور اختیار کرتا رہتا ہے۔ ابتداء میں چھوٹے چھوٹے ذرات تھے۔ جن کو اجزائے ''دیمقراطیسی'' کہتے ہیں، یہ اجزاء باہم ملے اور ان کے ملنے سے زمین و آسمان، سیارے وغرہ وجود میں آئے۔ چونکہ ذرات میں اور قوت بھی ازل سے موجود ہے اس لئے یہ تغیرات خود اس کی ذات سے وجود میں آتے ہیں۔ کسی اور خالق و صناع کی ضرورت نہیں ہوتی۔

وحدت الوجود اور مولانا روم

ان کے نزدیک یہ نظریہ نہیں بلکہ عقیدہ ہے۔ ان کے اس شعر سے ہی یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔

جملہ معشوق ست و عاشق پردہ　　　زندہ معشوق ست و عشق مردہ

یعنی تمام موجودات عین معشوق ہیں۔ جو ذات حق ہے اور عاشق ہو۔ تعینات و شخصیات میں پایا جاتا ہے۔ محض ایک پردہ ہے۔ اگر یہ پردہ (حجاب) اٹھ جائے تو عالم نابود ہو جائے۔ اس طرح معشوق یعنی ذات حق زندہ جاوید ہے۔ اور عاشق مردہ کے مانند ہے کیوں کہ عاشق کا وجود اور اس کی حیات و ممات خدا ہی کی شان ہے اگر وہ اس کے بغیر جلوہ گر ہونا چاہے تو عالم نیست و نابود ہو جائے۔

ایک اور توجیہہ

ثناء اللہ پانی پتی اپنی کتاب ''رسالہ وحدت الوجود'' میں خامہ فرسائی کرتے ہیں۔ وجود سے صوفیوں کی مراد مصدری معنی نہیں کیوں کہ وہ خارج میں موجود نہیں ہے اور خود اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہیں بلکہ اس کی ذات ہی اس کے وجود کے مقتضی ہے اور اس کی ذات ہی اپنے ارادہ کے موافق ممکنات کے وجود کا تقاضا کرتی ہے تو وجود بمعنی مصدری جو ممکن سے منتزع ہوتا ہے وہ ذات ممکن کا بہ الموجودیت کیا ہے؟ اس کے وجود سے ارادہ الٰہی کا تعلق خاص اللہ عزوجل کی ذات کا مقتضا ہے۔ کوئی دوسری چیز درمیان میں واسطہ نہیں پس ممکنات کا ما بہ الوجودیت ذات حق کے سوا اور کچھ نہیں۔ اب ذات حق کو وجود بمعنی ما بہ الموجودیت کہنا بالکل حق و صواب ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ تمام اشیاء کا ما بہ الموجودیت وہی اللہ عزوجل ہے اور اس کو وجود مطلق لا بشرط شے اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی ذات جسطرح اپنے وجود کی مقتضی ہے۔ اسی طرح اپنی تمام تر صفات کمال مثلاً خواص خمسہ و کلام کے وجود کی بھی مقتضی ہے اس لئے اس کی ذات کو ''واجب بالذات'' کہتے ہیں۔ اور اس کی صفات کو جو اہل اسلام کے نزدیک ذات پر زائد ہیں واجب بالغیر کہتے ہیں۔ پس اللہ عزوجل کی ذات لا بشرط شے حسن

Marfat.com

الصفات اور مطلق عن القیود والاعتبارات واجب بالذات ہے اور مابہ الموجودیت اس کی صفات ہیں۔ جن کی مظہر تمام کائنات ہے۔

چند اہل تصوف کا نظریہ

اہل تصوف کی نظر میں تمام عالم شاہد حقیقت کا جلوہ ہے یہ جو کچھ نظر آتا ہے اس کے کرشمات اور ادائیں ہیں۔ ایک روح ہے جو تمام اشیاء میں جاری وساری ہے ایک نور ہے جس سے تمام تمام فضائے ہستی روشن ہے۔

اللہ نور السموت والارض۔ (سورۂ نور)

ایک آفتاب ہے جو ہر ذرہ میں چمک رہا ہے۔ عالم طبیعات میں انسان ایک حقیر اور کاھش مخلوق ہے۔ لیکن تصوف میں یہ وہ ذرہ ہے جو آفتاب سے ٹوٹ کر آیا ہے اور پھر آفتاب بن جائے گا۔ یہ کوزہ ہے جس نے دریا کو اپنی آغوش میں چھپا رکھا ہے۔ نقطہ ہے جو دائرہ سے ہمدوش ہے۔

صوفیاء نے اس مسئلہ کی مختلف تعبیریں کی ہیں۔ آیئے ان کے عقائد ونظریات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

۱) اللہ عزوجل وجود مطلق ہے یہی وجود متقید ہو جاتا ہے یعنی مختلف صورتیں اختیار کرتا ہے اور مختلف اسماء سے یاد کیا جاتا ہے۔ تمام عالم اور موجودات عالم اسی وجود مطلق کے تشخصات ہیں۔

۲) آفتاب کی روشنی ایک ہے لیکن آئینہ میں، پانی میں، ذرہ میں اس کی صورتیں بدل جاتی ہیں، کہیں تیز ہو جاتی ہیں کہیں کہر آلود کہیں اس قدر روشن وتاباں کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

اگر آئینہ پانی اور ذرہ فنا ہو جائیں تو روشنی میں کچھ نقصان نہ آئے گا۔ روشنی کو ان چیزوں کے فنا ہونے سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

۳) آئینہ میں جب کسی چیز کا عکس پڑتا ہے تو گو یہ عکس مجسم ہو کر نظر آتا ہے لیکن وہ دراصل کوئی چیز نہیں اسی طرح اصل میں ایک ذات واحد موجود ہے۔ یہ تمام عالم گوناگوں مخلوقات اس کے ظل اور پرتو ہیں۔

۴) جس قدر بھی اعداد ہیں۔ اکائیوں کے مجموعہ کا نام ہیں۔ مثلاً اس چند اکائیوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ مگر اکائی اور دس (دہائی) میں کوئی فرق نہیں یعنی کوئی نئی چیز اس اکائی میں شامل نہیں ہوتی بلکہ اس اکائی کو دس دفعہ شمار کیا تو دس بن گیا۔ اسی طرح تمام عالم ذات واحد ہے۔ مرتبہ کثرت میں مختلف اور متعدد معلوم ہوتا ہے۔

ایک تحقیقی نقطہ

بعض حضرات نے حلاج کو حلول اور تناسخ کے عقیدہ کا کلی حامل گردانا ہے۔ حالانکہ ان کی تحاریر میں وحدت الوجود کی بھی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ (طواسین۔ ص ۲۱)

Marfat.com

وحدت الشہود

ابن عربی کے عقیدہ وحدت الوجود کے مقابل شیخ علاؤالدین صمنانی (وفات ۷۳۶ھ) نے وحدت الشہود کا عقیدہ وضع کیا۔ اسے ''ہمہ از اوست'' کا نظریہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے پہلے تحریری طور پر یہ نظریہ (جزوا) ابواسماعیل ہروی (م۔۴۸۱ھ) نے پیش کیا۔

وحدت الشہود کی رو سے کہا جاتا ہے کہ۔

۱) کائنات خود خدا تو نہیں مگر اس کا ظل یا اسیہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نظریہ کہ کائنات اپنا الگ وجود نہیں رکھتی۔

۲) جہاں تک انسان کا تعلق ہے اس کی روح، روح خداوندی کا جزو تو نہیں لیکن انسان کشف و وجدان کے ذریعے ایسی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی ذات، ذات خداوندی میں مدغم ہو جاتی ہے۔ اسے فنافی اللہ۔ باقی باللہ کی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

شیخ سعدی وحدت الشہود کی مثال دیتے ہوئے ایک حکایت بیان کرتے ہیں

کوئی دیہاتی رئیس کسی بادشاہ کے خیمہ وخرگاہ (اصطبل) کے پاس سے گزرا۔ اس کا بیٹا اس کے ہمراہ تھا۔ رئیس نے جب فوج کی پر ہیبت نمائش، چمکتی تلواریں، فربفلک شاہی خیمے اور سپاہ کا زرق برق لباس دیکھا تو اس کے بدن پر لرزہ طاری ہوا۔ بیٹا بولا۔ ابا جان آپ بھی تو رئیس و سردار ہیں کیا وجہ ہے آپ دہشت سے مرے جاتے ہیں۔ باپ نے جواب دیا میں اپنے گاؤں ہی میں سردار ہوں۔ یہاں (بادشاہ کی حکمرانی ہے) میری کوئی حکمرانی نہیں۔

اس حکایت سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اللہ عزوجل کی ہستی اور اس کی قدر عظیم الشان اور ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے کہ اس کے آگے، کوہ و دمن، ارض فلک، انس وملک کی ہستی کا نام لینا بھی سوءِ ادب ہے کہ ممکنات موجود ہیں مگر موجود حق کے روبرو ان کا وجود نہایت ناقص اور ضعیف وحقیر ہے۔ گویا ان کے وجود کو معدوم نہیں کہہ سکتے مگر قریباً معدوم کے برابر ہے۔

نظریہ حلول

بقول اقبال۔

خدا گیری وخودداری وگلبانگ انا الحق
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات (جاوید نامہ۔ نظم نمبر ۶)

حلول کے لفظی معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز میں ایسے حل ہونا کہ دونوں کے مابین تمیز باقی نہ رہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں حلول سے مراد اللہ عزوجل کا کسی بندہ کو روح میں (داخل ہو کر) سرایت کر جانا کہ وہ خود کو حق (خدا) تصور کرے۔

اس سے ملتے جلتے ہندی میں الفاظ تناسخ، نروان اور آواگون ہیں۔ حلول سے ملتا جلتا ایک عقیدہ ''سریان'' بھی ہے۔ حلول اور سریان میں فرق یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا کائنات میں رچ بس جانا۔ سریان جبکہ حلول کا مطلب ہے اللہ عزوجل کا کسی بندے کی روح میں جاگزیں ہونا۔

اسلام میں عقیدہ حلول

اسلام میں اس عقیدہ کی داغ بیل عبداللہ بن سبا یہودی نے ڈالی تھی۔ یہ شخص یمن کے شہر ''صنعاء'' کا رہائشی تھا۔ نہایت ذہین وفطین شخص تھا۔ قرون اولیٰ میں یہودیوں کو جو ذلت نصیب ہوئی اس کا انتقام لینے کے لئے منافقانہ طور پر مسلمان ہوا۔ یوں وہ اس منافقانہ روش سے مسلمانوں میں انتشار پھیلانا چاہتا تھا۔ اس نے درویشانہ لباس پہن کر مسلمانوں کو اپنا معتقد بنالیا۔ یہ عہد فاروقی کی بات ہے اس کی تحریک پورے عرب میں متحرک ہوگئی تھی۔ اسی نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید

Marfat.com

کروایا۔اس کے علی رضی اللہ عنہ کے بارے دو نظریات۔

۱) علی رضی اللہ عنہ اصل خلافت کے اول حقدار تھے۔

۲) علی رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کی ذات کے مظہر ہیں اور اللہ عزوجل ان کے بدن میں حلول کر گیا ہے۔

علی رضی اللہ عنہ بذات خود اس کے اس عقیدہ سے متنفر تھے۔ایک بار وہ اپنے عقیدہ کا پرچار سر بازار کر رہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر نے بتایا کہ ستر افراد مجمع (قوم زط) آپ میں خدائی صفات مانتے ہیں۔ بالآخر تحقیق کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے اس کافرانہ ،مشرکانہ روش کے بدلے (سرزنش کے طور پر) ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ایک آگ کا گڑھا بنوایا اور تمام کو اس میں ڈال کر قتل کروادیا۔

حلول کا عقیدہ رکھنے والے کچھ افراد بچ گئے ان کا یہ قول تھا ''آگ کا خدا ہی آگ سے عذاب دیتا ہے''۔

اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکل یوں بہت سے فرقے وجود میں آئے جیسے نصیریہ، کیسانیہ، قرامطیہ اور باطنیہ جن کے عقائد بھی اس عقیدہ حلول کی ایک کڑی ہے۔

بعدازاں یہ نظریہ حسین بن منصور حلاج (۲۵۵ھ تا ۳۰۹ھ) کے زیر نگین پرورش پانے لگا اس سے پہلے یہ عقیدہ نہاں تھا۔مگر حلاج نے وحدت الوجود کے علاوہ اس کا بھی بڑھ چڑھ کر شبرہ کیا۔اور یہاں تک کہہ دیا کہ انا الحق۔

لطیفہ مزید ایک تحریر میں

موسیٰ نے جو کچھ سنا وہ درخت سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ سے سنا اس لئے حلاج کہتے ہیں میری مثال بھی ایسی ہے جو کچھ میں کہتا ہوں وہ اسی کی طرف سے ہوتا ہے۔(طواسین۔ص ۶۵)

میں وہ ہوں جو میرا محبوب ہے۔تم مجھے دیکھو گے تو اس کو دیکھو گے۔

اپنا محبوب میں خود ہوں۔۔۔ تم اسے دیکھو گے تو مجھے دیکھو گے۔

ہم دو روحیں ہیں جو ایک ہی جسم میں موجود ہیں۔

ایک جگہ حلاج نے کہا''حق نے میرے دل اور میرے علم کے بارے میں میری زبان میں بات کہی ہے اس نے دوری کے بعد مجھے اپنا قرب عطا کیا ہے اور اپنا برگزیدہ اور خاص بندہ بنایا ہے۔

طاسین الصفا میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ حقیقت تک رسائی بہت دشوار ہے اس کا راستہ آگ کا سمندر ہے جو ایک سالک کو طے کرنا پڑتا ہے۔ان کٹھن منزلوں سے گزر کر آئینہ دل میں صفا اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔پھر حقیقت کا عکس اس میں جلوہ گر ہوتا ہے۔(طواسین۔ص ۱۰۴)

ایک جگہ کہتا ہے: میں نے کہا کہ اگر تم اس کو نہیں پہچانتے ہو تو اس کے اثر اور نشان ہی کو پہچان لو اور وہ اثر اور نشان میں ہوں اور میں حق ہوں۔اس لئے کہ میں ہمیشہ فی الواقع حق کے ساتھ رہا ہوں۔(طواسین (مقدمہ))

طواسین کے اقتباسات سے جو ہم نے اوپر پیش کئے ہیں۔اناالحق کے دعوے کی حقیقت کھل جاتی ہے اگر حلاج کی تحریرات میں اس سے زیادہ کچھ نہیں ملتا تو عبد مقتدر باللہ میں حلاج کو قتل وصلب کی سرزنش ملی۔ براں بریں۔ بایزید بسطامی کی شطحیات مشہور ہیں جو تقریباً تمام تذکروں نے نقل کی ہیں۔آپ فرماتے ہین۔عرش میں ہوں۔کرسی میں ہوں۔ایک جگہ فرمایا جو حق میں محو ہو جاتا ہے وہ حق بن جاتا ہے۔

ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کا شمار سرکردہ صوفیا میں ہوتا ہے۔فرماتے ہیں۔یہ جو میں نے جبہ پہنا ہوا ہے اس میں بھی اللہ عزوجل کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔

ابوبکر شبلی فرماتے ہیں کہ اگر دوزخ باوجود اس قدر آگ رکھنے کے میرے بدن کا ایک بال بھی جلا دے تو میرے مشرک ہونے میں کوئی شک نہیں۔(طواسین۔قصہ دارورسن۔ص ۲۱،۲۲)

Marfat.com

مزید براں مقنع کا دعوہ خدائی اور حلول بھی قابل تذکرہ ہے۔ فراسان کی تحریک پرور سرزمین سے استادسیس نے دعوی نبوت کر کے ہنگامہ برپا کر دیا۔ مقنع (م۔١٤٩ھ) نے دعوٰ والوہیت کے لئے اسی زرخیز علاقہ کا انتخاب کیا۔ اس کا اصل نام ہاشم بن حاکم تھا۔ یہ تناسخ کا قائل تھا۔ اور اس کا دعوہ تھا کہ اللہ عزوجل نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت میں اس نے حلول کیا بعدازاں وہ (اللہ عزوجل) نے نوع علیہ السلام اور بعدازاں ابومسلم خراسانی میں حلول کیا اور اب خدا مجھ میں حلول کر کا ہے۔ عہد بنوعباس (مہدی) میں اس جھوٹے خدا کو کیفرکردار تک پہنچایا۔ (تاریخ اسلام)

عقیدہ عیسائیت میں تثلیث اور حلول

عیسائیت کے نزدیک۔ مثلاً پھر خدا نے کہا ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں۔ (پیدائش ٢٢:٣)

ان کے نزدیک خدا ایک ہے اس کی ذات مین تین اقانیم کی کثرت ہے جو بمنزلہ محل صفات ہیں جو جوہر قدرت، ازلیت میں برابر اور ذات وصفات میں متحد مگر فعل میں متمائز ہیں۔ (قاموس الکتاب۔ ص ٣٣٤)

ہندوؤں میں عقید حلول

ہندوتری موری پر ایمان رکھتے ہیں۔ برھما، وشنو، شیو۔ ہندوؤں کے ہاں اوتار کا عقیدہ عام ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ خود ایشور (خدا) مادی مخلوق کے پیکروں میں نمودار ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ ان کے ہاں چیونٹی، مینڈک سے لیکر رام اور کرشن تک وشنو کے اوتار ہیں۔ وشنو انسانوں کے جسم کے علاوہ جانوروں اور پودوں کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ برہمنوں کے نزدیک یہ حلول کا بہت مفید استعمال ہے۔ اسے وہ نفس وآفاق میں ذات الٰہی کی جلوہ گری سے تعبیر کرتے ہیں۔ (کتاب الہند۔ ص ٣٣)

نظریہ سوھد روی

صوفیاء کے عقائد ثلاثی کی حقیقت

عقیدہ حلول (یعنی اللہ عزوجل کا بندے میں تحلیل کر جانا) وحدت الوجود (یعنی ہر ہر چیز اس کائنات کی اللہ عزوجل ہے) اور وحدت الشہود (ہر چیز اللہ عزوجل کا سایہ ہے) شرعی اصطلاح میں منطق کے منافی ہیں۔ ہاں البتہ کائنات کی ہر چیز اللہ عزوجل کے دست قدرت سے تخلیق شدہ ہے۔ خواہ وہ بے جان ہو یا جاندار۔ اسکی حرکات وسکنات کا دارومدار اور انحصار اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ پوری کائنات کی ہر چیز اس نے چھ (٦) دنوں میں بنائی ہے۔ کفار اس بت کو جو پتھر سے بنا ہے اس کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ نقطہ فراموش کر دیتے ہیں کہ اسی پتھر کو کس نے تخلیق کیا۔ اسی طرح کائنات کے دیگر مظاہر آفتاب، ماھتاب وانجم وغیرہ تمام اللہ عزوجل کی دنیائے موجودات اور تخلیقات ہیں۔ بجائے چاند تاروں کو پوجنے کے اس کو پوجنا چاہیئے جس نے ان کو تخلیق کیا۔ نہ ہی ماہتاب چاند میں اللہ عزوجل حلول کر سکتے ہیں نہ وہ مظاہر اللہ ہیں اور نہ ہی اللہ عزوجل کا سایہ ہیں۔ بلکہ وہ تو اللہ عزوجل کی کائنات کے نظام کو چلانے کیلئے ایک ادنیٰ سی ایجاد ہے۔ ایک بے مول صنعت ہے۔

اللہ عزوجل نے پوری کائنات کو چلانے کے لئے اپنے علم کا استعمال میں لاتے ہیں۔ وہ عرش بریں پر مستوی ہے۔ پوری کائنات کو علم کے توسط سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔

بعد مابین ایدیھم وما خلفھم ۔ پھر وسع کرسیہ السمٰوت والارض۔ یہاں کرسی سے مراد علم ہے۔
واللہ سمیع علیم ۔ اللہ ایسا علم رکھتا ہے جس سے کہ وہ آوازیں سن بھی سکتا ہے۔ وہی ہے جو علم کی وجہ سے دستگاہ رکھتا ہے۔
واللہ علیم بذات الصدور۔

وہی ہے جو پرحکمت علم والا ہے۔ انک انت العلیم الحکیم۔ وہی علم کے ذریعے غیب کی باتیں جانتا ہے۔ وھو علام

Marfat.com

الغیوب۔اس نے انسان کے ذہن تخلیق کئے جو مجازی طور پر کس چیز کو تخلیق کرتے ہیں۔اللہ عزوجل اپنے علم سے الہام ڈالتے ہی۔یوں وہ انسان ایک چیز ایجاد کرتا ہے۔مگر حقیقت کی طرف آئیں تو اس کے ذہن کو تخلیق کس نے کیا۔اللہ عزوجل نے اور وہ کوئی بھی چیز مثلاً جہاز لے لیں۔وہ اگر لوہے کا بنا ہو تو وہ لوہا معدنیات الٰہی کی دین ہیں۔اگر اسمیں تیل یا ایندھن مستعمل ہے تو وہ بھی اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی ایک معدنی توانائی ہے۔اسی طرح دیگر کوئی بھی چیز لے لیں وہ اللہ عزوجل کی ذات خوددار کے قلم بے نیاز سے ہی تراشی گئی ہوگی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ وہ اللہ عزوجل کا حلول ہوتا ہے۔یا وہ اللہ ہے۔یا اس کا سایہ ہے تو یہ غلط ہے۔بلکہ شرک ہے۔مثلاً اگر میں کوئی چیز بناتا ہوں تو نہ میں اس میں حلول کرسکتا ہوں نہ وہی بن سکتا ہوں اور نہ ہی میں اسکو اپنا سایہ متصور کر سکتا ہوں۔کیوں کہ یہ بات حقیقت سے منافی ہے۔ہاں مگر میری (مجازی) ایجاد کہی جا سکتی ہے۔حقیقت میں یہ ایجاد اللہ عزوجل کی ہوگی۔

اللہ سایہ نہیں بلکہ روشنی ہے۔اللہ نور السمٰوت والارض۔جو چیز نور ہو اسکا سایہ بھی نہیں ہوتا۔نہ ہر چیز ہی اللہ ہے۔قل هوالله احد. الله الصمد۔نہ ہی وہ کسی میں حلول کرسکتا ہے۔یہ اللہ عزوجل کی شان کے منافی ہے۔وہ صرف اور صرف خالق ہے۔البتہ اللہ اپنی جاندار اشیاء میں روح پھونکتا ہے نہ کہ اس میں خود کو داخل کرتا ہے۔یعنی ہر انسان اپنی اپنی فطرت کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔اس کو مکمل اختیار ہوتا ہے۔اگر اللہ عزوجل حلول کر جائیں تو وہ یقیناً خودمختار نہ ہو۔نہ ہی وہ جھوٹ بولے اور نہ ہی غلطی کرے۔انسان غلطی کا پتلا ہے۔اللہ عزوجل اس صفت سے بے نیاز ہیں۔(سوبدروی)

شرکیہ عقائد، حلول، وحدت الوجود، وحدت الشہود کی بجائے عقیدہ وحدت الخلائق زیادہ معتبر اور قرین الحق ہے۔یعنی تمام کائنات کی مخلوقات، تخلیقات اسکی بینات ہیں۔اسکی ایجادات ہیں۔

ربنا وما خلقت هذا باطلا سبحنك فقنا عذاب النار. تمام مخلوقات کا وہ واحد خالق ہے۔

مسئلہ جبر و قدر

مسئلہ جبر و قدر ایک پرانی صوفیانہ فلسفیانہ اور علم الکلام کے مسائل واستنباط پر مبنی بحث ہے۔اس مسئلہ کا موضوع بحث یہ ہے کہ آیا انسان اپنے اعمال میں مجبور ہے یا مختار؟ اس ضمن میں قدریہ اور جبریہ پیش پیش ہیں۔

مذہب قدر

معتزلہ اور بعض دیگر صوفیاء و فرقوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان کو پیدا کیا۔اس کو افعال پر "قدرت" بخشی اور نیکی و بدی کا اختیار اسی کو تفویض کر دیا۔اب وہ خود اپنی قدرت کے مطابق ار اپنی مشیت کے موافق استقلال کے ساتھ اچھے اور برے افعال کرتا ہے۔اور اپنے اسی اختیار کی بنا پر دنیا میں مدح اور آخرت میں ثواب و عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔اللہ عزوجل کی طرف سے نہ اس کو کفر و معصیت پر مجبور کیا گیا ہے اور نہ ایمان و اطاعت پر۔بلکہ وہ اپنے رسولوں کو بھیجتا ہے۔کتب نازل کرتا ہے، نیکی کا حکم دیتا ہے اور بدی سے منع کرتا ہے۔صحیح اور غلط، حق و باطل کو واضح طور پر ممیز کرتا ہے اور ان کو خبردار کر دیتا ہے کہ اگر سیدھا راستہ اختیار کرو گے تو نجات پاؤ گے ورنہ غلط راستہ کی صورت میں برا انجام ہو گا۔

اس مذہب کے قواعد کا بانی واصل بن عطاء الغزال ہے۔ابراہیم بن سیارہ نظام نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ خدا صرف خیر پر قدرت رکھتا ہے۔شر، درد، معاصی اس کی قدرت سے خارج ہیں۔معمر بن عباد السلمی اور ہشام بن عمر القوطی نے اس میں اور زیادہ شدت اختیار کی اور۔والقدر خيره وشره من الله.

Marfat.com

کا اعتقاد رکھنے والے کو کافر اور گمراہ ٹھہرایا کیونکہ یہ اعتقاد ان کے ہاں اللہ عزوجل کی تنزیہ کے خلاف ہے۔ اور اس کی رو سے اللہ عزوجل ظالم ٹھہرتا ہے۔ (فلسفہ وعلم الکلام۔ ص ۴۰۲، ۴۰۳)

قدریہ کا استدلال قرآن میں

نظریہ قدر کی تائید میں آیات

۱) وہ آیت جس میں بندوں کے افعال خود بندوں ہی کی طرف منسوب ثبت کیا جاتا ہے۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم.

ترجمہ: تم کیسے خدا کے ساتھ کفر کرتے ہوئے حالانکہ تم نے جان تھے۔ خدا نے تم کو زندہ کیا۔

۲) وہ آیت جس میں کہا گیا ہے کہ انسان کے اپنے اعمال پر جزاء وسزا مرتب ہوگی۔ الیوم تجزی کل نفس بما کسبت ۰ (المومن)

۳) وہ آیت جس میں شر اور ظلم اور مذمومات سے اللہ عزوجل کے فعل کو منزہ قرار دیا گیا ہے۔ الذی احسن کل شئی خلقه ۰ (السجدۃ)

ترجمہ: جس نے ہر چیز جو پیدا کی۔ خوب ہی پیدا کی۔

۴) اور مسلم ہے کہ کفر حق نہیں ہے۔

وما ربك بظلام للعبید ۰ (حم السجدۃ)

ترجمہ: اور تیرا رب بندوں کے لئے ہرگز ظالم نہیں ہے۔

۵) وہ آیت جس میں کفار اور گنہگاروں کو ان کے برے افعال پر ملامت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کو ایمان و اطاعت سے روکنے والی کوئی چیز خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ مامنعك ان السجد ۰ (ص)

ترجمہ: تجھے کس چیز نے اس سے منع کیا کہ تو سجدہ کرے۔

اگر خدا نے ہی لوگوں کو ایمان لانے سے روکا ہوتا یا انہیں کفر ومعصیت پر مجبور کیا ہوتا تو ان سے اس قسم کے سوالات کرنے جائز نہ ہوتے اگر کوئی شخص کسی کو حجرے میں بند کر دے اور کہے کہ تو کیوں نہیں نکلتا تو یہ ایک غیر معقول سوال ہوگا۔ پھر خدا کی طرف سے یہ بات کیسے منسوب کی جاسکتی ہے کہ ایک طرف تو ان کو حق سے پھیر دے اور پھر کہے کہ تم کہاں پھرے چلے جارہے ہو۔ (انی تصرفون) خود ان کو بھٹکائے اور پوچھے کہ تم کدھر بھٹکے جارہے ہو؟ (انی یوفکون) ان میں کفر خلق کرے اور پوچھے کہ تم کیوں کفر کرتے ہو؟ (لم یکفرون) انہیں حق پر باطل کے پردے ڈالنے پر مجبور کرے اور پھر کہے کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ (لم تلبسون الحق بالباطل)

۶) وہ آیت جسمیں ایمان اور کفر کو بندوں کی مشیت سے متعلق کہا گیا ہے۔

فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا ۰ (المزمل)

ترجمہ: پس جس کا جی چاہے اپنے رب کا رستہ اختیار کرے۔

۷) وہ آیت جس میں بندوں کو حسن عمل کی طرف دعوت دی گئی ہے۔

اجیبوا داعی اللہ ۰ (الاحقاف)

ترجمہ: اللہ عزوجل کے منادی کی پکار پر لبیک کہو۔

۸) وہ آیت جس میں بیان کیا گیا ہے کہ بندے ایسے افعال کرتے ہیں جن کا خدا نے ان کو حکم نہیں دیا۔ ان اللہ لا یامر بالفحشاء ۰ (الاعراف)

۹) وہ آیت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہدایت اور گمراہی پر مجبور نہیں کرتا بلکہ انسان خود اپنے اختیار وقدرت

Marfat.com

سے کوئی ایک راستہ منتخب کرتا ہے۔

فمن اهتدی فانما یهتدی لنفسه○ (یونس)

جو ھدایت قبول کرتا ہے اس کا ہدایت قبول کرنا اس کے اپنے لئے مفید ہے۔

۱۰) وہ آیت جسمیں نوح (نبی) علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کیا ہے اور اپنی طرف منسوب کیا۔ رب انی ظلمت نفسی○ (قصص)

ترجمہ: پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

مذہب جبر

جبریہ کہ کوئی چیز اللہ عزوجل کے بغیر وجود میں نہیں آتی۔ عام اس سے کہ وہ اشیاء کی ذوات ہوں یا ان کی صفات۔ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ کائنات میں ہر ہر ذرے کی حرکت قضا وقدر کے تحت واقع ہوتی ہے۔ وجود اور ایجاد میں اللہ عزوجل کے سوا کوئی چیز تاثیر نہیں رکھتی۔ خلق اور ابداع اللہ عزوجل کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ عزوجل چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو اللہ عزوجل نہیں چاہتا ہے وہ نہیں ہوا۔ ہر چیز اس کی منشاء کی پابند ہے۔ کوئی شے اس کے حکم اور اس کی قضا کے خلاف برابر حرکت نہیں کرسکتی اسکے افعال پر حسن وقبیح کا حکم لگانا عقل کے امکان میں نہیں ہے۔ اس سے جو کچھ صادر ہوتا ہے بہتر ہی ہوتا ہے۔ دنیا میں ہم جن حوادث کو اسباب کے تحت صادر ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ محض ظاہر کے اعتبار سے تحت اسباب ہیں۔ ورنہ حقیقتاً سب کا صدور اللہ عزوجل سے ہوتا ہے اور تمام ارضی وسماوی حوادث کا فاعل حقیقی وہی ہے۔

جبریہ

وہ فرقہ جو انسان کو مجبور محض مانتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔ انسان بذات خود کچھ نہیں کرسکتا۔ اس فرقے کی بنیاد جہم بن صفوان (م ۱۲۸ھ) نے رکھی۔

جبریہ کا ایک فرقہ جو جبریہ خالصہ کے نام سے موسوم ہے۔ بہتمامہ جبر کا قائل ہے۔ اس کے نزدیک انسان اور جمادات کے مابین کوئی فرق نہیں دوسرا فرقہ جبری بمتوسط کہلاتا ہے جو اس بات کے تو قائل ہیں کہ بندے میں قدرت ہے مگر یہ نہیں مانتے کہ کی بقدرت فعل پر کوئی تصرف کرسکتی ہے۔

بخاریہ، فراریہ اور کلابیہ بھی اس فرقے میں شمار ہوتے ہیں۔ مغربی فلاسفروں کا ایک گروہ بھی جبر کا قائل ہے۔ چنانچہ یونانی مفکرین کے خیال کے مطابق کائنات کی ہر چیز قانون قدرت کے ماتحت ہے اور اس سے انحراف نہیں کرسکتی۔ برطانوی فلسفی ہابس کا نظریہ تھا کہ کائنات اور انسان کی ہر حرکت قانون اسباب وفطرت کے ماتحت ہے۔ علمائے نفسیات کا خیال بھی یہی ہے کہ انسان اپنی مرضی کا مختار نہیں ہے بلکہ ذھنی اور جسمانی حالات اس کے ارادے اور عمل کو جس رخ چاہتے ہر ہ موڑ دیتے ہیں۔

جبریہ کا استدلال قرآن مجید سے

نظریہ جبر کی تائید میں آیات

۱) تمام قوت کا مالک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کا خالق ہے۔

دنیا میں اس کے اذن کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔

ان القوة لله جمیعا○ (البقرة ۲)

ترجمہ: یہ کہ قوت ساری کی ساری اللہ عزوجل ہی کی ہے۔

۲) خدا کا فیصلہ پہلے ہی سے لکھا جاچکا ہے اور دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اسی فیصلہ کے مطابق ہوتا ہے۔

Marfat.com

وما اصابکم یوم التقی الجمعن فباذن اللہ o (آل عمران ۳)

ترجمہ: اور جو مصیبت تم پر دونوں گروہوں کی مڈبھیڑ کے روز آئی۔ وہ اللہ عزوجل کے اذن سے تھی۔

۳) اللہ عزوجل نے ہر چیز کے لئے ایک تقدیر مقرر کر دی ہے۔

انا کل شئی خلقنا بقدر o (القمر)

ترجمہ: ہم نے ہر جو چیز پیدا کی ہے اسے ایک انداز ے پر رکھا ہے۔

۴) بندے کی مشیت خدا کی مشیت کے تابع ہے بندے کو کچھ اختیار نہیں سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے۔ انسان اپنی تدبیر سے خدا کے فیصلوں کو بدلنے کی قوت نہیں رکھتا۔

ولا تقولن لشای ء انی فاعل ذالك غدا الا ان یشاء اللہ o (الکھف)

ترجمہ: اور کبھی کسی چیز کے بارے یوں نہ کہو کہ میں کل ایسا کر کے رہوں گا مگر یہ اللہ عزوجل کی منشاء ہو۔

۵) ہدایت اور ضلالت خدا کے ہاتھ

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا. (بقرۃ ۲)

ترجمہ: اللہ اس کے ذریعے سے گمراہ کرتا ہے۔ بہتوں کو اور ہدایت دیتا ہے بہتوں کو۔

۶) اللہ کے اختیار میں ایمان ویقین

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاo (بقرۃ ۲)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ عزوجل نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا۔

جبریہ وقدریہ کا رد

اسلام اعتدال پسند مذہب ہے۔ افراط وتفریط سے منزہ و پاکیزہ ہے۔ چنانچہ اسلام میں جبر وقدر کے درمیانی راستہ کو صحیح قرار دیا ہے۔

اس ضمن میں چند احادیث: اللہ عزوجل نے آسمان اور زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوق کی تقدیروں کو لکھا اور اس کا عرش اس وقت پانی پر تھ

ا۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ۔ حدیث نمبر ۷۳)

اسلام میں ہر پہلو سے اعتدال کا پہلو نکلتا ہے۔ نہ تو انسان کی حرکات کو شل کر کے کسی اور کے ہاتھ میں دے دیتا ہے کہ ''راہب'' معلوم ہو اور نہ ہی اس قدر خود مختار، ذی وقدرت بناتا ہے کہ دھریہ معلوم ہو۔

اسی ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کیا جاتا ہے۔ جو قدریہ و جبریہ کی تردید کی زندہ تمثیل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت میں دو قسم کے آدمی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ مرجیہ (انسان کو مجبور اور بے اختیار سمجھنے والا) قدریہ (تقدیر اور علم الٰہی کا منکر)۔ (ترمذی، مشکوۃ۔ حدیث نمبر ۹۸)

❁ اسی طرح دوسری حدیث میں

فرقہ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے کفن و دفن اور جنازہ میں مت جاؤ۔

(ابوداؤد، مشکوۃ۔ حدیث نمبر ۱۰۰)

❁ ایک اور حدیث

جو جبر وقدر سے پاک ہے: عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو آدمی تقدیر کے بارے

Marfat.com

گفتگو کرے گا اس کی بابت اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ جو اس مسئلہ میں کلام نہیں کرے گا اسے نہیں پوچھا جائے گا۔

✲ اسی نسبت سے اقبال کا شعر

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند (کلیات اقبال)

ایک اور حدیث سے قدریہ کا پوسٹ مارٹم

نافع فرماتے ہیں ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا فلاں آدمی آپ کو سلام کہتے تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ بدعتی ہوگیا ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو میرا اسلام مت کہنا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میری امت میں بعض لوگ زمین میں دھنس جائیں گے بعض کی اشکال بدل جائیں گی اور بعض پر پتھر پڑیں گے اور یہ سب (عذاب) اہل قدر کو ہوں گے۔ (ترمذی)

المختصر

جتنا اللہ عزوجل نے دین دیا ہے اس کو پورا کیا جائے۔ بجائے اس کے کہ ہم ادھر ادھر سے بدعی افکار، تصوف کے ارتقاء کے لئے تراشتے پھریں۔

کیوں کہ قرآن میں ہے۔

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ (الحشر)

ترجمہ: جو کچھ رسول ﷺ نے تم کو دے دیا وہ لے لو اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز آجاؤ۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بھی ہے۔ آدمی کے اسلام کی بہتری اس میں ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دے۔

مسلک اعتدال کی حقانیت قرآن حکیم کی آیت

ایاك نعبد وایاك نستعین۔ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) سے ثابت ہوتی ہے۔

یاان لیس الانسان الا ما سعٰی.

ترجمہ: یہ کہ انسانی کوشش کے مطابق ملتا ہے۔

مسئلہ خیر و شر

اس ضمن میں تاریخی اعتبار سے پہلے مذہب زرتشت کی تعلیم ثنویت کو خامہ فرسا کیا جاتا ہے۔

زرتشت کی تعلیم میں بھی نیکی اور بدی کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ نیکی کے ساتھ بدی اور خیر کے ساتھ شر کے مسئلہ کو تمام مذاہب اور مفکرین تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی باہمی کشمکش جہاں خارجی کائنات میں پائی جاتی ہے۔ وہاں انسانی معاشرہ اور نفس انسانی میں بھی پائی جاتی ہے۔

مذاہب اور فلسفوں میں نیکی اور خیر کا حصول انسانی زندگی کا مقصد و مطمع نظر ہے۔ مگر بدی اور شر کی وجہ سے اس مقصد کے حصول میں بڑی دشواریاں پائی جاتی ہیں۔ اسی کشمکش سے انسانی حیات کی اخلاقی اقدار وجود میں آتی ہیں۔ سوال یہ ہے اگر خدائے برتر نیکی اور خیر کا منبع ہے تو بدی اور شر کا منبع کہاں ہے؟

اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں شر کا مصدر ابلیس کو قرار دیا گیا ہے۔ سجدہ کرنے سے انکار کے باعث اسے مردود قرار دیا گیا۔ مگر ابلیس نے انسان کو اپنے انتقام کا نشانہ بنالیا۔ اگر خدا محض خیر کا مصدر ہے تو ابلیس کہاں سے آگیا؟

Marfat.com

(غیر سامی مذاہب کے بانی۔ص ۱۸۰)

انسان کا ایک فطری جذبہ ہے کہ وہ دکھوں سے نجات پانا چاہتا ہے اور ایک کامل مسرت اور بے انتہا شادماں زندگی کی ضمانت چاہتا ہے۔ اسٹورٹ مل نے ہماری زندگی کے اس پہلو پر زور دیا ہے اور نفسیاتی لذتیت کے نظریے کو ہمیں روشناس کرایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کسی چیز کی خواہش کرنا اور اسے پاکر مسرور ہونا یا پھر برخلاف اس کے اس چیز سے اذیت محسوس کرنا ان ہر دو مظاہر کو قطعی طور پر ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا مگر ہم اپنی توقعات کے بالکل برخلاف عموماً جو کچھ ایسی صورت حال کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ جو واقعی تکلیف دہ اور روح فرسا ہوتی ہیں۔ ایک صوفی اور فلسفہ کے طالب کے لئے شر و خیر پر غور کرنا نہایت اہمیت کی دلیل ہے۔ (فلسفہ، علم الکلام)۔ المختصر روح خیر و شر کا مرقع و مجموعہ ہے۔

شر کے بارے میں عموماً دو مختلف نظریات ہیں۔ جن کو قنوطیت اور رجائیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ قنوطت پرستوں کے نزدیک دنیا لازمی طور پر شر ہے۔ اب دونوں خیر و شر پر قرآنی روشنی میں۔

قرآن میں خیر کا بیان

176 بار قرآن میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ ثواب، بھلائی، بہتر، نیکی وغیرہم کے معانی میں۔

نیکی کے معانی میں

فمن تطوع خیرا فهو خیر لهٗ ٥ (البقرۃ ۲)

ترجمہ: پس جو کوئی نفل طور پر زیادہ نیکی کرے تو اس کے لئے اور اچھا ہے۔

بہتر کے مطلب میں

ولعبد مومن خیر من مشرك ٥ (البقرۃ ۲)

ترجمہ: اور البتہ غلام مومن بہتر ہے مشرک آزاد سے۔

قرآن میں خیر کے محاصل

۱) ایمان وتقویٰ

ولو انهم امنوا واتقوا لمثوبة من عندالله خیر ٥ (البقرۃ ۲) ترجمہ: اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیز کرتے اور ان کو سمجھ ہوتی تو اللہ عزوجل کے پاس جو ثواب ملتا وہ بہت تھا۔

خیر الزاد التقوی ٥ (البقرۃ ۲)

ترجمہ: بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔

۲) اعمال

وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عندالله ٥ (البقرۃ ۲)

ترجمہ: اور جو نیک کام اپنی بھلائی کے لئے آگے بھیجو گے اس کا ثواب اللہ کے پاس موجود پاؤ گے۔

۳) روزہ (فرضی)

وان تصوموا خیر لکم ٥ (البقرۃ ۲)

ترجمہ: اور یہ کہ اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔

۴) اقرباء میں انفاق

قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمٰی والمسکین وابن سبیل ٥ (البقرۃ ۲)

تو کہہ دے جو کچھ خیر خیرات کے طور پر تم خرچ کرو تو ماں باپ اور ناتے والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں پر۔

Marfat.com

۵) کلام احسن و درگزر

قول معرف ومغفرة خير من صدقه يتبيعهااذىo (البقرة ۲)

ترجمہ: نرمی سے جواب دے دینا اور درگزر کرنا اس سے صدقہ بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو۔

۶) خفیہ نیکی

وان تخفوها و تو توها الفقراء فهو خيرلكمo (البقرة ۲)

ترجمہ: اور جو چھپکے سے فقراء کو دے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

۷) دعوت تبلیغ

كنتم خيرا مة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكرo (ال عمران ۳)

ترجمہ: لوگوں کے لئے جتنی امتیں پیدا ہوئیں ان سب میں تم بہتر ہو۔ تم اچھا کام کرنے کا حکم دیتے اور برے کام سے منع کرتے ہو۔

شر

ایسی عمل جو نیکی کی ضد ہو شر کہلاتا ہے۔ اسمیں ضرور اضطراب کا وسیع مادہ وحتمال مضمر ہوتا ہے۔ انسان کی نسیان و خطا میں جو عنصر کارگزار ہوتا ہے۔ یہی شر ہے۔ اگر خیر کی وابستگی اخلاق سے ہے تو شر کا براہ راس تعلق بد خلقی سے ہے۔ خیر اگر اللہ سے وابسطہ ہے تو شر شیطان کا آرگن۔

شر کے بارے قرآن کا بیان

لفظ شر قرآن میں ۲۹ بار آیا ہے۔ برا۔ بدتر۔ طاغوتی وغیرھم۔

❁ برا کے مطلب میں

بل هو شر لهم o (ال عمران ۳)

ترجمہ: لیکن وہ برا ہے واسطے ان کے۔

قرآن میں شر کی نمود وانتباہ

❁ بے علمی

ان شرا لدواب عند الله الصمد البكم الذين لا يعقلونo (الانفال ۸)

ترجمہ: بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ عزوجل کے نزدیک بہرے گونگے ہیں جو بے علم ہیں۔

❁ کفر

ان شرالدواب عند الله الدين كفروا فهم لا يو منونo (الانفال ۸)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک بدتر جانوروں میں کافر ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

❁ جلد بازی

ويدع الانسان بالشر دعاه بالخير ، وكان الانسان عجولاo (بنی اسرائیل ۱۷)

ترجمہ: اور آدمی اپنی بے وقوفی سے رنج اور غصہ کی حالت میں اس طرح بد دعا کرنے لگتا ہے جس طرح بھلائی کی دعا کرتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

❁ نومیدی

واذا هسه الشر كان يوساo (بنی اسرائیل)

ترجمہ: جب اس پر مصیبت وتنگی آتی ہے تو ناامید بن جاتا ہے۔

Marfat.com

گمراہی

قل من کان فی الضللة فلیمد له الرحمن مدا حتی اذا کراوا کا یوعدونا ما لاعذاب واما العذاب واما الساعة فسیعلمون من ھو شر مکانا وضعف جندا0 (مریم ۱۹)

ترجمہ: اے پیغمبر کہہ دے جو گمراہ ہوتا ہے تو اللہ اس کو اور خوب ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے۔ جب وہ اس کو دیکھیں جس کا ان سے وعدہ ہے (دنیا کا) عذاب (قید ہونا) یا قیامت اس وقت جان لیں گے کس کا مکان برا ہے (مومنوں کا یا ان کا) اور کس کا جتھا کمزور ہے۔

حسد

ومن شر حاسد اذا حسد0 (الفلق ۱۱۳)

ترجمہ: (پناہ دے) اور برائی حسد کرنے والے کی سے جب حسد کرے۔

مسئلہ خیر وشر کی حقانیت

خیر وشر کی حقیقت یہ ہے کہ دونوں کا منطق وفلسفہ یہی ہے کہ خیر وشر آزمائش کے ذرائع ہیں۔

جیسا کہ قرآن میں: ونبلوکم بالشر والخیر فتنة0 (الانبیاء ۲۱)

ترجمہ: اور ہم تم کو برائی ارو بھلائی پہنچا کر آزماتے ہیں۔

لہٰذا یہ ایک فطری امر ہے کہ پوری زندگی خیر وشر کا مرقع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیر کی طرف رغبت اور شر سے اجتناب کا حکم فرمایا! مزید اس کی پرکھ کا طریقہ بھی بتا دیا۔ ایسی چیز جس سے دل مطمئن ہو وہ نیکی (خیر) ہے اور جس سے دل میں کھٹکا ابھرے بدی (شر) ہے۔ مسئلہ خیر وشر کی تخریج کا ہے۔

خیر اللہ عزوجل کی طرف سے سب کا اتفاق ہے۔

شر کے بارے بعضے کہتے ہیں کہ انسان کی اپنی کدوکاوش ہے۔ شیطان کی رغبت ہے۔ اللہ عزوجل کی طرف سے ہی آزمائش کا نقطہ ہے۔ انسانی فطرت میں شامل ہے۔ اس شر کے جزوی، وسیع اور پیچیدہ اختلاف نے مسئلہ خیر وشر کو طویل کر دیا۔

خیر کا تعلق نیکی جبکہ شر کا تعلق بدی سے ہے۔ شر کی تلفی سے خیر کا وجود اور خیر کے ترک میں شر کا احتمال موجود رہا ہے۔ حدیث میں ہے جب کوئی بدی کرو نیکی کرو۔ نیکی، بدی کو مٹا دینے والی ہے۔ خیر وشر فکری ونظری تاثرات کے نام ہیں۔ خواص خمسہ میں ان کا وسیع احساس پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

شریعت و طریقت

شریعت

مذہبی تعلیمات شریعت کہلاتی ہیں یا وہ راستہ جس پر چل کر راہ راست مل سکے شریعت کہلاتی ہے۔ شریعت و طریقت دونوں علم و عمل کے اعتبار سے ایک شے کے دو نام ہیں جیسے حدیث اور سنت۔

قرآن میں اس کا تذکرہ

ثم جعلنك علی شیعة من الامر فاتبعها ولا تتبع اھوآء الذین لا یعلمون ٥ (الجاثیہ ۴۵)

ترجمہ: ہم نے تجھ کو دین کے ایک راستے پر لگا دیا تو اسی پر چلتا رہ اور نادانوں کی خواہشوں پر مت چل۔

دوسرے مقام پر "شریعت" کی توضیح

لکل جعلنا منکم شرعة ومنھا جا٥ (المائدۃ ۵)

ترجمہ: ہم نے تم میں سے ہر ایک کو ایک راہ اور شریعت دی ہے۔

ایک اور جگہ شریعت کے بارے

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا٥ (الشوریٰ ۴۳)

ترجمہ: اس خدا نے تمہارے لئے وہ دین (شریعت) ٹھہرایا جس پر نوح کو چلنے کا حکم دیا۔

لہٰذا دین، مذہب، صراط مستقیم تمام اسلامی روایات شریعت کی مد میں شامل ہوئیں۔ شریعت کے تمام اقدار و خواص کے مجموعہ کا نام اسلامی تصوف ہے۔ اگر اس میں دین محمدی کے اثرات ہویدا ہو رہے ہوں۔ بر اں بریں شریعت نہیں۔

طریقت

اسلامی اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے طریق حیات، سنت کا نام طریقت ہے۔ اہل تصوف نے اس کو کھینچ کھانچ کر پیری مریدی میں منتقل کر دیا ہے اور پیر کی ہر ہر ادا طریقت کا خاصہ ہے خواہ اس کے ڈانڈے شریعت سے ملتے ہوں یا نہیں۔ مقصود رضائے پیر و مرشد مقصود ہوتی ہے۔ اسی میں زندگی کو صرف کر کے شریعت و طریقت کے غلط مفاہیم اخذ کئے جاتے ہیں۔

طریقت کا حقیقی مفہوم رسول اللہ ﷺ کی طرز زندگی ہے۔ خواہ وہ کوئی استاد بتائے، مرشد یا کوئی اور، مگر اس کی اصل سنت رسول سے وابستہ ہو۔ مزید کوئی بھی ایسا طریق جو سنت سے ثابت نہ ہونا قابل عمل شریعت ہے۔ کیوں من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اللہ عز وجل کی اطاعت کی)

دوسرے مقام پر

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة٥

ترجمہ: تحقیق رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

آج اگر طریقت کے منہج و مقصد کو مجروح کر دیا جاتا ہے تو نہ ہی نئی شریعت وضع ہو سکتی ہے اور نہ ہی نئی طریقت۔ مگر غلط طریقت کے اجراء نے شریعت کو مجروح کیا ہے اور پامال۔

ابھی یہاں پر شریعت و طریقت کا تقابلی جائزہ قلمبند کیا جاتا ہے۔ شریعت اسلامی اور غلط صوفیانہ طریقت میں کس قدر تفاوت ہے آشکار ہو جائے گا۔

Marfat.com

شریعت و طریقت کا تقابلی جائزہ

۱) توحید

شریعت (شرعی طریقت)

اسلام میں توحید یہ ہے کہ ساری کائنات اللہ عزوجل کی مخلوق اور اس کی مطیع فرمان ہے۔ حاکمیت اور فرماں روائی بھی اس کی ہے جس میں دوسرا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

طریقت (غیر شرعی)

طریقت کی توحید یہ ہے کہ جملہ موجودات خدا کا حصہ ہیں پھر کوئی انسان اپنی ذات کو خدا میں مدغم بھی کرسکتا ہے اور کسی انسان میں خدا خود بھی حلول کرسکتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسمیں خدائی صفات پیدا ہوجاتی ہیں۔

۲) رسالت

شریعت

نبی اور رسول اپنے وقت کے تمام انسانوں میں سے افضل ہوتا ہے۔

طریقت

نبوت سے نبی ﷺ کی ولایت افضل ہے بالفاظ دیگر نبی سے ولی افضل ہوتا ہے اسی طرح خاتم الانبیاء سے خاتم الاولیاء افضل ہوتا ہے۔

۳) مشاہدہ الٰہی

شریعت

اس دنیا میں ناممکن ہے نہ ظاہری آنکھوں سے نہ دل کی آنکھوں سے اور کوئی ایسا محسوس کرتا ہے تو وہ شیطانی فریب ہے۔

طریقت

دیدار الٰہی ممکن ہی نہیں ضروری ہے اور اسی بنیاد پر اس دین کا دارومدار ہے۔ مشاھدات اور مکاشفات ہی اس کے سرچشمے اور بنیاد ہیں۔

۴) وحی الٰہی

شریعت

اکسابی نہیں بلکہ وہبی چیز ہے اور نبی کو وحی آنے سے پیشتر خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ نبی بننے والا ہے۔

طریقت

وحی الٰہی کی ابتداء ریاضت ومجاھدہ ہے اور یہ کسبی چیز ہے۔ انسان کو وحی کی توقع ہوتی ہے اور یہ ایک تدریجی عمل ہے۔

۵) معیار حق

شریعت

وحی الٰہی ہے یعنی قرآن وحدیث سے شرعی احکام مستنبط ہوتے ہیں اور یہی چیزیں تحقیق اور جانچ کا معیار ہیں۔

طریقت

اصل معیار مشاہدہ ومکاشفہ ہے کیوں کہ یہ علم فرشتہ سے واسطہ کے بغیر براہ راست خدا سے حاصل ہوتا ہے۔

۶) اطاعت

Marfat.com

شریعت

نبی یا رسول کی غیر مشروط اطاعت لازم ہے۔

طریقت

نبی کی بجائے اپنے پیر کی غیر مشروط اطاعت قرار دی گئی ہے۔

۷) تقلید

شریعت

اسلام میں تقلید کا وجود نہیں۔

طریقت

طریقت کا دارومدار شخصی وفرضی تقالید سے معمور ہے۔

۸) روحانی ترقی

شریعت

روحانی ترقی کا راستہ دنیا کے اندر سے گزرتا ہے اور اسلام معاشرتی زندگی گزارنے پر زور دیتا ہے۔

طریقت

روحانی ترقی دنیا کو ترک کرنے سے ہی ہو سکتی ہے لہٰذا صوفیاء اپنا راستہ دنیا سے باہر رہ کر تلاش کرتے ہیں۔

۹) زھد

شریعت

صدق مقال اور اکل حلال نہایت نیک اعمال ہیں۔ البتہ محبت دنیا ناپسندیدہ چیز ہے اسی چیز کا نام زھد وتقویٰ ہے۔

طریقت

حصول دنیا اور اس سے انتفاع ترقی کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس میں زھد کا تصور اسلامی زھد سے بالکل مختلف ہے۔

۱۰) نکاح

شریعت

معاشرتی زندگی اصل بنیادی اور فطری چیز ہے لہٰذا ضروری ہے۔ وہ ایک عہد و پیمان ہے۔ نکاح کے علاوہ دوسرے سب راستے حرام ہیں۔

طریقت

نکاح اور عائلی زندگی سے سخت بیزار ہے۔ بعض اتحادی ہر عورت سے زنا کو جائز سمجھتے ہیں اور جماع کو مشاہدہ حق کا بہترین موقع قرار دیتے ہیں۔ بعض دوسرے بزرگ تفنن طبع کے لئے بھی نکاح کرتے ہیں۔

۱۱) جہاد

شریعت

قومی زندگی کی حیات کیلئے جہاد بالسیف افضل الاعمال قرار دیتا ہے۔

طریقت

جہاد بالسیف کو کمتر سمجھتا اور اس کے بجائے ''مجاھدہ نفس'' پر زور دیتا ہے اور روحانی ترقی کی آڑ میں انسانیت کو

Marfat.com

ذلیل ترین مقام پر لا کھڑا کرتا ہے۔

۱۲) تعدید

شریعت

انسان اپنے اعمال میں نہ تو مختار مطلق ہے نہ مجبور محض۔البتہ ہر عمل مشیت الٰہی کے تابع ہوتا ہے۔

طریقت

نظریہ وحدت الوجود کے مطابق انسان اعمال میں مجبور محض ہے۔اس کی حیثیت محض ایک آلہ کار کی ہے۔ مشیت الٰہی کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے۔

۱۳) ظاہری حکومت

شریعت

معاشی اور سیاسی نظام کے لئے مکمل ھدایات دیتا اور کلمۂ حق کے استیلاء کے لئے سلطنت کے حصول پر زور دیتا ہے۔

طریقت

ظاہری حکومت کو بیکار سمجھتا اور اس کے بجائے باطنی نظم پر زور دیتا ہے۔غوث، قطب، ابدال، اوتار، نجیب وغیرہ کے عناصب مقرر کرتا ہے اور ان کے نصب وعزل کا نظام جاری کرتا ہے۔

۱۴) جزاوسزا

شریعت

اسلام اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کے انعامات کی امید رکھتے ہوئے اس کی عبادت کو ایک مستحسن فعل قرار دیتا ہے۔اخروی زندگی میں نجات کا انحصار اعمال پر ہے۔برے ہوں تو دوزخ ٹھکانہ ہوگا اور اچھے ہوں گے تو بہشت۔رضائے الٰہی اور دیدار الٰہی صرف اہل جنت کو حاصل ہوگا۔

طریقت

صوفیاء اس نظریہ عبادت کی توہین کرتے ہیں اور اس کو سوداگری قرار دیتے ہیں۔وہ اعمال میں انسان کو مجبور سمجھتے اور جنت اور دوزخ کو بے معنی چیزیں قرار دیتے ہیں۔رضائے الٰہی کی خاطر وہ دوزخ میں بھی بخوشی جانے کو تیار ہیں۔ وہ اسے ایک آہ سرد سے ٹھنڈا کر کے بیکار بنا سکتے ہیں اور جنت کو پھونک مار کر دوزخ بنا سکتے ہیں۔

۱۵) اتباع رسول اور محبت کے تقاضے

شریعت

اسلام دینی اور دنیوی ترقی کے لئے اتباع رسول کو بنیاد اور اسی کو اللہ عزوجل اپنی اتباع قرار دیتا ہے۔اللہ عزوجل سے اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ایمان کا بنیادی تقاضا ہے پھر رسول ﷺ کے اہل بیت سے محبت بھی رسول ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے۔پھر رسول ﷺ کے اہل بیت سے محبت بھی رسول ﷺ کی محبت کا تقاضا قرار دیتا ہے۔لیکن اس محبت کا مقصد محض اتباع رسول اللہ عزوجل میں عزم ہے نہ کہ عقائد اصول واقدار شرعیہ کی قربانی۔

طریقت

یہاں مقصود صرف روحانی ترقی اور معرفت حق ہے۔اور اس کی بنیاد عشق ہے جو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز کو جلا دیتا ہے اور انسان کو بے نیاز کر دیتا ہے۔اس طرح یہ گروہ سخت ذھنی انتشار میں مبتلا ہو کر رہ گیا ہے۔

ایک فریق رسول کی اتباع کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا، دوسرا اتباع رسول کے بجائے عشق رسول میں اتنا غلو کر گیا

Marfat.com

کہ رسول اللہ ﷺ کو یونانی فلسفہ کے مطابق عقل کل قرار دیتا ہے اور انہیں ازل سے لے کر ابد تک حاضر ناظر، عالم غیب اور تصرف کائنات پر قادر سمجھتا ہے۔ ایک تیسرا فریق حب اہل بیت میں شیعوں سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ اور ان کے دلائل محض اپنے مشاہدات یا بزرگوں کے ملفوظات ہیں۔

۱۶) مزارات کا وجود

شریعت

اسلام انسان کے مرنے کے بعد روح کے اس دنیا میں آنے کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ فلہٰذا سماع موتی روحوں سے سوال و جواب ان روحوں کا تصرف سب کو باطل قرار دیتا ہے۔ اور اگر ایسی چیزوں کا ظہور ہو تو اسے شیطانی عمل قرار دیتا ہے۔ لہٰذا اسلام میں پختہ قبروں کے جواز کے سب چور دروازے بند کر دیئے گئے ہیں جو کہ ایسے شرکیہ افعال کا اصل منبع ہیں۔

طریقت

صوفیاء کے نزدیک روحوں کا واپس دنیا میں آنا سماع موتی ان سے سوال و جواب اور تصرفات ان کے مشاہدہ کے مطابق سب برحق ہیں۔ لہٰذا اس مذہب کے لئے پختہ قبریں، مقبرے، روضے، فرار، خانقاہیں بنیادی ضرورت کی چیزیں ہیں۔

۱۷) اعتکاف

شریعت

اسلام نے روحانی ترقی اور خالص توجہ الی اللہ کے لئے مساجد میں اعتکاف کرنے کی راہ دکھلائی ہے۔

طریقت

صوفیاء مساجد میں اعتکاف کی بجائے مزارات پر مراقبہ کرنے کو اصل نیکی سمجھتے ہیں۔

۱۸) کرامات

شریعت

اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو اتباع رسول ﷺ کا مکمل نمونہ ہوں۔ کرامت کا مقصد کسی اہم دینی یا دنیوی غرض کو پورا کرنا ہے۔ ولی کو اس کے ظہور سے پہلے علم نہیں ہوتا نہ وہ اس کے صدور کا دعویٰ کر سکتا ہے اور یہ بھی
شاذ و نادر ہی وقوع پذیر ہوتی ہے۔

طریقت

صوفیاء کی کرامات لامحدود ہیں۔ وہ ازل سے ابد تک کے حالات کی خبر لاتے اور تصرف فی الامور میں کافی دسترس رکھتے ہیں۔ زبانی اقرار کے باوجود اتباع رسول کو بے معنی اور اپنی کرامات کو دعویٰ سے پیش کرتے اور اپنی بزرگی کی دھاک بٹھلاتے ہیں اور یہ سب کسب و اکتساب سے حاصل کیا جات ہے۔

۱۹) علم غیب

شریعت

علم غیب کلی اللہ عزوجل کا خاصہ ہے۔ وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اور جتنا چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

طریقت

علم غیب رسول اللہ ﷺ کو کلی حاصل تھا فرق صرف یہ ہے کہ خدا کا علم ذاتی ہے اور رسول کا عطائی۔ پھر یہ عطائی

Marfat.com

علم غیب اکثر اوقات اولیاء اللہ کا بھی ہوتا ہے اور بعض کو تو کلی ہوتا ہے۔

۲۰) وفات

شریعت

وفات کے بعد تمام انبیاء و اولیاء کی زندگی برزخی ہے جس کو ہم سمجھ نہیں سکتے۔

طریقت

رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء اولیاء زندہ ہیں۔ وہ مرتے نہیں بلکہ صرف عام دنیا والوں سے روپوش ہو جاتے ہیں۔

۲۱) تصرف فی الامور

شریعت

تصرف فی الامور کا رتبہ صرف اللہ عزوجل کو ہے۔ باقی سب اس کی مخلوق اس کی محتاج اور اس کے آگے بے بس ہے۔ اور اسی کے رحم و کرم پر ہے۔

طریقت

انبیاء اولیاء اللہ سب کو تصرف فی الامور کا مرتبہ حاصل ہے اور یہ اولیاء لوح محفوظ میں اللہ کے لکھے ہوئے فیصلوں تک کی تبدیلی بھی کروا سکتے ہیں۔

۲۲) شفاعت

شریعت

قیامت کے دن شفاعت صرف وہی کروا سکے گا جس کی اپنی مغفرت ہو چکی ہو اور پھر اسے اللہ عزوجل کی طرف سے اس کی اجازت بھی مل جائے۔

طریقت

اولیاء اللہ دعویٰ سے مریدوں کی شفاعت اور مغفرت دونوں کا ذمہ اٹھاتے ہیں حتیٰ کہ قبر میں منکر نکیر کے سوال کے وقت بھی اپنے بے دین مریدوں تک حکماً بخشوا سکتے ہیں۔

۲۳) حاضر و ناظر

شریعت

حاضر و ناظر اللہ عزوجل کی ذات ہے وہی ہر ایک کی پکار سنتا اور اسے قبول کرتا ہے۔ اس کے بغیر کسی دوسرے کو پکارنا صریح شرک قرار دیتا ہے۔

طریقت

تمام انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ پکار کے وقت مرید کی بجائے مصیبت پر پہنچ کر اس کی مشکل کشائی بھی کر دیتے ہیں خواہ پیر زندہ ہوں یا مردہ۔ (از شریعت و طریقت)

بقول اکبر الہ آبادی

قرآن رہے پیش نظر یہ ہے شریعت
اللہ رہے پیش نظر یہ ہے طریقت

Marfat.com

علامہ محمد اقبال کا نظریہ تصوف

اقبال نے ''تصوف'' کے عنوان سے نظم تحریر کی

یہ حکمت ملکوتی، یہ علم لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکر نیم شبی یہ مراقبے یہ سرود
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ عقل جو مہ و پرویں کا کھیلتی ہے شکار
شریک شورش پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(ضرب کلیم)

ایک اور جگہ ایک شعر

ہے وہی شعر وتصوف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشے حیات

(جاوید نامہ نظم نمبر۳ شعر ۸)

اقبال نے طنزاً ایک مولوی بارے کہا

کہتے تھے کہ پنہاں ہے تصوف میں شریعت
جس طرح کہ الفاظ میں مضمر ہوں معانی

(بانگ درا، زھد وتقوی شعر ۱۶)

ایک اور جگہ

رندی سے بھی آگاہ شریعت سے بھی واقف
پوچھو جو تصوف کی تو منصور کا ثانی

(بانگ درا، زہد اور رندی۔ شعر ۱۶)

ایک جگہ صوفی سے مایوسی کا اظہار

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری

(بال جبریل۔ رباعی نمبر ۱۱۔ شعر ۱)

تصوف

نہیں حیات فقر میں اگر امید سحر
تو کسی شہ کی شب دوام پر اثر
مرا یقین ہے نفاق سے دوچار اگر
ترا یقین ہے اک کاوش تمام تر
سبھی کرو بیاں ہیں جرم کے آئینہ میں

Marfat.com

نہیں ہے بزم ارجمند اں میں کوئی بشر
یہ مرا رمز تصوف نہیں کچھ جز وخدا
یہ ترا طرز تصوف کہ جہاں اس کا اثر
فسون بے خودی نے قتل کیا ہے ضمیر
کہ جسے جانتا تھا میں وجود بحر و بر
فسانہ ھائے دوش میں ہے ابھی منہمک
مرا امروز ابھی فردا سے ہے بے خبر
وفائے بیکراں دلیل امتحان ہے سحر
کہا ہے فطرت جہاں نے تصوف جسے
حقوق عبد والہی میں نہاں اسکی خبر

(کامران ۔ سوھدروی)

نظیر اکبر آلہ آبادی کے ہاں

دریا و کوہ و دست و ہوا ارض و سما
دیکھا تو ہر مکاں میں وہی ہے رہا سما
ہے کونسی وہ چشم نہیں جسمیں اس کا نور
ہے کون سا وہ دل کہ نہیں جس میں اس کی جا

(دیوان نظیر)

اسد اللہ غالب کے ہاں

نہ تھا کچھ، تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

دوسری جگہ

بے گانگی خلق سے بے دل نہ ہو غالب
کوئی نہیں تیرا، تو مری جان خدا ہے

ایک اور جگہ

یارب ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو
یہ محشر خیال کہ دنیا کہیں جسے

(دیوان غالب)

خواجہ میر درد کے ہاں تصوف

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ، یا بت خانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے واں، تو ہی صاحب خانہ تھا

ایک اور جگہ:

ماھیتوں کو روش کرتا ہے نور تیرا

Marfat.com

اعیان ہیں مظاہر، ظاہر ظہور تیرا
ہے جلوہ گہ تیرا، کیا غیب کیا شہادت
یاں ہے شہود تیرا، واں ہے حضور تیرا

دوسری جگہ صوفی شاعر درد کا انداز:

جگ میں آ کر ادھر ادھر دیکھا
تو ہی آیا نظر، جدھر دیکھا

(دیوان درد)

جگر مرادآبادی کے ہاں رموز تصوف

تجھی سے ابتداء ہے تو ہی اک دن انتہا ہوگا
صدائے ساز ہوگی اور نہ ساز بے صدا ہوگا

ایک جگہ صوفیانہ رنگ:

آئینہ خانہ عالم کہیں کیا دیکھا
تیرے دھوکے میں خود اپنا ہی تماشا دیکھا (دیوان جگر)

ولی دکنی کے اشعار میں صوفیانہ اسلوب:

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

دوسری جگہ فنا کا فلسفہ:

عشق میں لازم ہے اول ذات کو فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دایم یاد یزدانی کرے

(دیوان ولی)

میر تقی میر کے سخن میں تصوف کی چھنکار:

میرے مالک نے میرے حق میں یہ احسان کیا
خاک ناچیز تھا میں سو مجھے انسان کیا

ایک جگہ وہ دنیا سے بیزار:

میر کے دین و مذھب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا، کب کا ترک اسلام کیا

ایک جگہ اللہ پر مائل:

میر بندوں سے کام کب نکلا
مانگنا ہے جو کچھ خدا سے مانگ

مرزا محمد رفیع سودا کا طرز تصوف:

مقدور نہیں اس کی تجلی کے بیاں کا
جوں شمع سراپا ہو اگر صرف زباں کا

ایک اور جگہ ان کے منفرد تصوف کا فکر:

Marfat.com

ہمارے کفر کے پہلو سے دیں کی راہ یاد آوے
صنم رکھتے ہیں جس کو دیکھ کر اللہ یاد آوے

بہادر شاہ ظفر کا صوفیانہ فکر:

مقدور کس کو حمد خدائے جلیل کا
اس جا پہ بے زباں ہے دھن قال وقیل کا
کیا پائے کنہ ذات کو اس کے کوئی ظفر
واں عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

نواب مصطفی خاں شیفتہ کا رنگ تصوف:

ان کے ہاں صوفی آزاد طبع:

وجد کرتے ہیں پی کے جے صوفی
مست سوتے ہیں صبح تک شب خیر

حکیم مومن خان مومن دہلوی کا صوفیانہ فکر:

نہ کیوں کر مطلع دیوان ہو مطلع مہر وحدت کا
کہ ہاتھ آیا ہے روشن مصرع انگشت شہادت کا
غضب سے تیرے ڈرتا ہوں رضا کی تیری خواہش ہے
نہ میں بے زار دوزخ سے نہ میں مشتاق جنت کا
خدایا ہاتھ اٹھاؤں عرض مطلب سے بھلا کیوں کر
کہ ہے دست دعا میں گوشہ داماں اجابت کا

صائم کرنالی کے ہاں تصوف کا اچھوتا رنگ:

ہے گر اس دور میں بے لوث کوئی
تو ہے اس عہد کا وہ غوث کوئی

دوسری جگہ:

بخوبی تجربہ کر کے سمجھ میں آئی یہ صائم کو
خدا مشکل کشاہ ہے اور بیڑے پار کرتا ہے

Marfat.com

اسلامی تصوف

اسلامی تصوف کی تاریخ اور اس کے متعلق شرعی احکام کا مجموعہ

تالیف:
کامران اعظم سوہدروی (ایم اے)

Marfat.com